باسمہٖ تعالیٰ

درسِ قدوری

مترجم و شارح

حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

مرتبہ: تنویر احمد قادری

ناشر
ادارہ اشاعت تبلیغ اسلام
پشاور

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

درسِ قدوری

مترجم وشارح

حضرت علامہ سیّد محمدّ امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

مرتبہ: تنویر احمد قادری

ناشر
ادارہ اشاعت تبلیغ اسلام
پشاور

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ﴾

اشاعت نمبر ۱۱۷

81170

نام کتاب :۔ قدوری

تصنیف :۔ ابو الحسن احمد بن محمد بن جعفر المعروف امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ

نام ترجمہ :۔ درسِ قدوری

مترجم و شارح :۔ سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی صاحب مد ظلہ العالی

مرتبہ :۔ تنویر احمد قادری

تاریخ اشاعت :۔ باراول ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ ہجری بمطابق جون ۲۰۰۲ء

کمپوزنگ :۔ باسط حسین قادری

مطبوعہ :۔ نیو کامران پرنٹرز لاہور

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، محلّہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور

ہدیہ :۔ ۲۵۰/= روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، محلّہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور

دار الاخلاص، صدف پلازہ محلّہ جنگی، پشاور

مکتبہ سرحد، خیبر بازار، پشاور

Marfat.com

فہرست

نمبرشمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱	عرض مترجم	
۲	ہدیہ تشکر	
۳	مقدمہ	
۴	تقریظ	
۵	خطبہ	۱
۶	**کتاب الطہارت**	۳
۷	وضو کے فرائض	۵
۸	وضو کی سنتیں	۶
۹	وضو کے مستحبات	۷
۱۰	وضوتوڑنے والی چیزیں	۱۰
۱۱	غسل کے فرائض	۱۲
۱۲	غسل کی سنتیں	۱۲
۱۳	غسل واجب کرنے والی چیزیں	۱۴
۱۴	غسل مسنون	۱۶
۱۵	پانی کے احکام	۱۶
۱۶	کھڑے پانی کا حکم	۱۸
۱۷	جاری پانی کا حکم	۲۰
۱۸	بڑے تالاب (دہ×دہ) کا حکم	۲۱
۱۹	استعمال شدہ پانی کا حکم	۲۱
۲۰	چمڑے کی دباغت کا حکم	۲۲
۲۱	کنویں کے احکام	۲۲
۲۲	جھوٹے پانیوں کا بیان	۲۶
۲۳	**باب التیمم**	۲۸
۲۴	تیمّم کا طریقہ	۲۸
۲۵	تیمّم کس چیز سے جائز ہے	۳۰
۲۶	تیمّم توڑنے والی چیزیں	۳۱
۲۷	تیمّم کے مسائل	۳۱
۲۸	**باب موزوں پر مسح کے بیان میں**	۳۶

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۲۹	مسح کی مدت	۳۶
۳۰	مسح کا طریقہ	۳۶
۳۱	مسح توڑنے والی چیزیں	۳۷
۳۲	مسح کے مسائل	۳۸
۳۳	اعضائے وضو پر مسح کرنے کا بیان	۳۹
۳۴	باب الحیض	۴۰
۳۵	حیض کی مدت	۴۰
۳۶	حیض کی تعریف	۴۰
۳۷	حیض کے مسائل	۴۱
۳۸	استحاضہ کی تعریف	۴۲
۳۹	مستحاضہ و معذور کے مسائل	۴۳
۴۰	نفاس کی تعریف	۴۴
۴۱	نفاس کی مدت	۴۵
۴۲	نفاس کے مسائل	۴۵
۴۳	باب ہے نجاستوں کو پاک کرنے کے بیان میں	۴۶
۴۴	نجاست دور کرنے والی چیزیں	۴۶
۴۵	نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ	۴۷
۴۶	نجاست غلیظہ وخفیفہ	۴۸
۴۷	نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی نجاست	۴۹
۴۸	استنجے کے مسائل	۴۹
۴۹	کتاب الصلوٰۃ	۵۱
۵۰	نمازوں کے اوقات	۵۴
۵۱	نمازوں کے اوقات مستحبہ	۵۶
۵۲	وتر کا مستحب وقت	۵۷
۵۳	باب الاذان	۵۸
۵۴	اذان کے مسائل	۵۹
۵۵	باب ہے شرائط نماز کے بیان میں جو نماز سے پہلے ہیں	۶۷
۵۶	طہارت	۶۷
۵۷	ستر عورت	۶۷
۵۸	نیت	۷۰
۵۹	استقبال قبلہ	۷۰
۶۰	باب ہے نماز کے طریقہ کے بیان میں	۷۱
۶۱	نماز میں طمانیت واجب ہے	۷۱
۶۲	نماز کے فرائض	۷۳
۶۳	نماز کا طریقہ	۷۴
۶۴	جہری وسری نمازیں	۹۲
۶۵	نماز وتر	۹۲
۶۶	قنوت کا بیان	۹۲
۶۷	قرات کے مسائل	۹۵
۶۸	باب جماعت کے بیان میں	۹۶
۶۹	امامت کی شرائط	۹۶
۷۰	عورتوں کی جماعت	۹۸
۷۱	ترتیب صفوف	۹۹
۷۲	عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا	۹۹

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۷۳	اقتداء کی شرائط	۱۰۳
۷۴	مکروہات نماز	۱۰۴
۷۵	باب ہے نماز میں بے وضو ہو جانے کے بیان میں	
۷۶	خلیفہ کرنے کا بیان	۱۰۶
۷۷	شرائط بنا	۱۰۶
۷۸	باب فوت شدہ نمازوں کی قضا کے بیان میں	۱۱۰
۷۹	قضاء نمازوں میں ترتیب	۱۱۰
۸۰	باب ان اوقات کے بیان میں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۱۲
۸۱	باب النوافل	۱۱۴
۸۲	نفل نمازوں کے مسائل	۱۱۴
۸۳	باب سجود السہو	۱۱۷
۸۴	باب صلوٰۃ المریض	۱۲۱
۸۵	باب سجود التلاوۃ	۱۲۴
۸۶	سجود تلاوت کے مسائل	۱۲۴
۸۷	باب صلوٰۃ المسافر	۱۲۷
۸۸	مسافر کی تعریف	۱۲۷
۸۹	مسافر کے احکام	۱۲۸
۹۰	وطن اصلی و وطن اقامت کے مسائل	۱۲۰
۹۱	دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا	۱۳۰
۹۲	کشتی میں نماز پڑھنا	۱۳۰
۹۳	باب جمعہ کی نماز کے بیان میں	۱۳۱
۹۴	شرائط نماز جمعہ	۱۳۱
۹۵	جمعہ واجب ہونے کی شرائط	۱۳۲
۹۶	نماز جمعہ کے مسائل	۱۳۲
۹۷	جمعہ کے آداب	۱۳۵
۹۸	باب صلوٰۃ العیدین	۱۳۶
۹۹	عید فطر کے دن مستحبات	۱۳۶
۱۰۰	نماز عید کا وقت	۱۳۶
۱۰۱	نماز عید کا طریقہ	۱۳۷
۱۰۲	زوال کے بعد ہلال کی گواہی	۱۳۸
۱۰۳	عید قربان کے دن مستحبات	۱۳۸
۱۰۴	تکبیرات تشریق	۱۳۹
۱۰۵	باب ہے سورج گرہن کی نماز کے بیان میں	۱۴۱
۱۰۶	باب ہے طلب بارش کی نماز کے بیان میں	۱۴۲
۱۰۷	باب ہے ماہ رمضان میں قیام کرنے کے بیان میں	۱۴۳
۱۰۸	باب صلوٰۃ الخوف	۱۴۸
۱۰۹	باب ہے جنازہ کے بیان میں	۱۵۰
۱۱۰	موت آنے کا بیان	۱۵۰
۱۱۱	غسل میت	۱۵۰
۱۱۲	کفن کا بیان	۱۵۳
۱۱۳	کفنانے کا طریقہ	۱۵۳
۱۱۴	مسئلہ ضروریہ	۱۵۴

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۱۵	نماز جنازہ کی شرائط	۱۵۴
۱۱۶	نماز جنازہ کے مسائل	۱۵۴
۱۱۷	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۵۵
۱۱۸	مسجد میں نماز جنازہ	۱۶۹
۱۱۹	جنازہ لے چلنے کا بیان	۱۷۷
۱۲۰	قبر و دفن کا بیان	۱۷۷
۱۲۱	باب الشہید	۱۸۵
۱۲۲	شہید کی نماز جنازہ	۱۸۵
۱۲۳	باب خانہ کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کا بیان	۱۸۸
۱۲۴	کتاب الزکوٰۃ	۱۹۰
۱۲۵	زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شروط	۱۹۲
۱۲۶	ادائیگی زکوٰۃ کی شروط	۱۹۴
۱۲۷	باب ہے اونٹ کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۷
۱۲۸	باب ہے گائے کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۱
۱۲۹	باب ہے بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۳
۱۳۰	باب ہے گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۴
۱۳۱	زکوٰۃ نکالنے کا معیار	۲۰۵
۱۳۲	سائمہ کی تعریف	۲۰۶
۱۳۳	مال کا ہلاک ہو جانا	۲۰۶
۱۳۴	باب ہے چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۷
۱۳۵	باب ہے سونے کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۹
۱۳۶	باب ہے سامان کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۰
۱۳۷	باب ہے کھیتیوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۲
۱۳۸	باب ہے کہ کس کو زکوٰۃ دینا جائز اور کس کو دینا جائز نہیں	۲۱۵
۱۳۹	متفرق مسائل	۲۱۸
۱۴۰	باب صدقۃ الفطر	۲۲۴
۱۴۱	صدقہ فطر واجب ہونے کی شرائط	۲۲۴
۱۴۲	صدقہ فطر کن افراد کی طرف سے ادا کیا جائے	۲۲۴
۱۴۳	صدقہ فطر کی مقدار	۲۲۵
۱۴۴	صدقہ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت	۲۲۶
۱۴۵	کتاب الصوم	۲۲۷
۱۴۶	روزے کی اقسام	۲۲۷
۱۴۷	روزے کی نیت کا بیان	۲۲۷
۱۴۸	چاند دیکھنے کا بیان	۲۲۸
۱۴۹	روزے کی تعریف و وقت	۲۲۹
۱۵۰	روزہ کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا	۲۳۰
۱۵۱	روزہ توڑنے والی چیزیں	۲۳۰
۱۵۲	وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے	۲۳۱
۱۵۳	وہ صورتیں جن میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے	۲۳۱
۱۵۴	روزے کے مکروہات	۲۳۳
۱۵۵	روزہ توڑنے کا کفارہ	۲۳۴
۱۵۶	معذوروں کا بیان	۲۳۵

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۵۷	روزے کے متفرق مسائل	۲۳۶
۱۵۸	باب الاعتکاف	۲۳۷
۱۵۹	اعتکاف کی تعریف	۲۳۷
۱۶۰	اعتکاف کے محرمات ومفسدات	۲۳۷
۱۶۱	اعتکاف کے مباحات ومکروہات	۲۳۸
۱۶۲	کتاب الحج	۲۳۹
۱۶۳	حج واجب ہونے کے شرائط	۲۳۹
۱۶۴	ادائیگی کی شرائط	۲۴۰
۱۶۵	میقات کا بیان	۲۴۱
۱۶۶	احرام کا بیان	۲۴۲
۱۶۷	حج کی نیت اور تلبیہ	۲۴۲
۱۶۸	وہ امور جو محرم پر حرام ہیں	۲۴۳
۱۶۹	وہ امور جو محرم کے لیے جائز ہیں	۲۴۵
۱۷۰	طواف قدوم	۲۴۶
۱۷۱	صفا ومروہ کی سعی	۲۴۶
۱۷۲	منیٰ کی طرف روانگی	۲۵۰
۱۷۳	وقوف عرفہ	۲۵۰
۱۷۴	مزدلفہ آمد	۲۵۲
۱۷۵	جمرۃ العقبہ کی رمی	۲۵۴
۱۷۶	رمی کے مسائل	۲۵۴
۱۷۷	حج کی قربانی	۲۵۴
۱۷۸	سر منڈوانا یا ترشوانا	۲۵۴
۱۷۹	طواف زیارۃ یا طواف فرض	۲۵۵
۱۸۰	رمی جمار ثلثہ	۲۵۶
۱۸۱	طواف صدر	۲۵۸
۱۸۲	حج کے متفرق مسائل	۲۵۸
۱۸۳	باب القران	۲۶۰
۱۸۴	باب التمتع	۲۶۲
۱۸۵	حج تمتع کی اقسام	۲۶۲
۱۸۶	حج تمتع کا طریقہ	۲۶۲
۱۸۷	حج تمتع کے متفرق مسائل	۲۶۳
۱۸۸	باب الجنایات	۲۶۶
۱۸۹	وہ جنایات جن میں صرف صدقہ یا دم واجب ہے	۲۶۶
۱۹۰	حج کو توڑنے والی چیزیں اور ان کا کفارہ	۲۶۸
۱۹۱	وہ چیزیں جن سے حج نہیں ٹوٹتا مگر صدقہ یا دم لازم آتا ہے	۲۷۰
۱۹۲	شکار کرنے یا اس پر دلالت کرنے کا بدلہ	۲۷۳
	شکار کو زخمی کرنا یا ایذا دینا	۲۷۵
۱۹۳	جن جانوروں کو مارنے پر محرم پر	
۱۹۴	کچھ لازم نہیں	۲۷۶
۱۹۵	تتمہ احکام شکار	۲۷۶
۱۹۶	حرم کی گھاس یا درخت کاٹنے کی جزاء	۲۷۷
۱۹۷	متفرق مسائل	۲۷۷
۱۹۸	باب عمرہ وحج سے رک جانے کے بیان میں	۲۷۹
۱۹۹	محرم کو حج یا عمرہ سے روک دینے	

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
	کے اسباب	۲۷۹
۲۰۰	محصر کا طرز عمل	۲۷۹
۲۰۱	احصار کے متفرق مسائل	۲۸۰
۲۰۲	باب ہے فوت شدہ حج کے بیان میں	۲۸۲
۲۰۳	پانچ ایام جن میں عمرہ مکروہ ہے	۲۸۲
۲۰۴	عمرہ کی تعریف	۲۸۲
۲۰۵	باب قربانی کے جانور کے بیان میں	۲۸۳
۲۰۶	ھدی کی اقسام	۲۸۳
۲۰۷	وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں	۲۸۳
۲۰۸	ھدی کے متفرق مسائل	۲۸۴

فہرست رسائل

از (فقیر) سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی

۱۔ حضور ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا۔ ۵۹ تا ۶۴

۲۔ داڑھی منڈے امام یا حافظ قرآن کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ۔ ۱۴۳ تا ۱۴۷

۳۔ مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ ۱۵۵ تا ۱۶۸

۴۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ ۱۶۹ تا ۱۷۶

۵۔ جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا مسئلہ ۱۷۷ تا ۱۸۳

۶۔ نماز مقبول۔ ۵۱، ۶۷، ۷۱، ۷۵، ۷۸، ۸۱، ۸۵، ۹۰،

۷۔ سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ۔ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰ تا ۱۹۵، ۲۱۵ تا ۲۲۳

۸۔ تراویح میں عورتوں کی امامت و جماعت مکروہ تحریمہ ناجائز اور ممنوع ہونے پر فتویٰ ۱۰۱ تا ۱۰۲
از مفتی سرحد علامہ مولانا سید مبارک شاہ صاحب گیلانی

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

عرضِ مترجم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين الصلوٰة والسلام على سيد
الانبياء والمرسلين وعلى اله وصحبه واولياء امته اجمعين ط
لاسيما على غوث افخم سيد نا ومولينا ابو محمد
محى الدين سيدنا شيخ عبدالقادر الحسنى
الحسينى الجيلانى رضى الله عنه
المكين الامين ـ

امابعد! زیر نظر کتاب ''قدوری'' فقہ حنفی کی ایک مستند و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی قدوری رحمتہ اللہ علیہ (۳۶۲ھ۔۴۲۸ھ) کی تصنیف لطیف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا، ہر دور کے علماء کرام نے اسے درس میں شامل رکھا اور اس کے حواشی قلم بند کئے۔

ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند کے دینی مدارس میں رائج نظامِ تعلیم ''درس نظامی'' میں یہ ایک نصابی کتاب کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے جبکہ مملکت خداداد پاکستان کی مختلف جامعات میں بھی بطور نصابی کتاب اسلامیات کے مضمون میں شامل ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ کمیاب ہونے کی بدولت طلباء و طالبات کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس فقیر نے درس فقہ کے دوران جب ''قدوری'' پڑھانا شروع کی تو محترم الحاج تنویر احمد صدیقی قادری ترجمہ ریکارڈ کرتے رہے اور بعد ازاں بڑی محنت سے

Marfat.com

اسے کیسٹ سے تحریری شکل میں منتقل کیا اور اب ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں جو بلاشبہ ایک بہت بڑی دینی و علمی خدمت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی بارگاہ عالیہ میں یہ مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور ادارہ ہذا کے جملہ اراکین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ خیر و بھلائی کے کاموں میں حاجی صاحب کی بھرپور معاونت کر رہے ہیں اور عوام و خواص کو اس سے مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(فقیر) سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی

یکہ توت پشاور شہر

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۸ مئی ۲۰۰۲ء

Marfat.com

ہدیۂ تشکر

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور جس کا قیام آج سے تقریباً ۱۶ برس قبل عمل میں آیا اور ماہانہ اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ نادر و معیاری کتب پر مشتمل ایک عمدہ لائبریری بھی قائم کی گئی۔ ادارہ ھذا کی اشاعت اول کے منظر عام پر آتے ہی یہ بازگشت بھی سنائی دی کہ اشاعت و ترسیل کا یہ مفت سلسلہ کب تک جاری رہے گا کیونکہ یہاں تو بڑے بڑے لوگ حوصلہ ہار جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس مادی دور میں خالصتاً عملی بنیادوں پر کام کرنا کوئی آسان شغل نہیں کیونکہ کتابت سے طباعت تک مراحل بہت پریشان کن ہوتے ہیں۔ لیکن ان تمام مشکلات اور کٹھن مراحل میں رب کائنات کی رحمت بے پایاں اور حضور پاک ﷺ کی عنایت بیکراں سے ادارہ ھذا اب تک اپنے قارئین کرام کو مسلسل (۱۱۶) اشاعتیں پیش کر چکا ہے۔ ادارہ کے ۱۶ سال مکمل ہونے پر خصوصی اشاعت ''درسِ قدوری'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے یہ ابتدائی نصابی کتب میں سے ہے جو صدیوں سے درسِ نظامی میں پڑھائی جا رہی ہے۔ میں نے اپنی پڑھائی کے دوران اسے اپنے استاد محترم حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی کی آواز مبارکہ میں تقریبا ۲۲ کیسٹوں میں ریکارڈ کر لیا جو میرے پاس کیسٹ لائبریری میں محفوظ ہیں اس کو مرتب کرنے کے بعد شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کی اشاعت میں ہر ممکن میری رہنمائی و مدد فرمائی۔

جن میں محترم جناب مولانا سمیع اللہ صاحب (ڈبل ایم اے، ایم فل) خطیب جامع مسجد نور گلبہار نمبر ۳

محترم جناب مفتی فرید حسین گیلانی صاحب خطیب جامع مسجد (کھجوری) پھندو پایاں

ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی صاحبہ جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی

ان تمام حضرات نے عربی متن اور ترجمہ کی تصحیح فرمائی۔

Marfat.com

کمپوزنگ کے فرائض جناب باسط حسین قادری صاحب نے بڑی عمدگی سے شب وروز محنت کر کے ادا کیے اور جناب محمد قمر صدیقی قادری (ایم اے اسلامیات، ایم اے انگلش) نے ترتیب و تصحیح میں ہر ممکن مدد فرمائی اور جناب محمد شہزاد قادری (ایم بی اے) نے اشاعتی کام میں معاونت فرمائی۔

اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ ان سب کی سعی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے امید ہے کہ آپ حضرات کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی۔

قارئین کرام

سے التماس ہے کہ مجھ ناچیز کو اور میرے مرحوم والدین کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ناظم ادارہ

تنویر احمد قادری

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

مقدمہ

علم فقہ اور اس کی حقیقت

نحمدہ مصلیا و مسلما.

پہلی وحی :۔ قرآن کریم کا پہلا حکم اقراء نازل کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہدایت کے لئے جو وحی آئے گی وہ کتاب ہو گی جو لکھی جائے گی وہ قرآن ہو گی جو پڑھی جائے گی۔ اسلام نے سب سے پہلے دنیا میں نہ توحید ورسالت کا اعلان کیا نہ اخلاق نہ انسانی حقوق کا اعلان کیا۔ بلکہ اقراء کے مطالبہ سے علم وحکمت کا آغاز فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ سب شئ سے مقدم علم ہے، اور احکام وہدایت پر عمل کرنا علم پر موقوف ہے۔ کیوں کہ بغیر علم کے نہ دین سمجھ آتا ہے نہ توحید ورسالت کے راز کھل سکتے ہیں۔ نہ کائنات کی حقیقت کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ نہ خلقت انسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ نہ ارض وسماء کے خزانے مل سکتے ہیں۔ نہ جمادات نہ نباتات سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے نہ کوئی معاملہ طے ہو سکتا ہے۔ نہ واقعات ضبط ہو سکتے ہیں نہ تاریخ عالم محفوظ ہو سکتی۔

نہ حالات دنیا وآخرت معلوم ہو سکتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو عطیہ علم عطا فرمایا۔ تاکہ وہ قوت علم سے پوری دنیا میں کمال حاصل کر کے تمام مخلوقات پر فائق رہے۔ اور کفر وباطل کا مقابلہ کرتے ہوئے خلافت الٰہی کے فرائض سرانجام دے سکے۔ اس کے علاوہ حکم اقراء سے سبق دیا کہ قرآن کریم کو نظر عمیق سے پڑھ جس میں بے شمار علوم ہیں ان میں سے ایک علم فقہ ہے جو قرآن وحدیث کے منشی ومراد کو ظاہر کرتا ہے۔

علم فقہ کی تعریف :۔ علم بمعنی جاننا اور واقع کے مطابق پکا یقین کرنا۔ فقہ بمعنی غالب آنا۔ عقلمند ہونا فقیہ وہ عالم ہے جو قوت علم سے استنباط کر کے باطل پر غلبہ پاتے ہوئے حق کو سمجھنے والا ہو، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ بمعنی شق اور فتح کے ہیں۔ اس کے مطابق فقیہ وہ عالم ہے جو قوت علم سے اصول شریعت

Marfat.com

کے حقائق کھول کر مسائل واحکام کو عیاں کرنے والا ہو۔

هو عبارة باحكام شرعية الثابتة لافعال المكلفين خاصة .

موضوع فقہ :۔افعال مکلفین (عاقل بالغ) سے بحث کرنا جن کا تعلق حلت، حرمت اباحت وجوب، سنت سے ہو۔

غرض فقہ :۔رضاء الٰہی، سعادت دارین اور تعمیل اوامر، نواہی سے احتراز اور فرض وسنت کا جاننا۔

فقہ اور قرآن :۔وما كان المؤمنون ۔۔۔یتفقهوا فی الدین اس آیت شریفہ میں فقہ سے مراد احکام دین ہیں اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ احکام شریعت کا سمجھنا اجتہاد کرنا ضروری ہے تاکہ اس پر عمل ہو کر زندگی بسر ہو سکے۔

(۲) ولكن كونوا ربانيين . حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، عباس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ربانیین سے مراد فقہاء علماء ہیں۔ جو حضرات احکام شریعت کو بخوبی سمجھ اور اجتہاد کر سکتے ہیں وہ رب والے ہیں۔

(۳) ومن یؤت الحكمة فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جس کو حکمت (فقہ) دی گئی ہے۔اس کو خیر کثیر دی گئی ہے اس آیت میں حکمت سے مراد فہم وعلم اور احکام ہیں۔ پھر علم وفہم احکام شریعت کا نام فقہ ہے سوااس کے قرآن وحدیث پر عمل کرنا ناممکن ہے بلکہ احکام فقہ اسلام کی بنیاد ہیں۔

فقہ اور حدیث شریف :۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا۔ من يرد الله به خيرا يفقه في الدين ۔ (جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے)۔اور دین کی سمجھ کا نام فقہ ہے۔بغیر فقہ کے دین کا سمجھنا محال ہے کیونکہ احکام شریعت پر عمل کرنے کے لیے علم فقہ ضروری ہے

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا فقیہ واحد اشد على الشيطن من

Marfat.com

جمیل احمد نعیمی

الف عابد (ہزار عابد شیطان کا مقابلہ کرے تو اس سے زیادہ سخت اور سنگین مقابلہ ایک فقیہ عالم کا ہوتا ہے
کیونکہ عالم شیطان کے مکروفریب سے دوسرے کو آگاہ کر سکتا ہے بخلاف عابد کے کہ وہ ذاتی بچاؤ کر سکتا ہے۔
گویا فقیہ عالم ہزار عابد سے زیادہ قوت رکھتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ شیطان کی ہلاکت کا باعث محض اکثریت
عابدین نہیں بلکہ قوت علم دین ہے۔ اگر وہ صرف ایک ہو کافی ہے بہر حال عالم دین ایک قوت ہے جو طاغوتی
طاقتوں کی ہلاکت کا موجب ہے اور کفر وباطل فسق وفجور پر غالب ہے۔

(۴) سنن دارمی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ بمجلسين فى مسجده فقال كلاهما على خيرواحد هما افضل من صاحبه اما هؤ لايرعون الله ويرغبون اليه فان شبأ اعطاهم وان شاء منعهم واما هو لاء فيتعلمون الفقه اماالعلم ويعلمون الجاهل منعهم افضل وانمابعثت معلما فجلس فيهم۔

یعنی کہ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو ٹولے علیحدہ علیحدہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک ٹولہ ذکر اذکار میں مشغول تھا۔ ایک تعلیم دین فقہ میں مشغول تھا۔ ان دونوں پر جب حضور اکرم ﷺ گزرے اور فرمایا کہ یہ دونوں نیکی پر ہیں۔ لیکن دین اور احکام فقہ کے سکھانے والے ان سے افضل ہیں۔ پھر آپ ﷺ اس علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ علم دین اور فقہ کے معلمین کو افضل فرما کر اس کو عملاً پسند فرمایا کیونکہ اس مجلس فقہ میں احکام کے حقائق ودقائق معلوم کئے جارہے تھے تاکہ بصیرت تامہ سے عمل ہو سکے۔

(۵) ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ لا يجتمعان فى منافق حسن سمعت ولا فقه فى الدين۔ (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو خصلتیں حسن سیرۃ اور فقاہت منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں) کیونکہ حسن سیرۃ اور فقاہت کا محل صدق قلب ہے اور منافق کے دل میں صداقت نہیں ہوتی لہذا وہ ان دو صفتوں سے موصوف نہیں ہو سکتا۔

(۶) حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان الناس لكم تبع وان رجالايا تو نكم من اقطار الارض يتفقهون فى الدين فاذا توكم فاستوصوابهم خيرا۔ (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

Marfat.com

لوگ تمہارے تابعدار ہیں وہ ملک کے اطراف سے فقاہت حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس آئیں گے تم ان سے خوب حسن سلوک کرنا تاکہ وہ احکام دین کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ۔افضل العبادة التفقه فی الدین .لکل شئ عماد عمادالدین الفقه(اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر عبادت فقاہت فی الدین ہے۔ ہر شے کا ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

من تفقه فی دین الله عزوجل کفاه الله تعالیٰ اهمه ورزقه من حیث لا یحتسب .

(جو دین میں فقاہت حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کی کفایت کرتا ہے۔ اور اس فقیہ کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)۔

مجتہدین کے سات طبقے

مجتہدین کو سات طبقوں پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلا طبقہ :۔ اجتہاد مطلق کے ساتھ اجتہاد فرمانے والے حضرات مجتہدین کاملین کا جیسے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہ ہیں۔

دوسرا طبقہ :۔ امام اعظم رحمت اللہ علیہ کے شاگردوں کا ہے جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر ہیں اور ان کو مجتہدین فی المذہب کہا جاتا ہے اور یہ حضرات ادلہ اربعہ سے احکام شرعیہ کا استخراج فرماتے ہیں ان قواعد کے مطابق جن کو استخراج احکام کے لئے امام اعظم نے مقرر فرمایا ہے اور ان کو متقدمین احناف بھی کہا جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ :۔ متاخرین حنفیہ کے اکابرین کا ہے جیسے امام خصاف اور امام طحاوی اور امام کرخی اور شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضی خاں ہیں۔ یہ لوگ ان مسائل میں اجتہاد فرماتے ہیں جن میں صاحب مذہب سے کوئی روایت نہیں اور یہ لوگ صاحب مذہب کی مخالفت پر قادر نہیں نہ اصول میں نہ فروع میں۔

چوتھا طبقہ :۔ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہے جیسے ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ ہیں یہ حضرات کسی قسم کے

Marfat.com

اجتہاد پر تو قادر نہیں ہیں لیکن اجتہاد کے تمام اصول پر حاوی اور تمام ماخذوں کو ضبط کرنے والے ہونے کی بناء پر کسی مجتہد کے اتباع میں کس قول مجمل ذو جہتین کی تفصیل اور کسی حکم مبہم محتمل امرین کی تشریح کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور چند نظیروں میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس کرتے ہیں،

پانچواں طبقہ :۔ مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا ہے اور کفوی نے اس میں صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کو شمار فرمایا ہے اور ان کا کام چند روایات سے ایک کو دوسری روایت پر ترجیح دینا ہے مثلا کہا کرتے ہیں کہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے اور یہ بلحاظ درایت زیادہ واضح ہے اور یہ قیاس کے زیادہ موافق ہے اور یہ لوگوں کے لئے زیادہ نافع ہے لیکن عمدۃ الرعایہ میں کہا گیا ہے کہ امام قدوری کی شان قاضی خاں کی شان سے برتر ہے اور صاحب ہدایہ قاضی خاں سے کم نہیں لہذا قاضی خاں کو طبقہ ثالثہ میں شمار کرکے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کو طبقہ خامسہ میں شمار کرنا ہرگز مناسب نہیں۔

چھٹا طبقہ :۔ان مقلدین کا ہے جو اقوی اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایات اور روایات نادرہ کے مابین تمیز دینے پر قادر ہیں لہذا ان کو اصحاب تمیز کہا جاتا ہے شمس الائمہ کردری اور جمال الدین حصیری اور حافظ الدین نسفی اور متاخرین سے اصحاب متون جیسے صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع وغیرہم ہیں اور ان کی شان ہے کہ اپنی کتابوں میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہ کریں۔اور یہی طبقہ حضرات فقہاء کا ادنی طبقہ ہے اور جو لوگ ان سے بھی گرے ہوئے ہوں ان پر حضرات فقہاء کی پوری تقلید ضروری ہے اور یہ لوگ صرف بطور حکایت فتوی دے سکتے ہیں کسی قسم کے استنباط کا حق ان کو نہیں ہے

ساتواں طبقہ :۔ان مقلدین کا ہے جو نہ استخراج احکام پر قادر ہیں نہ ترجیح پر نہ تمیز پر غلط و صحیح کے درمیان یہ لوگ کتابوں میں جو کچھ پاتے ہیں یاد کر لیتے ہیں۔فی الحقیقت یہی لوگ حضرات فقہاء میں داخل نہیں بنابریں بعض حضرات نے حضرات فقہاء کے چھ طبقہ کہا ہے اور بعض حضرات نے مجتہدین کاملین کو طبقات فقہاء سے خارج کرکے حضرات فقہاء کا پانچ طبقہ کہا ہے، پس پانچ یا چھ یا سات ہونے کے اقوال کے مابین منافات نہیں نیز

Marfat.com

یاد رہے کہ امام ابو یوسف اور امام ابو محمد بھی مجتہدین کاملین میں داخل ہیں ان کو مجتہدین فی المذہب میں شمار کرنا اس لحاظ سے ہے کہ یہ حضرات بلحاظ ادب اپنے استاد امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ان اصولوں میں مخالفت نہیں فرماتے کہ اجتہاد کے لئے انہوں نے مقرر فرمایا ہے بخلاف امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحہم اللہ علیہ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے اصول اجتہاد جداگانہ اور ادلہ سے استنباط احکام کے طریقے الگ الگ ہیں ان میں سے کوئی کسی اصل اور طریقہ میں دوسرے کا پیروکار نہیں ہے۔

بعض اصطلاحات فقہ

اجتہاد :۔ادلہ اربعہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے احکام شرعہ کے استنباط کو اجتہاد کہا جاتا ہے

مجتہدین :۔اجتہاد فرمانے والوں کو حضرات مجتہدین کہا جاتا ہے، اور ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مجتہدین فی الشرع :۔ان کو مجتہدین مطلق اور مجتہد مستقل بھی کہا جاتا ہے، یہ وہ حضرات فقہاء ہیں جو استخراج احکام کے اصول وضوابط مقرر فرماسکتے ہیں اور قرآن وحدیث سے استنباط احکام کی پوری طاقت رکھتے ہیں اور آیات واحادیث اور آثار صحابہ کا کامل تتبع کرچکے ہیں اور متعارض دلیلوں سے ہر ایک کا مطلب مدلل بیان کرچکے ہیں اور روزمرہ پیش آنے والے واقعات کے احکام ان مسائل سے نکال کر بیان کرسکتے ہیں جن سے حضرات سلف نے نکال کر بیان فرمایا ہے جیسے ائمہ اربعہ ہیں۔

۲۔ مجتہدین فی المذہب :۔وہ حضرات فقہاء ہیں جو اصول اجتہاد میں کسی مجتہد مطلق کا متبع ہوں اور ان ہی اصول کے ماتحت استخراج مسائل پر پوری طاقت رکھتے ہوں اور دلائل کے ماخذوں پر واقف ہوں اور کسی مسئلہ فروعیہ میں اگر اپنے مجتہد مطلق سے اختلاف ہوجائے تو اپنی رائے پر دلائل قویہ قائم کردیتے ہیں۔ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ من تلامذہ ابی حنیفہ رحمہم اللہ علیہ۔

مجتہد فی المسائل :۔وہ حضرات فقہاء ہیں جو اول دو قسم کے مجتہدین کی تقلید کرکے استنباط مسائل کرسکتے ہیں اور اپنے امام اور دیگر آئمہ کے اقوال کا ماہر ہوں۔ اور امر جدید پیش آنے پر ان اقوال سے مدلل فتوی دے سکتے

Marfat.com

ہوں۔ جیسے امام طحاوی امام کرخی اور امام خصاف اور شمس الائمہ حلوائی وغیرہ۔

شیخین، صاحبین، طرفین

شیخین :۔

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کو شیخین کہتے ہیں۔

صاحبین :۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کو صاحبین کہتے ہیں۔

طرفین :۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کو طرفین کہتے ہیں۔

اور صاحبِ قدوری نے یہی اصطلاحات استعمال کیے ہیں۔

آئمہ ثلثہ

اگر ائمہ ثلثہ احناف کہا جائے تو ان سے امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ علیہ مراد ہوتے ہیں اور اگر مطلق ائمہ ثلثہ کہا جائے تو ان سے امام شافعی امام مالک اور احمد بن حنبل مراد ہوتے ہیں۔

عنہ اور عندہ کا فرق

عنہ اس پر دال ہے کہ یہ امام اعظم کا مذہب نہیں بلکہ امام اعظم سے مروی ہے اور عندہ امام اعظم کا مذہب ہونے پر دال ہے اور عندہ یا مذھبہ کہنے کی صورت میں امام اعظم کا مذہب مراد ہوتا ہے اور عندھما سے صاحبین کا مذہب مراد ہوتا ہے البتہ اگر امام ابو یوسف کا مذہب الگ بیان کیا جائے تو عندھما سے طرفین مراد ہیں اور اگر امام محمد کا مذہب الگ بیان کیا جائے تو عندھما سے شیخین مراد ہیں۔

Marfat.com

مترجم اور ترجمہ

مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی جس گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔وہ گذشتہ کئی صدیوں سے اب تک غیر منقطع طور پر مذہب واخلاق ،رشد وہدایت ،تصنیف وتالیف ،علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔ان حسنات کی جلوہ گری ان کی شخصیت ہی میں نہیں ،بلکہ علمی ،ادبی اور دینی خدمات میں بھی ملتی ہے۔ تحریر وتقریر میں موصوف کو جو غیر معمولی درک ہے وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔اور وطن عزیز کے دینی علمی وسیاسی مسائل پر جیسا عبور ہے۔اس کے سبب سے مولانا امیر شاہ صاحب کی تحریروں کو ملک بھر میں جو وقعت حاصل ہے۔وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔آپ کی مطبوعہ کتب کی تعداد ۲۰ کے قریب ہیں ۔جن میں تذکرہ علماء مشائخ سرحد جلد اول ودوئم ، حفاظ پشاور، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ،انوار غوثیہ جو شمائل ترمذی شریف کی اردو میں سب سے ضخیم شرح ہے۔جس کا ایک ایک حرف عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا اور قاری کو عمل وفکر کی دعوت دیتا ہے۔جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔"شرح غوثیہ" یہ بخاری شریف کے پہلے دو پاروں کا اردو ترجمہ وشرح ہے۔انوار گیلانی اردو ترجمہ وشرح خلاصہ کیدانی جو ابتدائی متداول کتب سے ہے جس کو جناب تنویر احمد قادری نے بڑے احسن طریقہ سے مرتب کیا۔اور ماہانہ درس قرآن آپ ہی نے ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام ،پشاور کی جانب سے شائع کرکے بے حد خواج تحسین حاصل کیا۔گویا کہ ہر تصنیف ،تالیف اپنی جگہ ایک شاہکار ہے اور آپ کی تمام کتب ماخذ کے درجے تک پہنچ چکی ہیں،

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام ،پشاور کی جانب سے شائع کردہ کتاب "درس قدوری"جو ابتدائی متداول کتب میں سے ہے اور کئی صدیوں سے درس نظامی میں پڑھائی جارہی ہے۔جس کی عربی میں متعدد شروح نظر سے گزری ہیں جن میں "الجوہرۃ النیرہ" بے حد مقبول ومعروف ہے لیکن اردو زبان میں اتنی ضخیم شرح نہیں گزری یہ شرح کئی حیثیتوں سے منفرد ہے۔

یہ کتاب ارکان اسلام کے احسن ترین طریقہ ادائیگی کی طرف گامزن کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ہر رکن اسلام کو مختلف ابواب میں منقسم کرتے ہوئے ترجمہ اور شرح کو نہایت سلیس اردو زبان میں مرتب کیا گیا ہے اس لئے مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ یہ کتاب فقہ حنفی کے مقلدین طلباء ،علماء کرام اور عوام الناس کے لئے بیش بہا علمی خزانہ ہے۔کتاب ھذا میں جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا ہے۔

Marfat.com

علامہ موصوف کے وہ رسائل جو حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اوران کے صاحبین کی آراء کی روشنی میں مرتب کیے گئے ہیں متن کی وضاحت کے لئے حواشی میں شامل کیے گئے ہیں جن میں تفضیل تقبیل ابھامین یعنی حضور پاک ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت ہے، مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ، مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ، جنازے کے ساتھ ذکرالہی کرنے کا مسئلہ، داڑھی منڈے امام یا حافظ کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ، اور نماز مقبول وغیرہ ان تمام رسائل کے حوالہ جات نہایت مستند کتب سے دیئے گے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان رسائل سے قدوری کی شرح کو چار چاند لگ گئے ہیں تو بے جانہ ہوگا۔ ہر مسئلہ کی اتنی وضاحت کردی گئی ہے۔ کہ قاری کو کسی مسئلہ کے سمجھنے میں ذرہ برابر دقت نہ ہوگی، ضرورت اس امر کی تھی کہ ان تمام زرین اصولوں اور ضوابط کو یکجا کیا جاتا در حقیقت یہ کام بہت مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالی جل جلالہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ میں محترم جناب قبلہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ کے اس ہونہار شاگرد محبی و مخلصی جناب تنویر احمد صدیقی القادری نے بڑے احسن طریقے سے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ اوران تمام بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کر دیا ہے۔

بقول اقبال مرحوم ؎

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرانم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور طباعت کے میدان میں اسلام کی بے لوث خدمت کے جذبہ سے مزین ہے۔ میں ادارہ کے ناظم اعلی جناب تنویر احمد قادری صاحب اوران کے معاونین کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو:۔ قریش علی

چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لاء اینڈ شریعۃ پشاور یونیورسٹی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت علامہ و مولانا محمد سمیع اللہ صاحب خطیب جامع مسجد نور، شنواری ٹاؤن، گلبہار نمبر ۳ پشاور

ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم فل

انسٹرکٹر اسلامیات زرعی تربیتی ادارہ جمرود روڈ پشاور یونیورسٹی

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسول الکریم.

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔اور اس میں اپنے احکام، اوامر ونواھی کو بیان فرمایا ہے۔ مگر صرف عربی زبان جاننے سے محض عقل کے ذریعے منشاء الٰہی کے مطابق قرآن مجید سے اوامر ونواھی کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن نہیں بلکہ ان کو سمجھنے کیلئے احادیث نبوی ﷺ کی طرف رجوع ضروری ہے۔اس لئے ارشاد پرورگار ہے۔ویعلمھم الکتاب۔وہ ان کو کتاب الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔یعنی تعلیم نبوی ﷺ کی روشنی میں منشاء الٰہی کے مطابق قرآن مجید سے احکامات الٰہی کو سمجھا جاسکتا ہے۔اور ناسخ ومنسوخ آیات کو جانا جاسکتا ہے۔تاکہ ناسخ پر عمل ہو، منسوخ پر عمل نہ کیا جائے۔اور محکم آیات کو جان کران پر عمل کیا جائے اور متشابہ آیات پر صرف ایمان لایا جائے اوران کو مزید نہ چھیڑا جائے۔لیکن احادیث میں بھی کہیں اجمال ہے۔ان کو سمجھنے کے لئے تفصیل والی احادیث کی طرف رجوع لازمی ہو جاتا ہے عام آدمی اجمالی احادیث سے منشاء الٰہی کے مطابق احکامات قرآنی پر عمل نہیں کرسکتا، مثلاً ارشاد پرورگار ہے۔

یاایھاالذین آمنوااذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ

”اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو دھولو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرواور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک“

بظاہر آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرو چاہے وضو ہو یا نہ ہو۔لیکن منشاء الٰہی یہ ہے کہ جب وضو نہ

Marfat.com

ہو تو تب وضو کر لو۔ اور اگر وضو ہو تو پھر نماز کیلئے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز آیت کریمہ میں نیت وضو، مضمضہ ،استنشاق مسح اذنین وغیرہ امور مذکور نہیں حالانکہ کامل وضو کیلئے یہ ضروری ہیں۔ نیز احادیث میں کچھ منسوخ ہیں۔ ان پر عمل نہیں۔ اور کچھ موضوعی یا انتہائی ضعیف، عام آدمی آسانی سے ان کو معلوم نہیں کر سکتا۔

پھر اوامر کہیں فرضیت کیلئے ہیں، کہیں وجوب کے لئے کہیں سنت کیلئے اور کہیں استحباب کے لئے۔ اور نواھی بھی کہیں حرمت کے لئے ہیں کہیں کراہت تحریمی اور کہیں کراہت تنزیہی کے لئے۔ تمام آدمی قرآن وحدیث میں ان کے مواقع کو نہیں جان سکتا۔ ان کے جاننے کے لئے فقہ کی طرف رجوع لازمی ہے۔ اس لئے فقہاء نے احکام کو نو اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ فرض ،واجب، سنت، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی۔ لھذا منشاء الٰہی کے مطابق قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے فقہ کا جاننا ضروری ہے۔

کتاب قدوری فقہ حنفی میں قدیم ترین قابل اعتماد اور جامع ترین کتاب ہے۔ اس لئے مختلف فقہاء نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔ لیکن اردو دان طبقہ کے لئے ایک اردو ترجمہ اور شرح کی ضرورت تھی۔

پیر طریقت رہبر شریعت بقیت السلف حضرت سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی نے اس کتاب کا عام فہم سلیس اردو میں ترجمہ اور شرح لکھ کر اہل پاکستان پر بڑا احسان فرمایا۔ جس طرح کتاب بے مثال ہے اس طرح یہ ترجمہ اور شرح بھی بے نظیر ہے۔ کتاب کو مرتب کرتے وقت جناب حاجی تنویر احمد قادری صاحب نے حضرت کے مرتبہ رسائل جو مختلف اوقات میں شائع کیے گئے تھے شرح میں شامل کر دیئے جس سے شرح کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اور جہاں اختصار بہتر تھا وہاں اختصار سے کام لیا۔ اور عوام تک پہنچانے کے لئے جناب حاجی تنویر احمد قادری صاحب نے شب وروز محنت کر کے اس کو زیور طبع سے آراستہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مقبول فرما کر ان کو خدمت دین حقہ کیلئے مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے ادارہ اشاعت وتبلیغ اسلام کے زیر اہتمام کئی کتابیں شائع کی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ راقم الحروف نے کتاب کو شروع سے آخر تک ایک طائرانہ نظر سے دیکھا۔ کتاب کے ترجمہ وشرح کو لاجواب پایا۔ تاہم انسان خطا کا پتلا ہے۔ کہیں نادانستہ خطا سرزد ہوئی ہو تو تصحیح کے لئے ناشر کو مطلع فرما کر مشکور وماجور ہوں۔

Marfat.com

امام قدوری کے مختصر حالات

یہ مشہور امام ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر فقیہ قدوری ہیں۔ یہ بزرگ ابو عبداللہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ حدیث کی روایت میں صدوق وثقہ مانے گئے ہیں خطیب بغدادی وغیرہ محدث ان کے شاگرد تھے۔ ان کی تصانیف سے مختصر قدوری متن اور شرح کرخی اور تجرید خلافیات کے مسائل میں سات جلدوں میں ہیں۔ جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خلافیات مسائل مع ادلہ فریقین کے بڑے بسط کے ساتھ لکھے ہیں اور کتاب **التقریب فی الخلافیات** بھی انہیں کی تصنیف ہے اس میں فریقین کے اختلافات و مسائل **مستنبطہ** کا صرف ذکر کیا ہے اور دلائل سے بحث نہیں ہے

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بغداد میں بعمر ۶۶ سال اتوار ۵ رجب ۴۲۸ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی روز "درب ابی خلف" میں مدفون ہوئے، اور اس کے بعد آپ کی نعش کو، شارع منصور کی طرف منتقل کر لیا گیا۔ اب آپ ابو بکر خوارزمی حنفی کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ قدوری بضم قاف نسبت ہے قدورہ کی طرف جو بغداد میں ایک گاؤں کا نام ہے یا بیع قدور کے سبب سے ان کی یہ نسبت ہوئی قدور بضم قاف جمع قدر بالکسر بمعنی ھانڈی

بعض نسخوں میں آپ کی کنیت ابوالحسین بھی آئی ہے

Marfat.com

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ہ

قَالَ الشَّیۡخُ الۡاِمَامُ الۡاَجَلُّ الزَّاہِدُ الۡعَالِمُ اَبُو الۡحَسَنِ اَحۡمَدُ بۡنُ مُحَمَّدُ بۡنُ اَحۡمَدُ بۡنِ جَعۡفَر الۡبَغۡدَادِیِّ الۡمَعۡرُوۡفُ بِالۡقُدُوۡرِیۡ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، رحم والا ہے

ہر قسم کی تعریف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کہ پرورش کرنے والا ہے۔ تمام جہانوں کا اور انجام متقیوں کے لیے اور درود و سلام اللہ کے رسول محمد ﷺ پر ہے اور (ان کے اتباع میں) آپ کی اولاد پر اور آپ کے تمام صحابہ پر درود و سلام ہے۔ فرماتے ہیں شیخ وقت، پیشوائے قوم، جلیل القدر، نیک شعار علم میں، ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بغدادی جو قدوری کے نام سے مشہور ہیں

﴿بسم اللہ﴾ صاحب قدوری نے کتاب اللہ کی اتباع اور طریقہ تحریر کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کی دوسری یہ کہ جملہ مصنفین حضرات کا جو طریقہ اس پر عمل کیا تیسری یہ کہ تبرکاً ابتدا بسم اللہ سے فرمائی بسم اللہ میں اللہ تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں ایک ذاتی دو صفاتی (حواشی متخلص)۔

﴿اللہ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور خاص نام ہے کسی دوسرے پر کسی صورت میں بھی بولا نہیں جا سکتا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی صفات کا جامع ہے اسی لیے اس کو اسم اعظم بھی کہتے ہیں۔

﴿الرحمن﴾ رحمن از جہت لفظ خاص ہے یعنی اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی اور پر نہیں ہو سکتا اور معنی عام ہے (تمرتاشی)

﴿الحمد﴾ جان لو کہ حمد لغت میں ثناء ہے زبان سے بوجہ تفضیل اس کا تعلق نعمت سے ہو یا نہ ہو۔ اور اصطلاح میں وہ فعل ہے جو خبر دیتا ہے منعم کی تعظیم کا، جس کی ثناء کی جاتی ہے (حواشی قاموس۔ تمرتاشی)

Marfat.com

﴿رب﴾ لفظ بروزن فعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ تربیت ہے کسی چیز کو تدریجاً اس کی منزل تک پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔

﴿عالمین﴾ لام کی زبر کے ساتھ عالم کی جمع ہے۔ جس کا اطلاق سوائے ذات باری تعالیٰ کے ہر موجود پر ہوتا ہے یعنی روایات میں عالم نام ہے ہر ذی عقل کے لئے مخلوق میں سے اور وہ فرشتے ہیں انسان و جنات ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ رب ٹھہرا ذوی العقول کا تو تمام مخلوق کا رب ٹھہرا کیونکہ تمام اشیاء تابع ہیں ذوی العقول کے اور انہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں (حلبی کبیر)

﴿العاقبۃ﴾ یہاں موصوف محذوف ہے یعنی اچھی اور نیک عاقبت اور درجات عالیات (مختصر)

﴿للمتقین﴾ متقین جمع متقی کی ہے متقیوں کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں کسی کے نزدیک متقی وہ ہے جو اپنے کو شرک سے بچائے اور کفر کے کاموں سے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو اپنے کو ان تمام محارم سے بچائے جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ جانے لیکن متقی کی بہترین تشریح وہ ہے جو معلم التنزیل نے فرمائی اور وہ یہ قول باری تعالیٰ کا ہے۔" الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون" اور متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور نماز کو تمام لوازمات کے ساتھ صحیح اوقات میں ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال و نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں (مختصر)

﴿الصلوۃ﴾ لفظ صلوۃ اگر منجانب اللہ ہو تو بمعنی رحمت کے ہیں اور اگر فرشتوں کی طرف سے ہو تو معنی استغفار کے ہیں اور مومنین کی طرف سے بمعنی تسبیح کے ہیں اور صلوۃ لغت میں بمعنی دعا ہے۔ (غنیۃ المتملی)

﴿علی رسولہ﴾ رسول وہ ہے جس کی شریعت ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب عنایت فرمائی ہو اس لئے رسول ﷺ خاص ہوا نبی سے کیونکہ نبی کو کتاب نہیں ملتی ہے بعض علماء کے نزدیک اس کے برعکس ہے

﴿محمد ﷺ﴾ لفظ "محمد ﷺ" باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے "جس کی بار بار تعریف کی جائے۔" چونکہ رسول اکرم ﷺ کا ذکر بلند کیا گیا اور اولین و آخرین کی زبانوں پر آپ کی تعریف و توصیف کے نغمے جاری ہوئے اس لیے آپ کا اسم گرامی "محمد ﷺ" رکھا گیا ہے

﴿الہ﴾ آل سے مراد اہل و عیال بھی ہوتے ہیں اور متعلقین و متوسلین بھی۔ نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں اور نواسے نیز ان کی اولاد آپ کی آل ہیں علاوہ ازیں ہر مومن مسلمان آپ کی آل ہے۔ یہاں تمام امت اجابت مراد ہے کیونکہ یہ مقام دعا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی "آل محمد کل تقی" میں تقی سے مراد غیر مشرک مسلمان ہیں (طحطاوی علی المراقی)

﴿اصحابہ﴾ صحابی وہ ہے جو حضور ﷺ پر بعد نبوت عین حیات میں ایمان لایا ہو اور حضور ﷺ سے ملاقات کی ہو۔ اور مومن ہی فوت ہوا ہو۔ (عینی)

Marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

اَلْاَصْلُ فِیْ وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْاَعْضَآءِ الثَّلٰثَةِ وَ مَسَحَ الرَّأْسِ وَ الْمِرْفَقَانِ وَ الْكَعْبَانِ یَدْخُلَانِ فِیْ فَرْضِ الْغَسْلِ عِنْدَنَا وَ عِنْدَ زُفَرَ لَایَدْخُلَانِ

طہارت کی کتاب

بنیادی حکم طہارت کے واجب ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ ''اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت'' پس فرائض طہارت تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔ اور دونوں کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے فرائض میں داخل ہیں ہمارے نزدیک جبکہ امام زفر کے نزدیک داخل نہیں ہیں۔

﴿**کتاب**﴾ لفظ کتاب مصدر ہے اس کا لغوی معنی جمع کرنا ہے۔ جو چیز لکھی جاتی ہے اس میں الفاظ کا اجتماع ہوتا ہے اس لیے اسے کتاب کہا جاتا ہے۔

﴿**طهارت**﴾ یہ بھی مصدر ہے طاء کے فتح سے نظافت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ پانی کے ساتھ یا تیمم کے ساتھ

﴿**اذاقمتم**﴾ اے از اار دتم یعنی نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے نہ کہ نماز میں کھڑے ہونے کے بعد وضو کیا جائے۔ (قرطبی)

﴿**وجوهكم**﴾ وجہ کی جمع وجوہ ہے بمعنی چہرہ۔

Marfat.com

﴿الیٰ﴾ یہاں اِلیٰ کا معنی "تک" نہیں بلکہ "سمیت" ہو گا کیونکہ کہنیوں کی ہڈی دھونے میں شامل ہے۔

﴿رئوسکم﴾ رُءوس جمع ہے راس کی یعنی سر۔

﴿فرض الطھارت﴾ اب یہ بتایا ہے کہ طہارت کے اندر فرض کیا ہے تاکہ آپ کی طہارت صحیح ثابت ہو جائے اور پوری ہو جائے۔

﴿غَسل﴾ غَسل کا معنی دھونا، غُسل کا معنی نہانا اور غِسل وہ چیز جس سے دھویا یا نہایا جائے۔

﴿اعضاء﴾ اعضاء جمع ہے عضو کی۔ اردو میں عضو کا معنی اندام ہے۔

﴿وضو﴾ وضو میں چار فرائض ہیں لیکن دھونے کے اعتبار سے تین فرائض ہیں۔

﴿الکعبان﴾ یعنی ٹخنوں اور کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے اگر یہ خشک رہ گئے تو فرض ادا نہیں ہو گا اور جب فرض ادا نہیں ہوا تو وضو نہیں ہو گا۔

﴿عندنا﴾ یعنی امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک۔

﴿عند﴾ یعنی امام زفر کے نزدیک دونوں کہنیوں اور دونوں ٹخنوں سمیت دھونا وضو کے فرائض میں داخل نہیں ہے لیکن ہمارے نزدیک داخل ہے جب اجماع ہو جائے دو اماموں کا ایک طرف اور ایک امام کا ایک طرف یا تین اماموں کا ایک طرف اور ایک کا ایک طرف تو فتویٰ اس پر ہو گا جس میں اکثریت ہو گی لہذا فتویٰ "تدخلان یعنی داخل ہیں" پر جاری ہو گا۔

Marfat.com

وَالْمَفْرُوْضُ فِیْ مَسْحِ الرَّأْسِ مِقْدَارُ النَّاصِيَةِ وَهُوَ رُبُعُ الرَّأْسِ لِمَارُوِیَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی النَّاصِيَةِ وَخُفَّيْهِ

سر کے مسح میں پیشانی کی مقدار کا مسح فرض کیا گیا ہے۔ اور وہ سر کا چوتھائی حصہ ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سباطہ قوم کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے چھوٹا پیشاب کیا اور وضو کیا اور پیشانی کی مقدار کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر بھی مسح کیا۔

﴿**مسح الراس**﴾ وضو کا تیسرا فرض، بموجب ارشاد خداوندی :۔ **وامسحوا برؤسکم** (اور اپنے سروں پر مسح کرو) سر کا مسح کرنا ہے اور چونکہ امر مطلق تکرار کی گنجائش نہیں رکھتا، لہذا سر مسح فقط ایک بار کرنا فرض ہوگا۔ البتہ سر کے مسح کی مقدار مختلف فیہ ہے اصل میں سر کے مسح کی فرض مقدار ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر مذکور ہے۔

اور الحسن نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس کی مقدار چوتھائی سر کا حصہ بیان کی ہے یہی امام کا بھی قول ہے ہمارے ائمہ میں سے الکرخی اور الطحاوی نے اس کی مقدار پیشانی کے برابر قرار دی ہے ہمارے (احناف) کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکور مسح کرنے کا حکم کسی آلے یا ذریعہ کا متقاضی ہے کیونکہ مسح کسی ذریعے یا آلے کے بغیر ممکن نہیں ہے بنابریں عادۃً ہاتھ کی انگلیاں مسح کرنے کا ذریعہ یا آلہ ہیں اور تین انگلیاں ہاتھ کا "اکثر حصہ" ہوتی ہیں اور عموماً اکثر حصہ کے لیے کل کا حکم ثابت ہوا کرتا ہے پس یہ ایسے ہی ہے جیسے گویا حکم ہی تین انگلیوں کے ساتھ مسح کرنے کا دیا گیا ہو جہاں تک اس کا اندازہ پیشانی کے ساتھ مقرر کرنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ ہے کہ امت کے اجماع سے ثابت ہے کہ آیت میں پورے سر کا مسح مراد نہیں ہے (بدائع الصنائع ج ا ص ۸۷-۸۶)۔

﴿**المغیرۃ**﴾ مغیرۃ بن شعبہ بضم میم و کسر غین مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے سال مشرف باسلام ہوئے اور ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں وفات پائی۔ آپ سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) حدیثیں مروی ہیں۔ (اسد الغابہ)

﴿**فبال**﴾ بَالَ، بول سے ہے جس کے معنی ہیں چھوٹا پیشاب۔

﴿**خفیہ**﴾ اخرجہ مسلم باب "المسح علی الخفین" ص ۱۳۴ جلد ا نصب الرایہ۔

Marfat.com

وَسُنَّتُهٗ غَسۡلُ الۡيَدَيۡنِ قَبۡلَ اِدۡخَالِهِمَا الۡاِنَاءِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اسۡتَيۡقَظَ اَحَدُكُمۡ مِّنۡ مَّنَامِهٖ فَلَا يَغۡمِسَنَّ يَدَهٗ فِي الۡاِنَاءِ حَتّٰى يَغۡسِلَهُمَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَايَدۡرِىۡ اَيۡنَ بَاتَتۡ يَدُهٗ مِنۡ جَسَدِهٖ وَ تَسۡمِيَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِىۡ اِبۡتِدَاءِ الۡوُضُوۡءِ

وضو کی سنتیں :۔ دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا جیساکہ حضورپاک ﷺ نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھ کو تین بار دھولے۔ اس لیے کے وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے اس کے جسم میں کہاں رات گزاری“ اور وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

﴿سنته﴾ یہاں سے سنتوں کا بیان ہے۔ سنت کا لغوی معنی راستہ ہے اور اصلاح شرع میں رسول اللہ ﷺ کا فعل مبارک کہلاتا ہے اگر آپ نے کوئی کام ہمیشہ کیا اور کبھی کبھار چھوڑا تو سنت موکدہ ہے اور جیسے ہمیشہ نہیں کیا وہ سنت غیر موکدہ اسے مستحب مندوب اور آدب کہا جاتا ہے (طحطاوی علی المراقی) یعنی اس کو ادا کرنے میں ثواب ہے ایسی سنت کو ترک کرنے میں عذاب نہیں البتہ عتاب ضرور ہے۔

﴿ھو﴾ ھو کی ضمیر راجع ہے طہارت کی طرف یعنی وضو۔

﴿الیدین﴾ یدین تثنیہ ہے ید کا۔ ید سے مراد ایک ہاتھ اور الیدین کے معنی دونوں ہاتھ پرانے زمانے میں کوزے وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ ٹپ کی طرح کے برتن ہوتے تھے جس میں ہاتھ ڈال کر وضو کرتے تھے۔ لہذا حضور نے فرمایا کہ اس میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا سنت ہے تاکہ جب اس پانی میں ہاتھ جائیں تو وہ پاک ہوں۔

﴿یغمسن﴾ سنت کے لیے حدیث کا بیان دلیل کے طور پر کیا گیا ہے۔

﴿باتت﴾ باتت، رات سے ہے بمعنی رات گذارنا (اس حدیث کی تخریج ائمہ ستہ نے کی ہے)۔

﴿بسم اللہ کے فضائل﴾ بلکہ ہر اک جائز کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں جو کام بھی تم شروع کرو بسم اللہ سے کرو اگر تم نے بسم اللہ نہ پڑھی تو وہ کام ابتر یعنی کٹا ہوا ہے۔ کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ اگر بھول گیا تو درمیان میں پڑھنا بھی سنت اور درمیان میں یوں پڑھے بسم اللہ اولہ واخرہ۔

Marfat.com

وَالسِّوَاكَ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَمَسْحُ الْاُذُنَيْنِ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ وَ الْاَصَابِعِ وَتَكْرَارُ الْغَسْلِ اِلَى الثَّلٰثِ وَ يَسْتَحِبُّ لِلْمُتَوَضِّئِ اَنْ يَّنْوِى الطَّهَارَةِ وَ اَنْ يَّسْتَوْعِبَ جَمِيْعَ الرَّأْسِ بِالْمَسْحِ وَ يُرَتِّبُ الْوُضُوْءَ فَيَبْدَأُ بِمَابَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذِكْرِهٖ وَ بِالْمَيَامِنِ وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ

اور مسواک کرنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور دونوں کانوں کا مسح کرنا اور داڑھی اور انگلیوں میں خلال کرنا اور تین تین مرتبہ پر عضو کو دھونا اور وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے وضو کی نیت کرنا اور پورے سر کا مسح کرنا اور ترتیب وار وضو کرنا پس شروع کرے اس سے جس کو پہلے ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور دائیں جانب سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرے۔

﴿سواک﴾ آج کل تو برش استعمال ہوتے ہیں۔اب معلوم نہیں کہ ان برشوں کے بال کس کے ہیں سور کے بال تو نہیں لہذا احتیاط کرنی چاہیے اور مسواک استعمال کرنا چاہیے۔احناف کے نزدیک مسواک وضو کی سنت ہے۔ نماز کی نہیں یعنی جب وضو کرے تو مسواک کرے ایسے وضو کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی اس کا ثواب ستر گناہ زیادہ ملے گا۔اگر ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھی جائیں تو ہر نماز کا ثواب ستر گناہ زیادہ ہوگا۔(رکن دین کتاب الصلوۃ)

﴿اذنین﴾ اُذن واحد ہے اور اذنین تثنیہ ہے یعنی دونوں کان۔

﴿تخلیل﴾ تخلیل مصدر ہے، خلل یخلل تخلیلا۔ باب تفعیل ہو گیا۔صرف ،یصرف تصریفا، ہاتھ اور پاؤں دونوں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

﴿لحیة﴾ " محمد قال اخبرنا ابوحنیفة عن الهیثم عن ابن عمر انه کان یقبض علی اللحیة ثم یقص ماتحت القبضة قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة "

ترجمہ "امام محمد رحمت اللہ علیہ ،امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ،وہ جناب ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا عمل اسی حکم پر ہے اور حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد ہے"، مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ احناف کے نزدیک قبضہ

Marfat.com

(مٹھی) برابر داڑھی رکھنے پر فتوی ہے۔لہذا یہ حکم لازمی ہے۔(کتاب الآثار باب صفۃ الشعر من الوجہ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنؤ بھارت) معلوم ہوا کہ اتنی داڑھی رکھنا سنت ہے جس میں خلال ہو سکے یعنی انگلیاں اس میں داخل ہو سکیں جبکہ مودودی صاحب نے لکھ دیا کہ بس نشان ہی کافی ہے

﴿**مستحب**﴾ مستحب کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں۔

﴿یرتب﴾ رتب، یرتب ترتیبا۔ ترتیب کا معنی ہے ایک کے بعد دوسرا، طریقے کے ساتھ یعنی پہلے ہاتھ دھوئے، پھر کلی کرے، پھر ناک میں پانی ڈالے، اس کے بعد منہ کو دھوئے پھر کہنیوں کو دھوئے۔ پھر سر کا مسح کرے، پھر انگلیوں کا مسح کرے اور داڑھی کا خلال کرے، علی هذا القياس

﴿فیبدأ﴾ یعنی بسم اللہ سے شروع کرے۔ منہ دھوتے وقت کلمہ شہادت پڑھے، بازو دھوئے تو الم نشرح شریف پڑھے تو زیادہ اجر وثواب ہوگا۔ یعنی ہر اندام کے دھوتے وقت اللہ کا ذکر ساتھ ساتھ کرتا جائے۔ ہر عضو کو دھونے کے وقت یہ دعائیں پڑھے تو زیادہ اجر و ثواب ہوگا۔

کلی کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! تلاوت قرآن، اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بو نہ سنگھا۔

چہرے دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن میرا چہرے سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ۔

دایاں بازو دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔

بایاں بازو دھوتے وقت کی دعا:۔

Marfat.com

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرا اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیٹھ کے پیچھے سے نہ دینا۔

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو تیری بات کو غور سے سنتے ہیں اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھسلیں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے میری کوشش قبول فرما اور میری تجارت میں نقصان نہ ہو۔

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا اور یہ دعا مانگنا:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔

Marfat.com

فَصْلٌ فِی النَّوَاقِضِ اَلْمَعَانِی النَّاقِضَۃُ لِلْوُضُوْءِ کُلُّ مَاخَرَجَ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ وَالدَّمُ وَالْقَیْحُ وَالصَّدِیْدُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَ اِلٰی مَوْضِعٍ یَّلْحَقُہٗ حُکْمُ التَّطْھِیْرِ وَالْقَیْءُ اِذَا کَانَ مَلَأَ الْفَمِ وَالنَّوْمُ اِذَا کَانَ مُضْطَجِعًا اَوْ مُتَّکِأً اَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰی شَیْءٍ لَوْ اُزِیْلَ عَنْہُ لَسَقَطَ وَالْغَلَبَۃُ عَلَی الْعَقْلِ بِالْاِغْمَاءِ وَالْجُنُوْنُ وَالْقَھْقَھَۃُ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ ذَاتِ رُکُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ

فصل وضو کو توڑنے والی چیزوں کے بیان میں ہے وضو کو توڑنے والی ہر وہ چیز ہے جو چھوٹے یا بڑے پیشاب کے راستے سے نکلے اور خون، زرد پانی اور پیپ جب بدن سے نکل کر اس جگہ تک پہنچ جائے جو کہ پاک کرنے کے حکم میں شامل ہو۔ اور جب منہ بھر کے قے ہو۔ اور نیند جب پہلو کے بل ہو یا تکیہ لگائے ہو یا ایسی چیز سے ٹیک لگائے ہو کہ اگر اس سے ہٹا دی جائے تو وہ گر جائے۔ اور بے ہوشی اور پاگل پن کی وجہ سے عقل کا مغلوب ہو جانا۔ اور ہر رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔

﴿فصل﴾ پہلے وضو کے فرائض کا بیان ہوا ہے پھر اس کی سنتوں کا بیان ہوا ہے اب بیان کرتے ہیں کہ وضو کے نواقض کیا ہیں اب کلام مربوط ہو گیا یعنی پہلے باب کا دوسرے باب سے تعلق اور دوسرے کا تیسرے باب سے تعلق بن گیا ہے۔

﴿نواقض﴾ نقض کا معنی یہاں وضو کا توڑنا ہے یعنی کون کون سی چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں اور ان چیزوں کے واقع ہو جانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ خرج، ماضی ہے۔

﴿سبیلین﴾ سبیلین تثنیہ ہے اس کا واحد سبیل ہے جس کا معنی ایک راستہ ہے۔ چھوٹے یا بڑے پیشاب کا راستہ۔

﴿دم﴾ خون اگر نکل جائے تو یہ ناقض وضو ہے ھدایہ میں ہے کہ خون جو اپنی جگہ سے چل پڑے یا بہہ جائے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر وہی اپنی جگہ پر جم جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا یعنی جب سیال یا مائع ہو جائے اور چل پڑے تو وضو کو توڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

﴿عنه﴾ عنہ میں ھو کی ضمیر سونے والے کی طرف راجع ہے ۔

﴿سقط﴾ یعنی اگر گر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

﴿اغماء﴾ بے ہوش یا پاگل پن کا غلبہ ہو جانا یعنی اس شخص کو پتہ نہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں کدھر جا رہا ہوں یہ عقل کے اوپر بے عقلی غالب آگئی اس حال میں وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ ہو سکتا کہ سبیلین میں سے کسی راستے سے کوئی چیز خارج ہو گئی ہو یا خون چل پڑا ہو اور چونکہ وہ غلبے کی حالت میں ہے اس لیے اس کو معلوم نہیں ہو سکتا ۔

﴿قہقہ﴾ اگر وضو کرنے کے بعد نماز میں داخل ہونے سے پہلے قہقہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

﴿کل صلوة﴾ نفل نماز ہو فرض نماز یا سنت نماز ہو شرط یہ کہ سجدہ، رکوع والی نماز ہو۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ اس حکم میں شامل نہیں۔ کیونکہ رکوع و سجدے نہیں۔

Marfat.com

وَفَرْضُ الْغُسْلِ الْمَضْمَضَةُ وَ الْاِسْتِنْشَاقُ وَ غَسْلُ سَائِرِ الْبَدَنِ وَ سُنَّةُ الْغُسْلِ اَنْ يَّبْدَاءَ الْمُغْتَسِلُ فَيغسِلَ يَدَيْهِ وَ فَرْجِهٖ وَ يُزِيْلَ النَّجَاسَةَ الْحَقِيْقِيَّةَ اِذَا كَانَتْ عَلٰى بَدَنِهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّاءُ كَوُضُوْئِهٖ لِلصَّلٰوةِ اِلَّا رِجْلَيْهِ

غسل کے فرائض :۔ کلی کرنا، ناک کو دھونا اور تمام بدن کا دھونا ہے۔

غسل کی سنتیں :۔ غسل کرنے والا اپنے دونوں ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھونے سے ابتدا کرے اور نجاست حقیقی کو دور کرے جبکہ اس کے بدن پر ہو۔ پھر اپنی نماز کے وضو کی طرح وضو کرے سوائے پاؤں کے دھونے کے۔

﴿غسل﴾ غُسل کے غین پر ضمہ (پیش) ہے جس کے معنی ''نہانا'' ہوگا۔ اور غین پر زبر ہو تو ''دھونا'' اور اگر غین کے نیچے زیر ہو تو وہ چیز مراد ہوگی جس سے نہایا، یا دھویا جائے۔ اور یہاں پر نہانے کے فرائض بیان ہوں گے

﴿فم﴾ فم سے مراد منہ کا اندرونی حصہ ہے یعنی غرغرہ کرنا اور انف سے مراد ناک کا اندرونی حصہ ہے یعنی ناک کے اندر پانی پہنچانا منہ اور ناک کو باہر سے دھونا ہے۔

﴿سائر البدن﴾ بدن کو رگڑنا نہیں بلکہ پانی بہانا ہے اور اگر بال موجود ہیں تو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ہے غسل کے یہاں تین فرائض بیان ہوئے ہیں ھدایہ میں بدن سے پلید منی کو دھونا بھی غسل کے فرض میں شامل ہے۔ بدن پر ہر اس جگہ پر پانی پہنچانا فرض ہے جہاں سوراخ ہو جیسے ناک انسان کے بڑے پیشاب کی جگہ اور کان میں انگلی ڈال کر دھونا ضروری ہے اگر انگلی میں انگشتری ہے تو اس کو اتار کر ہاتھوں کو دھونا تاکہ اس کے نیچے جگہ خشک نہ رہے۔ عورت کے لیے مینڈھیوں کے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے اگر مینڈھیاں کھول دے تو بہتر ہے اور اگر نہ کھولے تب بھی درست ہے۔ آج کل عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں۔ یہ چیزیں بیچنے والے مرد بھی عورتوں کو دکھانے کے لیے کہ کونسا رنگ اچھا ہے ناخن پالش لگاتے ہیں جب تک یہ ناخن پالش نہیں اترے گی مرد یا عورت کسی کا بھی غسل نہیں ہوگا۔

﴿الحقیقة﴾ ایک نجاست حقیقہ ہوتی ہے اور ایک نجاست خفیفہ ہوتی ہے یعنی چھوٹا پیشاب۔ نجاست حقیقہ بڑے پیشاب، خون، منی وغیرہ کو کہتے ہیں حقیقہ چونکہ مونث ہے اس لیے اس کے لیے استعمال ہونے والی ضمیر ''کانت'' بھی مونث ہے۔

Marfat.com

﴿**يديه**﴾ پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوئے گا پھر جہاں نجاست لگی ہوئی ہے وہ جگہ دھوئے گا اور پھر وضو کرے گا۔ یہ غسل کی سنت ہے لوگ نہا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا وضو ہو گیا۔ وضو ہو جاتا ہے کیونکہ جواز ہے یعنی فتوی ہے مگر احتیاط نہیں ہے لحاظ وضو کر لینا افضل ہے۔ یہ اس لیے کیونکہ عرب کا علاقہ ریتلا تھا۔ اس لیے جہاں وہ وضو کرتے یا نہاتے تھے وہاں پانی کھڑا ہو جاتا تھا اس لیے حکم دیا کہ ابھی پاؤں نہ دھوؤ جب غسل کر لو تو اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو دھو لو مگر آج کل کے زمانے میں چونکہ سیمنٹ چپس اور پتھر وغیرہ کے فرش ہیں جن پر سے پانی بہہ جاتا ہے اس لیے اگر اسی وقت دھو لیے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں۔

Marfat.com

ثُمَّ يُفِيضُ الْمَآءَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ سَائِرِ جَسَدِهٖ ثَلٰثًا ثُمَّ يَتَنَحّٰى عَنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ اَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِى الْغُسْلِ اِذَا بَلَغَ الْمَآءُ اُصُوْلَ الشَّعْرِ وَالْمَعَانِى الْمُوْجِبَةُ لِلْغُسْلِ اِنْزَالُ الْمَنِىِّ عَلٰى وَجْهِ الدَّفْقِ وَالشَّهْوَةِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِىْ حَالَةِ النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ وَالْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالِ الْمَنِىِّ اِذَا تَوَارَتَ الْحَشْفَةِ وَالْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ

پھر اپنے سر اور تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر اس جگہ سے ہٹ جائے اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور عورت پر مینڈھیوں کا کھولنا ضروری نہیں غسل میں جبکہ پانی اس کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ اور غسل واجب کرنے والے اسباب ہیں منی کا شہوت کی وجہ سے کود کر مرد اور عورت سے نیند یا بیداری کی حالت میں نکلنا اور دونوں شرمگاہوں کا بغیر منی خارج ہوئے مل جانا جبکہ سپاری چھپ گئی ہو اور حیض و نفاس۔

﴿ضفائرها﴾ ان دونوں مقامات پر چونکہ عورت کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے (ھا) کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔

﴿اذا﴾ اذا شرط کے لیے آیا ہے یعنی اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو پھر مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں اور اگر پانی نہیں پہنچاتا تو پھر مینڈھیاں کھولے گی۔

﴿وجہ الدفق﴾ بعض لوگوں کا مثانہ کمزور ہوتا ہے اس لیے اگر کوئی چھلانگ لگائے اور منی نکل جائے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ علی وجہ الدفق سے مراد یہ ہے کہ منی اتنی تیزی سے خارج ہو کہ عضو سے جدا ہوتے وقت کود جائے یعنی دور جا لگے۔ اور شہوت کے ساتھ خارج ہو۔ تو جس آدمی سے منی کودنے یا چھلانگ لگانے یا بھاری بوجھ اٹھانے کی وجہ سے خارج ہو جائے تو چونکہ اس حالت میں منی نرمی سے نکل آتی ہے اور کود کر شہوت کے ساتھ خارج نہیں ہوتی اس لئے اس حالت میں غسل واجب نہیں۔

﴿شھوۃ﴾ یعنی نیند یا بیداری کی حالت میں کسی خوبصورت عورت یا لڑکی کو دیکھا اور شہوت کے ساتھ منی خارج ہو گئی تو غسل واجب ہو جائے گا۔

Marfat.com

﴿**تو ارت الحشفة**﴾ وہ جگہ جہاں کی سنت کی جاتی ہے یعنی سر ذکر جب عورت کے اندام میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی خارج نہ ہو

﴿**حیض ونفاس**﴾ عورت کو جو خون آتا ہے جس کی مدت تین دن سے نو دن تک ہوتی ہے، بچہ کی پیدائش کے بعد چالیس دن تک عورت کو جو خون آتا ہے

Marfat.com

وَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْغُسْلَ لِجُمُعَۃِ وَالْعِیْدَیْنِ وَ الْعَرَفَۃَ وَالْاِحْرَامِ وَلَیْسَ فِی الْمَذِیِّ وَالْوَدِیِّ غُسْلٌ وَفِیْھِمَا الْوُضُوْءُ وَالطَّھَارَۃُ مِنَ الْاَحْدَاثِ جَائِزَۃٌ بِمَآءِ السَّمَآءِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَالْعُیُوْنِ وَالْاٰبَارِ وَالْبِحَارِ وَلَایَجُوْزُ بِمَآءٍ اِعْتُصِرَ مِنَ الشَّجَرِ وَ الثَّمَرِ

اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے غسل کرنا جمعہ کے دن دونوں عیدوں اور حج کے دن اور احرام باندھتے وقت ۔ اور واجب نہیں مذی اور ودی میں غسل کرنا اور ان دونوں میں وضو ہے اور پلیدیوں سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے آسمان کے پانی ، وادیوں کے پانی چشموں کے پانی ، کنوؤں کے پانی اور سمندروں کے پانی سے اور جائز نہیں اس پانی سے جو کہ نچوڑا گیا ہو درخت یا پھل سے ۔

﴿یوم الجمعہ﴾ صحیح بات یہی ہے کے جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے ۔ وقت کے لیے نہیں کیونکہ نماز ، وقت سے افضل ہے ۔

﴿عیدین﴾ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ ، عرفات کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے ۔

﴿مذی﴾ مذی میم کے فتح اور ذال کے سکون یا کسرہ کے ساتھ (مذی ، سفید پتلا پانی ہوتا ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے لیکن شہوت کے ساتھ اور اچھل کود کر نہیں نکلتا ۔ بعض اوقات اس کے نکلنے کا احساس تک نہیں ہوتا ۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں مذی زیادہ ہوتی ہے اور اسے قذی کہتے ہیں (مراقی الفلاح) ۔

﴿ودی﴾ سفید رنگ کا لیس دار مادہ ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے ۔ مذی اور ودی کے نکلنے پر غسل فرض نہیں ۔ بلکہ ان میں صرف وضو ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مشہور روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا " ہر جوان کو مذی آتی ہے ۔ سو اس کی وجہ سے عضو تناسل اور خصیے دھونے چاہئیں اور نماز جیسا وضو کرنا چاہیے " (طحاوی شریف) طہارت کے بیان سے فراغت کے بعد ان پانیوں کی تفصیل ہے جن سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے فرماتے ہیں کہ بارش ، وادی ، چشمہ ، کنویں اور سمندر کے پانی کے ذریعہ سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے بارش کے پانی کے بارے میں ارشاد تعالیٰ ہے

" و انزلنامن السمآء ماء طھورا " ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا ، (سنن اربعہ)

﴿فیھما الوضوء﴾ یعنی آگے بیان کیے گئے پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے ۔

Marfat.com

﴿**بماء ن**﴾ یہاں تنوین کو ختم کرنے کے لیے نون قنطی لایا گیا ہے اصل میں بماء تھا تنوین ختم کر کے اس کو نون قنطی کے ذریعے اگلے لفظ کے حرف سے ملا دیا گیا ہے۔

﴿**أعتصر**﴾ مجہول سے معلوم ہوا کہ جو خود انگور وغیرہ سے ٹپک پڑے تو اس سے وضو جائز ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا قدرتی پانی ہے جو مصنوعی طریقہ کے بغیر نکل آیا ہے صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے اور جوامع ابو یوسف میں یہ مسئلہ موجود ہے، البتہ فتاوی قاضی خان، محیط، کافی، بحر، نہر کتب فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی وضو جائز نہیں، شرح منیہ میں ہے کہ عدم جواز شبہ ہے، قہستانی شارح نقایہ نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

﴿**شجر و ثمر**﴾ جو پانی کسی درخت یا پھل سے نچوڑا گیا ہو جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی سے بلا اتفاق وضو جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مطلق پانی کا فرد نہیں ہے۔

Marfat.com

وَلَا تَجُوْزُ بِمَآءٍ غَلَبَ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ فَاَخْرَجَهٗ عَنْ طَبْعِ الْمَآءِ كَالْاَشْرِبَةِ وَالْخَلِّ وَمَآءِ الْبَاقِلَاءِ وَمَاءِ الزَّرْدَجِ وَالْمَرَقِ وَمَآءِ الْوَرْدِ وَتَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِكُلِّ مَاءٍ خَالَطَهٗ شَيْئٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ اَحَدَ اَوْصَافِهٖ كَمَآءِ الْمَدِّ وَالْعَفَصِ وَالْمَآءِ الَّذِيْ اِخْتَلَطَ بِهِ الْاَشْنَانُ اَوِاللَّبَنُ اَوِالزَّعْفَرَانُ اَوِ الصَّابُوْنُ وَكُلُّ مَآءٍ دَائِمٍ اِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ نِجَاسَةٌ لَمْ يَجُزِ الْوُضُوْءُ بِهٖ وَالْاِغْتِسَالُ

اور جائز نہیں اس پانی سے کہ غالب آگئی ہو اس پر کوئی اور چیز اور نکال دیا ہو اس پانی کو پانی کی طبیعت سے جیسے شربت، دودھ، قلولوں کا پانی، گاجر کا رس، شوربا، اور گلاب کا عرق۔ اور اس پانی کے ساتھ کہ جس میں کوئی پاک چیز مل جائے۔ اور بدل دے اس پانی کا ایک وصف جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی کہ جس میں گھاس یا دودھ یا زعفران یا صابون مل جائے جائز ہے پاکیزگی حاصل کرنا۔ ہر اس کھڑے پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں جب اس میں نجاست گر جائے۔

﴿بماء غلب﴾ یعنی اس کو پانی نہ کہا جا سکے کسی اور چیز کے غلبہ کی وجہ سے جیسے سرکہ جو کہ پانی ہے مگر غلبہ سرکہ کا ہے اسی طرح شربت کہ جس پر غلبہ چینی کا ہے تو ایسے پانی سے وضو جائز نہیں۔

﴿لبن﴾ دودھ میں چوراسی (۸۴) فیصد پانی اور سولہاں (۱۶) فیصد چکناہٹ ہے۔

﴿فغیرہ﴾ غیر نکلا ہے تغیر سے۔

﴿اوصافه﴾ یعنی پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو مراد ہے پانی کی طبعیت رقت اور سیلان ہے۔ پس پانی کے ساتھ پاک چیز مل کے اگر گاڑھا ہو جائے تو اس سے وضو و غسل درست نہیں۔ جیسا شوربہ، شربت، گاجر، گلاب، قلول کے پانیوں سے وضو غسل جائز نہیں اور یاد رہے کہ پانی کی دو قسمیں ہیں مطلق و مقید، مطلق وہ پانی ہے جو اس صفت پر باقی رہے جس پر وہ آسمان سے اترا ہے مصنف نے اس سے طہارت جائز لکھا ہے اور مقید وہ پانی ہے جو صفت منزل میں من الاسماء پر باقی نہ رہے اور اس سے مصنف نے طہارت ناجائز لکھا ہے۔ پانی کے تین اوصاف ہے رنگ، مزہ، بو، پس پانی میں کوئی پاک چیز مل جانے یا پانی کہیں دیر تک ٹھہرے رہنے سے اس کا ایک وصف اگر

Marfat.com

بدل جائے تواس سے وضو جائز ہے اگر دو وصف بدل جائیں تو جائز نہیں لیکن عنایہ میں اساتذہ سے منقول ہے کہ جاڑے کے موسم میں جس تالاب وحوض کے پانی میں درخت کے پتے گر کے اس کے رنگ مزہ بو تینوں بدل جائیں اس سے وضو غسل اور ہر قسم کی طہارت درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ پانی کی **طعبیت** رقت وسیلان باقی رہے۔

﴿**کماء المد**﴾ سیلاب کے پانی کا صرف رنگ بدل جاتا ہے اس لیے اس کیساتھ وضو کرنا جائز ہے اشنان ایک قسم کا گھاس ہے جو زمین شورہ میں پیدا ہوتا ہے اس سے لوگ کپڑے صاف کرتے ہیں صابون کے مانند

Marfat.com

قَلِيْلًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا لِاَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِحِفْظِ الْمَاءِ الدَّائِمِ مِنَ النَّجَاسَةِ حَيْثُ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيْهِ مِنَ الْجُنَابَةِ وَالْخَبَرُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ مَارُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّنَامِهِ فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ مِنْ جَسَدِهِ وَالْمَآءُ الْجَارِيْ اِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ نَجَاسَةٌ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنْهُ

تھوڑی ہو نجاست یا زیادہ۔ اس لیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست سے پانی کی حفاظت کا حکم فرمایا۔ پس فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت کرے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نیند سے بیدار ہو تو ہرگز برتن میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھ کو تین مرتبہ دھولے کیونکہ یقیناً وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ اور جان لے کہ جب جاری پانی میں نجاست گر جائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے

﴿نون ثقلیہ﴾ نون ثقلیہ کی وجہ سے "ہرگز" کا ترجمہ کیا گیا ہے

﴿من الجنابہ﴾ اس حکم میں جنبی کے بدن کے ساتھ اس کے کپڑے بھی شامل ہیں کہ وہ کپڑے بھی نہ دھوئے جائیں۔

﴿یغلسلھاثلثا﴾ تو اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کے اندیشے کی بناء پر تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے تو اگر نجاست یقینی طور پر موجود ہو۔ تب تو بدرجہ اولی یہ حکم ثابت ہوگا، علاوہ ازیں دیدنی (مرئی) نجاست بھی ایک بار دھونے سے زائل نہیں ہوتی، تو اسی طرح غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) نجاست تو بدرجہ اولی اس سے زائل نے ہوگی۔ اور ان دونوں میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا کہ اول الذکر کو اس کے ذریعے محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن موخر الذکر کا ادرک محض عقل وفکر سے ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع جلد اول ص ۳۱۷)

Marfat.com

اِذَامَالَمْ يُرَلَهَا اَثَرٌ لِاَنَّهَا لَا تَسْتَقِرُّ مَعَ جِرْيَانِ الْمَآءِ وَ الْغَدِيْرُ الْعَظِيْمُ الَّذِیْ لَا يَتَحَرَّكُ اَحَدُ طَرْفَيْهِ بِتَحْرِيْكِ الطَّرْفِ الْاٰخِرِ اِذَا وَقَعَتْ نِجَاسَةٌ فِیْ اَحَدِجَانِبَيْهِ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخِرِ لِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ النَّجَاسَةَ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ وَمَوْتُ مَالَيْسَ لَهٗ نَفْسٌ سَائِلَةٌ فِی الْمَآءِ لَايُنَجِّسُ الْمَآءَ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَ الزَّنَابِيْرِ وَ الْعَقَارِبِ وَمَوْتُ مَايَعِيْشُ فِی الْمَآءِ لَا يُفْسِدُهٗ كَالسَّمَكِ وَالضِّفْدَعِ وَ السَّرْطَانِ وَ الْمَآءُ الْمُسْتَعْمَلُ لَايَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُهٗ ثَانِيًا فِیْ طَهَارَةِ الْاَحْدَاثِ

جب تک کہ اس نجاست کا اثر دکھائی نہ دے اس لیے کہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ نجاست نہیں ٹھہر سکتی۔ اور وہ بڑا تالاب کہ جس کا ایک کنارہ حرکت دینے سے دوسرا کنارہ حرکت نہ کرے جب اس تالاب کے ایک کنارے میں نجاست گر جائے تو اس کے دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہے اس لیے کہ ظاہر ہے کہ وہ نجاست دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور پانی میں ایسی چیز کا مر جانا کہ اس میں بہتا ہوا خون نہ ہو پانی کو پلید نہیں کرتا جیسے مچھر، مکھی، زنبور اور بچھو۔ اور پانی میں ایسی چیز کا مر جانا جو پانی میں زندگی بسر کرے پانی کو خراب نہیں کرتا جیسے مچھلی، مینڈک اور کیکڑا۔ اور جان لے کہ نجاست حکمی کو دور کرنے میں استعمال شدہ پانی کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

﴿غدیر﴾ وہ تالاب جو (۱۰×۱۰) ہو یعنی شرعی دس گز۔ شرعی گز ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے چونکہ نجاست وہاں نہیں پہنچ سکتی اس لیے پانی پاک ہے اور اس جگہ سے وضو کرنا جائز ہے

﴿نفس سائلۃ﴾ لہذا معلوم ہوا کہ پلید کرنے والی شئے خون ہے چونکہ ان میں خون نہیں اس لیے یہ پانی کو پلید نہیں کرتے۔

﴿لایفسدہ﴾ یعنی ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے

﴿لایجوز﴾ یعنی ایک شخص نے وضو کیا یا غسل کیا اور وہ پانی جمع ہو گیا اب اسی پانی سے کوئی دوسرا شخص وضو یا غسل کرے تو جائز نہیں ہے

Marfat.com

وَالْمَآءُ الْمُسْتَعْمَلُ كُلُّ مَآءٍ اُزِيْلَ بِهِ الْحَدَثُ اَوِ اسْتُعْمِلَ فِى الْبَدَنِ عَلٰى وَجْهِ الْقُرْبَةِ وَكُلُّ اَهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَجَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَالْوُضُوْءُ مِنْهُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَ الْاٰدَمِيِّ وَشَعْرُ الْمَيْتَةِ وَ عَظْمُهَا وَ قَرْنُهَا وَرِيْشُهَا وَصُوْفُهَا وَظُفْرُهَا وَعَصَبُهَا طَاهِرٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا دَسَمٌ وَاِذَا وَقَعَتْ فِى الْبِيْرِ نِجَاسَةٌ نُزِحَتْ فَكَانَ نَزْحُ مَا فِيْهَا مِنَ الْمَآءِ طَهَارَةً لَهَا وَاِنْ مَاتَتْ فِى الْبِيْرِ فَارَةٌ اَوْ عُصْفُوْرَةٌ اَوْ صَعْوَةٌ اَوْ سُوْدَانِيَّةٌ اَوْ سَامُّ اَبْرَصَ نُزِحَ مِنْهَا مَا بَيْنَ عِشْرِيْنَ دَلْوًا اِلٰى ثَلٰثِيْنَ بِحَسَبِ كِبَرِ الدَّلْوِ وَصِغَرِهَا

اور مستعمل پانی وہ ہے کہ جس کے ساتھ نجاست حکمی کو دور کیا گیا ہو یا ثواب کی غرض سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو۔ اور ہر چمڑا سوائے سور اور آدمی کے چمڑے کے جب دباغت کیا جائے پس تحقیق وہ پاک ہو گیا۔ اس پر نماز پڑھنا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور مردار کے بال، ہڈیاں، سینگ، ریشے، پشم، ناخن اور پٹھے پاک ہیں جبکہ ان پر چربی نہ ہو۔ اور جب کنوئیں میں نجاست گر جائے تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ پس یہ سارا پانی نکال لینا ہی پاک کرتا ہے۔ اور اگر کنوئیں میں چوہا یا چڑیا یا ممولا یا بھجنگا یا چھپکلی مر گئی تو اس کنوئیں سے بیس سے تیس ڈول تک نکالے جائیں گے ڈول کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے اعتبار سے

﴿علی وجه القربة﴾ یعنی آپ کا وضو ہے اور آپ نماز یا کسی اور عبادت کے لیے تازہ وضو کرتے ہیں اسی طرح پاک ہونے کے باوجو د غسل کرنا۔

﴿دبغ﴾ دباغت سے مراد چمڑے سے تمام گوشت اور چربی صاف کر دی جائے پھر اسے چونے یا رنگ یا ایسی چیز سے اس کو دھویا جائے کہ اس پر گوشت، چربی یا چکناہٹ کا اثر باقی نہ رہے۔ ایک قوم ہے جو دباغت کا کام کرتی ہے۔

8 11 70

Marfat.com

﴿**جازت الصلوة علیه**﴾ شیعہ اور معتزلہ حضرات قراقلی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں ہمارا ان سے اختلاف ہے وہ یہ کہ اگر چمڑے کی دباغت کے بعد اس پر نماز پڑھنا جائز ہے تو اسکی ٹوپی پہن کر بھی نماز جائز ہے۔

﴿**الا جلد خنزیر**﴾ تمام جانوروں کے چمڑے دباغت کے بعد پاک ہو جاتے ہیں مگر سور اور انسان کے چمڑے چالیس بار دھونے پر پاک نہیں ہوتے اور کلی طور پر ناپاک رہتے ہیں۔ سور کا چمڑا اس کی رذالت کی بناء پر اور انسان کا چمڑا اس کی شرافت کی بناء پر پاک نہیں ہوتا

﴿**اذا**﴾ ''اذا'' شرط کے لیے آیا ہے اس سے پہلے کا ٹکڑا بعد والے ٹکڑے سے مشروط ہو گیا یعنی بعد والا جملہ شرط ہے۔

﴿**وقعت**﴾ وقع، یقع، وقعا بمعنی گرنا۔

﴿**نزحت**﴾ نزح کا معنی ہے کھینچنا۔ نکالنا۔

﴿**او سام ابرص**﴾ یہ تو انھوں نے چند جانوروں کا ذکر کیا ہے یہاں اسی طرح کے اور بھی جانور اسی زمرے میں آتے ہیں۔

﴿**کبر الدلو وصغرها**﴾ یعنی متوسط ڈول نکالے جائیں گے۔

Marfat.com

وَاِنْ مَاتَتْ فِیْھَا حَمَامَۃٌ اَوْ دُجَاجَۃٌ اَوْ سِنَّوْرٌ نُزِحَ مِنْھَا مَابَیْنَ اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا اِلٰی سِتِّیْنَ وَاِنْ مَاتَ فِیْھَا کَلْبٌ اَوْ اٰدَمِیٌّ اَوْ شَاۃٌ نُزِحَ مِنْھَا جَمِیْعُ مَافِیْھَا مِنَ الْمَآءِ وَاِنِ انْتَفَخَ الْحَیْوَانُ فِیْھَا اَوْ تَفَسَّخَ نُزِحَ جَمِیْعُ مَافِیْھَا مِنَ الْمَآءِ صَغُرَ الْحَیْوَانُ اَوْ کَبُرَ وَعَدَدُ الدِّلَآءِ یُعْتَبَرُ بِالدَّلْوِ الْوَسَطِ الْمُسْتَعْمَلِ فِی الْاٰبَارِ فِی الْبُلْدَانِ وَ اِنْ نُزِحَ مِنْھَا بِدَلْوٍ عَظِیْمٍ قَدْرُ مَا یَسَعُ فِیْہِ مِنَ الدِّلَآءِ الْوَسَطِ اُحْتُسِبَ فِیْہِ

اور اگر کنوئیں میں کبوتر یا مرغی یا بلی مر جائے تو چالیس اور پچاس کے درمیان ڈول نکلے جائیں گے ، اگر کنوئیں میں کتا یا خنزیر یا بکری یا آدمی مر گیا تو اس کنوئیں سے تمام پانی جو کہ اس میں ہے نکالا جائے گا۔ اور اگر کنوئیں میں جانور پھول جائے یا پھٹ جائے تو کنوئیں میں موجود تمام پانی نکالا جائے گا خواہ وہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور ڈولوں کی تعداد کو اعتبار درمیانے ڈول سے کیا جائے گا جو کہ کنوؤں میں استعمال ہوتا ہے اور اگر کنوئیں سے بڑے ڈول سے اس اندازے کے مطابق پانی نکالا جائے جو درمیانی ڈولوں میں سما جائے تو درمیانی ڈول سے حساب لگایا جائے گا

﴿انتفخ الحیوان﴾ یہاں ''ان'' کے نون کو ''انتفتح'' کے نون سے ملا کر ہمزہ وصل کو گرا دیا کیونکہ ہمزہ وصلی درجہ کلام میں ساقط ہو جاتا ہے۔

﴿عدد الدلاء﴾ دلاء جمع ہے دلو کی یعنی ڈولیں یا ڈولوں یعنی جس کے ذریعے لوگ عموما پانی نکالتے ہوں یعنی اس جانور کے وجود کے اجزاء (ٹکڑے) پانی میں شامل ہو گئے۔

Marfat.com

وَاِنْ كَانَتِ الْبِيْرُ مَعِيْنًا لَايُمْكِنُ نَزْحُهَا وَ وَجَبَ نَزْحُ مَافِيْهَا مِنَ الْمَآءِ
اَخْرَجُوْا مِقْدَارَ مَاكَانَ فِيْهَا مِنَ الْمَآءِ طَهَارَةً لَهَا وَقَدْرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ
يُنْزَحُ مَابَيْنَ مِائَتَا دَلْوٍ اِلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَحْفِرُ بِجَنْبِهَا بِيْرٌ اُخْرٰى عَلٰى
قَدْرِ عُمْقِهَا وَ عَرْضِهَا مِنْ مَوْضِعِ الْمَآءِ ثُمَّ يُنْزَحُ الْمَآءُ مِنْ تِلْكَ الْبِيْرِ فَيُجْعَلُ
فِيْ هٰذِهِ الْحُفْرَةِ فَاِذَا امْتَلَئَتِ الثَّانِيَةُ مِثْلَهَا حُكِمَ بِطَهَارَةِ الْاُوْلٰى

اور اگر کنواں چشمہ والا ہو کہ نا ممکن ہو اس کا تمام پانی نکالنا حالانکہ اس کا تمام پانی نکالنا واجب ہو گیا ہو تو کنوئیں کی پاکی کے لیے اس میں موجود پانی کو اندازہ کر کے اتنا پانی نکال لو۔ اور تحقیق امام محمد سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا اس کنوئیں سے دو سو سے تین سو ڈول تک نکالے جائیں۔ اور ان کے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کنوئیں کے پہلو میں پانی کی گہرائی اور اس کی چوڑائی کے برابر دوسرا کنواں کھودا جائے پھر پہلے کنوئیں سے پانی نکالا جائے اور دوسرے کنوئیں میں ڈالا جائے پس جب پہلے کی مانند دوسرا بھر جائے تو پہلے کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

﴿قدر عمقها﴾ عمق نکلا ہے عمیق سے جس کے معنی گہرائی کے ہیں۔

Marfat.com

وَاِذَا وَجَدُوْا فِي الْبِيْرِ فَارَةً مَّيِّتَةً اَوْ دُجَاجَةً اَوْ غَيْرُ هُمَا وَلَايَدْرُوْنَ مَتٰى وَقَعَتْ وَلَمْ تَنْتَفِخْ وَلَمْ تَفَسَّخَ اَعَادُوْا صَلٰوةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِذَا كَانُوْا تَوَضَّؤُا مِنْهَا وَ غَسَلُوْا كُلَّ شَيْءٍ اَصَابَهٗ مَاؤُهَا وَاِنْ كَانَتْ اِنْتَفَخَتْ اَوْ تَفَسَّخَتْ اَعَادُوْا صَلٰوةَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهَا وَهٰذَا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا لَيْسَ عَلَيْهِمْ اِعَادَةٌ حَتّٰى يَتَحَقَّقُوْا مَتٰى وَقَعَتْ وَسُؤْرُ الْاٰدَمِيِّ وَالْفَرَسِ

اور اگر کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا مرغی یا ان دونوں کے سوا کوئی اور چیز پائیں اور نہیں جانتے کہ کب گرا ہے اور وہ نہ پھولا ہے اور نہ پھٹا ہے اگر وضو کرتے تھے اس کنوئیں سے تو ایک دن اور رات کی نمازیں لوٹائیں گے۔ اور ہر اس چیز کو دھوئیں جس کو اس کنوئیں کا پانی پہنچا۔ اور اگر پھول جائے یا پھٹ جائے تو تین دنوں اور راتوں کی نمازیں لوٹائیں گے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ان پر اعادہ نہیں ہے یہاں تک کہ ثابت ہو جائے کہ کب گرا ہے۔ اور آدمی، گھوڑے اور ان جانوروں کا جھوٹا (پس خوردہ) پاک ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

﴿اعادوا﴾ اس مسئلہ سے ہمارے استادوں نے اسقاط کا حیلہ کو ثابت کیا ہے کہ مردے کے پیچھے دس روپے یا پچاس روپے جو دیئے جاتے ہیں وہ اس لیے کہ معلوم نہیں اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں تو ان نمازوں کے بدلے میں جو پیسے اسقاط کے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے بدلے میں یہ اسقاط قبول فرماتا ہے جیسے اگر کنوئیں میں آٹھ دن تک چوہا پڑا رہا تو اس پانی سے وضو کرنے والے کی چالیس نمازیں چلی گئیں مگر پانچ نمازیں اس کی چالیس نمازوں کی کفایت کریں گی یہ حیلہ کہلاتا ہے۔

﴿کل شیء﴾ یعنی برتن، کپڑے وغیرہ کہ یہ چیزیں بھی ناپاک ہوگئیں۔

﴿لیالیھا﴾ اس مسئلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسقاط کرنا چاہیے۔

﴿وقالا﴾ قالا تثنیہ ہے اس سے مراد امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں۔

﴿والفرس﴾ ''والفرس'' میں ''و'' عطف ہو گیا ''سؤر'' جھوٹا پانی کی طرف۔

Marfat.com

وَمَا يُوْكَلُ لَحْمُهٗ طَاهِرٌ وَسُؤْرُ الْكَلْبِ وَالْخِنْزِيْرِ وَسِبَاعِ الْبَهَائِمِ نَجِسٌ وَسُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وَ سِبَاعِ الطُّيُوْرِ الَّذِیْ لَا يُوْكَلُ لَحْمُهٗ وَمَا يَسْكُنُ فِي الْبُيُوْتِ مِثْلَ الْفَارَةِ وَالْحَيَّةِ مَكْرُوْهٌ وَسُؤْرُ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ مَشْكُوْكٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ الْاِنْسَانُ غَيْرَهُمَا تَوَضَّأَ بِهِمَا وَتَيَمَّمَ وَصَلّٰى وَبِاَيِّهِمَا بِهٖ قَدَّمَ جَازَ

اور کتے خنزیر اور چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے اور بلی، کوچہ گرد مرغی، شکاری پرندے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور ان جانوروں کا جھوٹا جو گھروں میں رہتے ہیں جیسے کہ چوہا اور سانپ مکروہ ہے۔ اور گدھے و خچر کا جھوٹا مشکوک ہے۔ پس اگر ان دونوں کے بغیر پانی نہ پائے تو وضو کرے ان دونوں سے اور تیمّم کرے اور نماز پڑھے اور ان دونوں میں سے جو بھی پہلے کرے جائز ہے۔

﴿وما﴾ یہ "ما" موصولہ ہے۔

﴿والدجاجة المخلاة﴾ ایسی مرغی کو ذبح کرنے سے پہلے آٹھ دس گھنٹے کے لیے باندھ دینا چاہیے تاکہ جو گندوغیرہ اس نے کھایا ہے وہ اس کے معدہ سے نکل جائے۔

﴿غیرهما﴾ یعنی اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے پانی کے سوا پانی موجود نہ ہو تو یہ پانی استعمال کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

﴿وتیممه﴾ یعنی اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے سے وضو کرنا پڑ جائے تو اس کے ساتھ تیمم بھی کرنا چاہیے۔ اور تیمم اور وضو میں سے جو بھی پہلے کرے وہ جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ التَّیَمُّمِ

وَمَنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَآءَ وَھُوَ مُسَافِرٌ اَوْ کَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْمِصْرِ نَحْوُ مِیْلٍ اَوْ اَکْثَرُ اَوْ کَانَ یَجِدُ الْمَآءَ اِلَّا اَنَّهٗ مَرِیْضٌ فَخَافَ اِنِ اسْتَعْمَلَ الْمَآءَ اِشْتَدَّ مَرَضُهٗ اَوْ خَافَ الْجُنُبُ اِنِ اغْتَسَلَ بِالْمَآءِ یَقْتُلُهُ الْبَرْدُ اَوْ یُمْرِضُهٗ فَاِنَّهٗ یَتَیَمَّمُ بِالصَّعِیْدِ وَالتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ یَمْسَحُ بِاِحْدٰھُمَا وَجْهَهٗ وَمَسَحَ بِالْاُخْرٰی یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ

تیمّم کا بیان

اور جو شخص پانی نہ پائے اور وہ مسافر ہو یا شہر سے باہر ہو اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا زیادہ ہو۔ یا پانی پاتا ہے مگر یہ کہ وہ بیمار ہے پس ڈرتا ہے کہ اگر پانی استعمال کیا تو اس کی بیماری بڑھ جائے گی یا جنبی ڈرتا ہے۔ کہ اگر پانی کے ساتھ نہایا تو سردی کی وجہ سے مر جائے گا یا اس کو بیمار کر دے گا پس بے شک وہ پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کر لے۔ اور تیمّم کے لیے دو ضربیں ہیں۔ ان دو ضربوں میں سے ایک کے ساتھ اپنے چہرے کا اور دوسری کیساتھ اپنے ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے گا۔

﴿تیمم﴾ لغت میں تیمم کا معنی ارادہ کرنا، قصد کرنا ہے شرعی اصطلاح میں واسطے طہارت کے مٹی کی طرف قصد کرنا تیمم کہلاتا ہے (ہدایہ)۔

﴿خارج المصر﴾ بعض کتب میں چنگی کو خارج المصر قرار دیا گیا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے لیے جہاں سے محصول دیا جائے وہاں سے شہر شروع ہوتا ہے۔

﴿بالصعید﴾ پاک کا معنی صعید کے اندر چھپا ہوا ہے۔

Marfat.com

﴿**ضربتان**﴾ ضرب ، یضرب ، ضربا کے معنی مارنے کے ہیں۔ ضرب کے تین معنی ہیں ضرب زدن۔ مارنا ، ور فتن بروئے زمین ۔ زمین پر سیاحت کرنا ویدید کردن مثل۔ یا کوئی ضرب المثل بیان کرنا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ **ان اللہ لایستحی ان یضرب مثلا مابعوضۃ فما فوقھا** (بے شک اللہ تعالیٰ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثل سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر) ضرب کا معنی یہاں "بیان کرنا" ہے پھر آتا ہے "یضربون فی الارض" (زمین پر چلتے ہیں) پھر آتا ہے اضرب بعصاک الحجر (اس پتھر پر اپنا عصا مارو) جب قرینہ ایک معنی کا ہو تو دوسرے دو معنی نہیں کریں گے جیسے "مثلا" قرینہ "بیان کرنے" کے معنی کے لیے مارو "عصا" قرینہ ہے "مارنے" کے معنی کے لیے دو دفعہ مارنا ہے اس پاک مٹی پر۔

﴿**باحدھما**﴾ باحدھما میں "ھما" تثنیہ ہے اور "ضربتان" کی طرف راجع ہے۔

﴿**الی المرفقین**﴾ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت پاک مٹی کے ساتھ مسح کرنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک سر کا مسح کرنا قوی، احوط اور بہتر ہے کیونکہ وضو کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کا ذکر ھدایہ اور فتاوی وغیرہ کے حواشی میں آتا ہے۔

Marfat.com

وَالتَّيَمُّمُ فِی الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ سَوَآءٌ وَيَجُوْزُ التَّيَمُّمُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ بِكُلِّ مَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَ الْحَجَرِ وَالْجَصِّ وَالنَّوْرَةِ وَالْكُحْلِ وَالزَّرْنِيْخِ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِالتُّرَابِ خَاصَّةً وَالنِّيَّةُ فَرْضٌ فِی التَّيَمُّمِ وَمُسْتَحَبَّةٌ فِی الْوُضُوْءِ

اور بے وضوئی اور جنابت کے لیے تیمّم یکساں ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تیمّم ہر اس چیز پر جائز ہے جو کہ زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونہ، سرمہ اور ہرتال۔ اور امام ابو یوسف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے مٹی اور ریت کے جائز نہیں۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جائز نہیں مگر صرف مٹی کے ساتھ۔ اور نیت کرنا تیمّم میں فرض ہے اور وضو میں مستحب ہے

﴿والجنابة﴾ چاہے وہ محتلم ہے یا شہوت کے ساتھ منی خارج ہوئی ہے

﴿ھرتال﴾ زرد مٹی جو کڑوی ہوتی ہے الزرنیخ ہرتال (ایک قسم کا سنکھیا ہے) المجم الاعظم صہ ۱۲۴۶ ج ۲

Marfat.com

وَيَنقِضُ التَّيَمُّمَ كُلُّ شَيءٍ يَنقُضُ الْوُضُوْءَ وَيَنقُضُهُ اَيضًا رُؤيَةُ الْمَآءِ اِذَا قَدَرَ عَلٰى اِسْتِعْمَالِهٖ وَلَا يَجُوْزُ التَّيَمُّمُ اِلَّا بِصَعِيْدٍ طَاهِرٍ وَيُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ وَهُوَ يَرْجُوْا اَنْ يَّجِدَهٗ فِيْ اٰخِرِ الْوَقْتِ اَنْ يُّؤَخِّرَ الصَّلٰوةَ اِلٰى اٰخِرِ الْوَقْتِ

اور تیمّم کو توڑ دیتی ہے ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے اور پانی کا دیکھنا بھی تیمّم کو توڑ دیتا ہے جبکہ اس پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو۔ اور تیمّم جائز نہیں ہے مگر پاک مٹی پر۔ اور مستحب ہے اس شخص کے لیے جو پہلے وقت میں پانی نہیں پاتا اور وہ آخر وقت میں پانی پانے کی امید رکھتا ہے یہ کہ آخر وقت تک نماز میں تاخیر کرلے

﴿ینقض الوضوء﴾ جیسے ریح کے خارج ہونے اور سبیلین میں سے یا خون کا بہنا وغیرہ وضو کو توڑ دینا ہے اسی طرح تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے

﴿بصعید طاهر﴾ یعنی ایسی جگہ جہاں گوبر، لید یا کوئی اور پلیدی موجود ہے وہاں پر تیمّم کرنا جائز نہیں کیونکہ اس جگہ کی مٹی پاک کرنے والی نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ :فتیمموا صعیدا طیبا (تو پاک مٹی سے تیمّم کرو) اکثر مولانا صاحبان سڑک پر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ سڑک پر گدھے، گھوڑے بیل وغیرہ کی لید، گوبر یا پیشاب ہوتا ہے ایسی جگہ پر تیمم جائز نہیں تو نماز جنازہ کیسے جائز ہو سکتی ہے ﴿یعنی اتنا پانی کہ جس سے وضو ہو سکے اور جنابت کی صورت میں غسل کے لیے پانی کافی ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بعضوں کے نزدیک جنب، حیض اور نفاس کی صورت میں پاک ہونے کے لیے تیمم جائز نہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ جائز ہے یہ مسئلہ صحابہ میں مختلف فیہ ہے۔ حضرت عمر و عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم (یہ تینوں اصحاب -- ہیں) بے شک وہ جنب کے لیے تیمّم قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے اختلاف کا حاصل یہ نکلا کہ عمر عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن عمر کے مطابق لاستم النساء کا معنی ہے کہ تم عورتوں کو ہاتھوں سے مت چھوؤ اور وہ کہتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ نے مباح کیا تیمّم کو صرف محدث کے لیے اور جنب کے لیے نہیں۔ قیاس تیمّم کو نہیں رکھتا سوائے محدث کو پاک کرنے کے برخلاف قیاس جنابت، حدث سے اوپر کا درجہ ہے لہٰذا اس کی طہوریت ثابت نہیں ہوتی اس کے حق میں۔ حضرت علی، ابن عباس اور حضرت عائشہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ لامستم النساء کا معنی صرف چھونا نہیں ہے بلکہ جماع کرنا ہے ہم صحبت ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنب کے لیے بھی تیمم کو مباح کر دیا ہے جیسے کہ محدث کے لیے کیا ہے۔ یہ صحابہ کا اختلاف تھا۔ واصحابنا (متکلم) اب حنفیوں کا کیا کہنا ہے۔ اس میں ایک بڑی نازک بات ہے اگر ہم بیان کریں تو مولانا صاحبان ڈنڈے لے کر ہماری گردن توڑتے ہیں وہ بات محدثین کی تھی یہ بات اب حنفیوں کی ہے ہم حنفیوں کی بات مانیں گے محدثین کی بات پر نہیں جائیں گے۔ انھوں نے (اخذوا) حضرت علی وغیرھم کی بات پر فتوی دیا ہے (جیسے کہتے ہیں وبہ ناخذ)۔ نہایہ فتویٰ دونوں پر جائز ہے ہم حضرت علی وغیرھم کی طرف آگئے اور شافعی حضرت عمر وغیرھم کی طرف چلتے گئے اگر شافعی کے مقلد بن کر وہ جاتے ہیں تو جائیں ہم ان کی بات قبول کرتے ہیں لیکن اگر غیر مقلد بن کر جائیں تو ہم نہیں مانتے ہیں۔ ہمارا جھگڑا وھابیوں سے یہی ہے کہ وہ مقلد نہیں ہیں نہ امام شافعی کے مقلد ہیں نہ امام حنبل کے نہ امام ابو حنیفہ کے اور نہ امام مالک کے، اب شافعی بھی گئے ہیں تو صحابہ کی تقلید کرتے ہوئے گئے ہیں۔ عبد اللہ ابن مسعود اور ابن عمر بھی صحابی ہیں اور حضرت عمر اکبر صحابی ہیں لہذا ان کی طرف چلتے گئے تو درست ہے۔ شافعی اگر امام شافعی کی تقلید کرتے ہوئے" لامستم النساء "کو صرف چھونا ہی مراد لیتے ہیں اور تیمّم وہاں تسلیم نہیں کرتے تو بالکل ٹھیک کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ تقلید کرتے ہیں ہم حضرت علی و حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس کی روایت کو قبول کرتے ہوئے ان کی تقلید کرتے ہیں لہذا ہم اپنی جگہ حق پر ہیں۔ شافعی سے ہمارا جھگڑا نہیں ہے غیر مقلد سے ہے جو کسی کی تقلید نہیں کر کے کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں ہم کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، معلوم ہوا شافعی اور حنفی دونوں حدیث پر چلتے ہیں، ہم حدیث کو مانتے ہیں لیکن فقاہیت میں جو ہمارے فقہ کے امام ہوں گے ہم ان کو مانیں گے۔

Marfat.com

فَاِنْ وَجَدَ الْمَآءَ تَوَضَّاءَ وَ اِلَّاتَیَمَّمَ وَ صَلّٰی وَیُصَلِّیْ بِتَیَمُّمِہٖ مَاشَآءَ مِنَ الْفَرَآئِضِ وَالنَّوَافِلِ مَالَمْ یَجِدَ الْمَآءَ وَیَجُوْزُ التَّیَمُّمُ لِلصَّحِیْحِ الْمُقِیْمِ اِذَا حَضَرَتِ الْجَنَازَۃُ وَالْوَلِیُّ غَیْرُہٗ فَخَافَ اِنِ اشْتَغَلَ بِالطَّھَارَۃِ اَنْ تَفُوْتَہٗ صَلٰوۃُ الْجَنَازَۃِ فَلَہٗ اَنَّہٗ یَتَیَمَّمُ وَیُصَلِّیْ

پس اگر پانی پالے تو وضو کرے اور اگر نہیں پاتا تیمّم کرلے اور نماز پڑھے اور تیمّم کے ساتھ جو چاہے اور جس قدر چاہے فرائض و نوافل میں سے نماز پڑھے جب تک کہ پانی نہ پائے اور تندرست کے لیے شہر کے اندر تیمّم جائز ہے۔جب جنازہ حاضر ہو جائے اور اس کا ولی کوئی اور ہو پس اگر اندیشہ ہے کہ وضو میں مشغول ہو گیا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گا پس اسے چاہیے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے

﴿فله ان یتیمم﴾ جنازہ کی نماز اور عید کی نماز کے لیے تیمم کر سکتا ہے کیونکہ اگر ان میں سے نماز چھوٹ گئی تو ان میں سے کوئی نماز دوبارہ نہیں ہو گی۔

﴿صلی الظهر﴾ یعنی ظہر کی نماز جمعہ کی نماز کے قائم مقام ہے

Marfat.com

وَكَذٰلِكَ مَنْ حَضَرَ الْعِيْدَ فَخَافَ اِنِ اشْتَغَلَ بِالْوُضُوْءِ اَنْ يَفُوْتَهٗ صَلٰوةُ الْعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ وَمَنْ حَضَرَ الْجُمُعَةَ فَخَافَ اَنَّهٗ اِنِ اشْتَغَلَ بِالطَّهَارَةِ تَفُوْتَهٗ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ فَلَا يَتَيَمَّمُ وَلٰكِنْ يَتَوَضَّأُ فَاِنْ اَدْرَكَ الْجُمُعَةَ صَلَّاهَا وَاِلَّا صَلَّى الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَكَذٰلِكَ اِذَا ضَاقَ الْوَقْتُ فَخَشِيَ اِنْ تَوَضَّاءَ فَاتَهُ الْوَقْتُ لَمْ يَتَيَمَّمْ وَلٰكِنْ يَتَوَضَّأُ وَيَقْضِيْ مَا فَاتَهٗ

اور اسی طرح وہ شخص جو عید کی نماز پالے پس اندیشہ ہے کہ اگر وضو میں مشغول ہوا تو عید کی نماز اس سے فوت ہو جائے گی، پس بے شک وہ شخص تیمّم کرے اور نماز پڑھ لے۔ اور وہ شخص جو نماز جمعہ کے لیے حاضر ہو پس وہ اندیشہ کرتا ہے کہ اگر وضو میں مشغول ہوا تو اس سے جمعہ کی نماز فوت ہو جائے گی تو تیمّم نہ کرے اور لیکن وضو کرے پس اگر نماز جمعہ پالے تو اس سے پڑھ لے اور اگر نہ پائے تو ظہر کی چار رکعت پڑھ لے اور اسی طرح جب وقت تنگ ہو پس اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے تو اس سے وقت نکلتا ہے تو تیمّم نہ کرے۔ اور لیکن وضو کرے اور قضا کرے اس نماز کو جو اس سے رہ گئی۔

﴿تفوته الوقت﴾ یعنی پانچوں نمازوں میں سے کسی بھی نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ اگر وضو کرے تو ظہر کا وقت عصر میں داخل ہوتا ہے یا عصر کا وقت مغرب میں داخل ہوتا ہے یا مغرب کا عشاء میں داخل ہوتا ہے۔

﴿ویقضی﴾ یعنی قضا کرے کیونکہ ان نمازوں کے قائم مقام قضا نمازیں ہیں جبکہ عید اور جنازہ کی نماز کے قائم مقام قضاء نمازیں نہیں اس لیے وہاں تیمّم کر سکتا ہے۔

Marfat.com

وَالْمُسَافِرُ اِذَا نَسِیَ الْمَآءَ فِیْ رَحْلِهٖ فِی السَّفَرِ فَتَیَمَّمَ وَصَلّٰی ثُمَّ ذَکَرَ الْمَآءَ فِی الْوَقْتِ لَمْ یُعِدْ صَلٰوتَهٗ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ مُحَمَّدٍ وَعِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ یُعِیْدُهَا وَلَیْسَ عَلَی الْمُتَیَمِّمِ اَنْ یَّطْلُبَ الْمَآءَ اِذَا لَمْ یَغْلِبْ عَلٰی ظَنِّهٖ اَنْ بِقُرْبِهٖ مَاءً وَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّهٖ اَنْ هُنَاكَ مَاءً لَمْ یَجُزْلَهٗ اَنْ یَّتَیَمَّمَ حَتّٰی یَطْلُبَهٗ وَ اِنْ کَانَ مَعَ رَفِیْقِهٖ مَاءً طَلَبَهٗ مِنْهُ قَبْلَ اَنْ یَّتَیَمَّمَ فَاِنْ مَّنَعَهٗ مِنْهُ تَیَمَّمَ وَصَلّٰی

اور مسافر جب سفر میں پانی سامان میں رکھ کر بھول گیا پس تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی پھر اسے یاد آیا تو اپنی نماز نہ لوٹائے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک اسے لوٹائے۔ اور تیمّم کرنے والے پر پانی تلاش کرنا ضروری نہیں جبکہ پانی کے اس کے قریب ہونے پر اس کو غالب گمان نہیں۔ اور اگر اس کو غالب گمان ہو کہ یہاں کہیں پانی ہے تو تیمّم کرنا جائز نہیں۔ جب تک کہ پانی کو تلاش نہ کرے۔ اور اگر اس کے ہم سفر کے پاس پانی ہو تو تیمّم کرنے سے پہلے اس سے مانگے۔ پس اگر وہ پانی نہ دے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

﴿نسی الماء﴾ یعنی پانی اپنے کجاوے یا موٹر یا ریل وغیرہ میں رکھ کر بھول جائے۔

﴿ثم تذکر﴾ یعنی یاد آیا کہ اس کے سامان میں پانی موجود ہے۔ تو امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک نہ لوٹائے جبکہ امام یوسف کے نزدیک وضو کر کے نماز کو لوٹائے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ پانی کہیں لٹکا ہوا یا پڑا ہوا ہے اور اسے بھولا ہوا ہے تیمّم کرے گا تو یہ اسے کافی نہیں اس پر اجماع ہے اس لیے کہ بھولنے والی چیز تو بھول گئی اور اگر پانی متعلق ہے مشکیزہ میں اور یہ سوار ہے اور دوسرے مشکیزہ میں پانی ہے تیمّم جائز ہے ان دونوں کے نزدیک بھول گئی جو چیز جو اسے بھول گئی۔ اگر پانی آگے ہے اس سے تو جائز ہے ان دونوں کے نزدیک اور اگر پیچھے ہے تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ پیچھے سے حاصل کر سکتا ہے آگے سے حاصل نہیں کر سکتا۔ یعنی قافلہ جا رہا ہے اور پانی لے جانے والا آگے چلا گیا تو یہ تیمّم کر سکتا ہے لیکن اگر پانی لے جانے والا اس سے پیچھے ہے تو تیمّم نہیں کر سکتا کیونکہ پانی لے کر وضو کر سکتا ہے۔ اگر پانی ہو اس کے ساتھی کے پاس، یہ اس سے مانگتا ہے تیمّم کرنے سے پہلے اپنے ظن غالب کی وجہ سے (کہ وہ دے دے گا) مگر وہ نہیں دیتا۔ یہ تیمّم کرے گا اور نماز پڑھے۔

Marfat.com

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ جَائِزٌ بِالسُّنَّةِ مِنْ كُلِّ حَدَثٍ مُّوْجِبٍ لِلْوُضُوْءِ اِذَا الْبِسَهُمَا عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ ثُمَّ اَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ مُقِيْمًا مَسَحَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَاِنْ كَانَ مُسَافِرًا مَسَحَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيَهَا وَ ابْتِدَآؤُهَا عَقِيْبَ الْحَدَثِ وَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلٰى ظَاهِرِهِمَا خُطُوْطًا بِالْاَصَابِعِ يَبْتَدِءُ مِنْ قِبَلِ الْاَصَابِعِ اِلَى السَّاقِ وَفَرْضُ ذٰلِكَ مِقْدَارُ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصَابِعِ الْيَدِ فَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يَجُزْ

موزوں پر مسح کا بیان

سنت کی رو سے دونوں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے ہر ایسی ناپاکی سے جو وضو کو واجب کرتی ہو۔ اور جب پورا وضو کرنے کے بعد دونوں موزے پہنے پھر بے وضو ہوا پس اگر مقیم ہو تو ایک دن اور رات مسح کرے اور اگر مسافر ہو تو تین دن اور رات مسح کرے۔ اور بے وضو ہونے کے بعد سے مسح شروع کرے گا۔ اور موزوں پر مسح کرنا ان کے ظاہر پر انگلیوں کے چند خطوط جو پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی تک ہیں اور ہاتھ کے تین انگلیوں کے اندازے کے برابر مسح فرض ہے۔ اور اگر تین انگلیوں سے کم کیا تو جائز نہیں ہے۔

﴿المسح﴾ لغت میں مسح کے معنی ہیں چھونا اور شریعت میں اس کے معنی ہیں "کسی ایسی جگہ ہاتھ ترکر کے پھیرنا جہاں وضو کرنا ضروری ہوتا ہے" ﴿حدث﴾ جیسے احد سبیلین سے ریح خارج ہوگی یا بدن سے خون نکلا تو وضو واجب ہوگیا تو اس صورت میں مسح بھی کفایت کرتا ہے ،اب مسح کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى خُفٍّ فِيْهِ خَرْقٌ كَثِيْرٌ يَتَبَيَّنُ مِنْهُ قَدْرَ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصَابِعِ الرِّجْلِ اَصْغَرِهَا وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ جَازَ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ يَنْقُضُ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ وَ يَنْقُضُهُ اَيْضًا نَزْعُ الْخُفِّ وَ مُضِيُّ الْمُدَّةِ فَاِذَا مَضَتِ الْمُدَّةُ نَزَعَ خُفَّيْهِ وَ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَصَلّٰى وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِعَادَةُ بَقِيَّةِ الْوُضُوْءِ

اور مسح جائز نہیں اس موزہ پر جو اتنا پھٹا ہو کہ اس سے پاؤں کی چھوٹی انگلی کے برابر تین انگلیوں کے بقدر نظر آتا ہو۔ پس اگر اس سے کم ہو تو جائز ہے۔ اور اس شخص کے لیے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے جس پر غسل واجب ہو۔ موزوں پر مسح کو وہ چیز توڑ دیتی ہے جو وضو کو توڑ دیتی ہے۔ موزے کو اتارنا اور مدت کا گزر جانا بھی موزوں پر مسح کو توڑ دیتا ہے۔ اور جب مدت پوری ہو جائے تو دونوں کو اتارے اور دونوں پاؤں دھوئے اور نماز پڑھے اور باقی وضو کو لوٹانا اس پر ضروری نہیں۔

﴿خف﴾ خف واحد اور خفین تثنیہ ہے یعنی دونوں موزوں پر

﴿تبین منه﴾ یعنی کھل کر نظر آتا ہے اس سے

﴿المدة﴾ یعنی مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات۔

Marfat.com

وَمَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَ هُوَ مُقِيْمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ مَسَحَ تَمَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهَا وَمَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْحَ وَهُوَ مُسَافِرٌ ثُمَّ اَقَامَ فَاِنْ كَانَ مَسَحَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً اَوْ اَكْثَرَ لَزِمَهٗ نَزْعُ خُفَّيْهِ وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ يَّوْمٍ وَلَيْلَةٍ تَمَّمَ مَسْحَ يَوْمًا وَلَيْلَةٍ وَمَنْ لَبِسَ الْجُرْمُوْقَيْنِ فَوْقَ الْخُفَّيْنِ وَ مَسَحَ عَلَيْهِمَا جَازَ

اور جس شخص نے موزوں پر مسح شروع کیا اس حال میں کہ وہ مقیم ہے پھر ایک دن اور رات کے پورے ہونے سے پہلے سفر اختیار کیا تو تین دن اور راتیں مسح کرے۔ اور جس شخص نے موزوں پر مسح شروع کیا اس حال میں کہ وہ مسافر تھا پھر مقیم ہو گیا پس اگر اس نے ایک دن اور رات یا اس سے زیادہ وقت تک مسح کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دونوں موزے اتار دے اور اگر ایک دن اور رات سے کم وقت ہوا ہے تو ایک دن اور رات کو مسح پورا کرے اور جس شخص نے موزوں پر جرموق پہنا اور ان پر مسح کیا تو جائز ہے۔

﴿ومن ابتدا﴾ بدء سے یبدء بمعنی شروع کرنا

﴿مقیم﴾ یعنی جو شہر کا رہنے والا ہو

﴿ثلثة ایام﴾ تین دن یعنی پندرہ نمازوں کے لیے

﴿یوما ولیلة﴾ ایک دن یعنی پانچ نمازوں کے لیے

﴿اقل﴾ اقل یعنی کم تھوڑ

﴿جرموقین﴾ برفانی علاقوں میں گھٹنوں تک بوٹ پہنتے ہیں جسے جرموق کہتے ہیں

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَا مُجَلَّدَيْنِ اَوْ مُنَعَّلَيْنِ وَقَالَ يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ لَا يَشِفَّانِ الْمَآءَ وَلَايَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَالْخِمَارِ وَالْبُرْقُعِ وَالْقُفَازَيْنِ وَيَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَبَائِرِ وَاِنْ شَدَّهَا عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاِنْ سَقَطَتِ الْجَبِيْرَةُ مِنْ غَيْرِ بُرْءٍ لَمْ يَبْطُلِ الْمَسْحُ وَاِنْ سَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ بَطَلَ الْمَسْحُ

اور جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک مگر یہ کہ پوری چمڑے والی یا چمڑے کے تلوے والی ہوں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے جبکہ دونوں سخت اتنی ہوں کہ پانی جذب نہ کریں۔ اور عمامہ، کلاہ، چادر، برقع اور دستانوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ اور پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اگرچہ بغیر وضو باندھی ہو اور اگر وہ پٹی زخم اچھا ہوئے بغیر گر جائے تو مسح نہیں ٹوٹے گا اور اگر اچھا ہونے کی وجہ سے گر جائے تو مسح ٹوٹ جائے گا۔

﴿جوربین﴾ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے وہابی حضرات جرابوں پر مسح کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے موزہ میں شمار کرتے ہیں جبکہ ہمارا ان سے اختلاف ہے

﴿لا یشفان﴾ ہمارے استاذوں نے فرمایا کہ برفانی علاقوں میں تیلوں سے جرابیں بنائی جاتی ہیں جو سخت بھی ہوتی ہیں اور پانی بھی جذب نہیں کرتیں۔

﴿من غیر برء﴾ یعنی زخم کے اچھا ہو جانے کی وجہ سے پٹی نہ گرے یعنی زخم کے مندمل ہو جانے کی وجہ سے جیسے زخم ہے ہاتھ پر وضو میں ہاتھ کو دھونا ہے لیکن دھونے سے بیماری بڑھتی ہے، ہاتھ کو تر کر کے اس جگہ پھیر دیں۔ شریعت میں یہ مسح کہلاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے موزے پہنے ہیں پانچ نمازوں کے وضو کا قائم مقام مسح ہو گیا۔ متن میں جواب کا لفظ آیا ہے یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے۔ مسح کا لغوی معنی ہے ہاتھ کا ملنا کسی چیز پر (چھونا) اور شریعت محمدیہ ﷺ میں پہنچانا تر چیز کا موزے پر خاص ہے اور یہ تیمم کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے کہ ان دونوں میں ہوتا ہے یہ غسل کا بدل ہے (حاشیہ)۔

Marfat.com

بَابُ الْحَيْضِ

اَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِحَيْضٍ وَهُوَ مُسْتَحَاضَةٌ وَاَكْثَرُهُ عَشَرَةُ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا وَمَازَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ اِسْتِحَاضَةٌ وَمَا تَرَاهُ الْمَرْأَةُ مِنَ الْحُمْرَةِ وَ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِيْ اَيَّامِ الْحَيْضِ فَهُوَ حَيْضٌ حَتّٰى تَرَى الْبَيَاضَ الْخَالِصَ

حیض کا بیان

حیض کی کم از کم مدت تین دن اور راتیں ہیں پس جو خون اس سے کم مدت آئے تو وہ حیض نہیں وہ استحاضہ ہے۔ اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور راتیں ہیں۔ اور جو خون اس مدت سے زیادہ آئے تو وہ استحاضہ ہے۔ اور حیض کے دنوں میں عورت جو سرخ، زرد اور مٹیالا خون دیکھے وہ حیض ہے یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھے

﴿الحیض﴾ لغت میں حیض کے معنی "ناپاکی" ہے۔ اور اصطلاح میں وہ خون جو عورت کو تین دن سے لے کر دس دن تک آتا ہے تین دن سے جو کم ہو گا وہ استحاضہ ہے اور جو دس دن سے زیادہ ہو وہ بھی استحاضہ کا خون ہے، یہ ایک رگ ہے جو ریڑھ کے کنارے پر ہوتی ہے دباؤ پڑنے سے پھٹ جاتی ہے اور خون جاری ہو جاتا ہے

Marfat.com

وَالْحَيْضُ يُسْقِطُ عَنِ الْحَائِضِ الصَّلٰوةِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهَا الصَّوْمَ وَتَقْضِى الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِى الصَّلٰوةَ وَلَا تَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا يَأْتِيْهَا زَوْجُهَا وَلَا يَجُوْزُ لِلْحَائِضِ وَلَا لِلْجُنُبِ وَلَا لِلنُّفَسَاءِ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُحْدِثِ مَسُّ الْمُصْحَفِ اِلَّا اَنْ يَّأْخُذَهُ بِغِلَافِهٖ وَاِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِاَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ اَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ اَوْ يَمْضِىْ عَلَيْهَا وَقْتُ صَلٰوةٍ كَامِلَةٍ

اور حیض حائضہ عورت سے نماز ساقط کر دیتا ہے اور روزہ اس پر حرام کر دیتا ہے پھر روزے کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے اور مسجد میں داخل نہ ہو اور خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور اس کے پاس اس کا شوہر نہ آئے۔ اور حائضہ، جنبی اور نفاس والی کے لیے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں اور بے وضو کے لیے قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں مگر یہ کہ قرآن مجید کے غلاف کے ساتھ اسے پکڑے۔ اور جب حیض کا خون دس دن سے کم مدت میں رک جائے تو حائضہ عورت سے وطی جائز نہیں یہاں تک کہ وہ غسل کر لے یا اس پر ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے۔

﴿للنفساء﴾ بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے۔ اسے نفاس کہتے ہیں۔

﴿وطی﴾ مجامعت کرنا۔

﴿صلوة كاملة﴾ ایک عورت پر حیض کا وقت پورا ہو گیا اس کو چاہیے کہ فورا غسل کرے تاکہ نماز کی ادائیگی تلاوت قرآن کی ادائیگی، طواف اور قرآن مجید کا چھونا اور اس سے وطی کرنا یہ تمام چیزیں اس کے لیے جائز ہو جائیں۔ اگر غسل نہیں کرتی تو یہ چیزیں نہیں کر سکتی اور اپنے خاوند کے پاس بھی نہیں جا سکتی یہاں تک کہ ایک نماز کا وقت گذر جاتا ہے۔ مثلاً صبح کے وقت حیض کے دن پورے ہوئے اور دوپہر کا وقت آ جاتا ہے۔ تو اب اس سے وطی کی جا سکتی ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب دس دن سے کم مدت میں خون بند ہو جاتا ہو۔

Marfat.com

وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا تَیَمَّمَتْ حَلَّ وَطْیُهَا بِذٰلِكَ التَّیَمُّمِ لَا تُصَلِّ وَاِنْ اِنْقَطَعَ دَمُهَا لِعَشَرَةِ اَیَّامٍ جَازَ وَطْیُهَا قَبْلَ الْغُسْلِ وَالطُّهْرِ اِذَا تَخَلَّلَ بَیْنَ الدَّمَیْنِ فِیْ مُدَّةِ الْحَیْضِ فَهُوَ كَالدَّمِ الْجَارِیْ وَاَقَلُّ الطُّهْرِ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا وَلَا غَایَةَ لِاَكْثَرِهٖ وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ وَهُوَمَا تَرَاهُ الْمَرْاءَ ةُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اَوْ اَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةِ اَیَّامٍ

اور امام محمد نے فرمایا جب وہ عورت تیمّم کر لے تو اس سے وطی کرنا حلال ہو جاتا ہے اور اس تیمم کے ساتھ نماز نہ پڑھے اور جب حائضہ کو خون دس دنوں کے پورے ہونے پر بند ہو جائے تو غسل سے پہلے اس سے وطی جائز ہے اور پاکیزگی جب حیض کے ایام میں دو خونوں کے درمیان واقع ہو تو وہ جاری خون کی طرح ہے۔ اور پاکی کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہیں۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور استحاضہ کا خون وہ ہے کہ جس کو عورت تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ عرصہ دیکھے

﴿قبل الغسل﴾ حیض کے دوران وطی کرنے سے روکنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حیض کے دوران نطفہ رحم میں قرار نہیں پکڑتا ہے اور خون کے ساتھ وہ نطفہ خارج ہو جاتا ہے۔ یہ علت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یسئلونك عن المحيض ط قل هو اذى فاعتزلوا النساء آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے یہ ایک گندگی ہے پس کنارہ کشی کرو عورتوں سے

﴿والطهر﴾ حیض یعنی "ناپاکی" کے مقابلے میں 'طہر' یعنی "پاکی" ہے

﴿بين الدمين﴾ یعنی حیض کے دس دنوں میں پہلے چند دنوں میں اور آخری چند دنوں میں خون آیا اور درمیان میں چند روز پاکی کے گذرے۔ ﴿كلدم الجارى﴾ یعنی حیض تصور کریں گے۔

﴿خمسة عشر يوما﴾ ایک حیض اور دوسرے حیض کے درمیان طہر کے لئے کم از کم پندرہ دن ہیں۔ اس سے کم سے دنوں کو طہر حساب نہیں کیا جائے گا۔ اور دو حیضوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ طہر کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں۔

﴿لا كثره﴾ یعنی ساری عمر بھی رہ سکتا ہے یا کسی عورت کی عادت مقرر ہو تو اس کی عادت کے دن حیض کے ہوں گے باقی طہر ہو گا۔

﴿المراة﴾ "مراۃ" جب میم کی زیر سے آئے تو معنی ہو گا عورت۔ اور "مراۃ" میم کی زبر ہو تو معنی ہو گا شیشہ۔

Marfat.com

فَحُكْمُهٗ حُكْمُ الرُّعَافِ الدَّائِمِ لَا يَمْنَعُ الصَّوْمَ وَلَا الصَّلٰوةَ وَلَا الْوَطْئَ وَ اِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ وَ لِلْمَرْأَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ اِلٰى اَيَّامِ عَادَتِهَا وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ اِسْتِحَاضَةٌ وَاِنِ ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلَ مَارَأَتِ الدَّمَ وَالْبَاقِيْ اِسْتِحَاضَةٌ

پس اس کا حکم دائمی نکسیر کے حکم کی طرح ہے کہ نماز، روزے اور وطی سے نہیں روکتا ہے۔ اور جب خون دس دنوں سے زیادہ تک آئے اور عورت کے لیے عادت مقررہ ہو تو اس کی عادت کے دنوں کی طرف خون لوٹایا جائے گا۔ اور جو خون عادت سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ ہے۔ اور اگر عورت کو خون اس کے بالغ ہونے کے ساتھ مسلسل شروع ہوا۔ تو اس کا حیض ہر مہینے کے دس دن ہے پہلے وہ دن جن میں خون دیکھا اور باقی استحاضہ ہے۔

﴿**رعاف الدائمہ**﴾ نکسیر آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح مستحاضہ کو جب استحاضہ کا خون آتا ہے تو ہر نماز کے لیے وہ تازہ وضو کرے اور نماز پڑھے چاہے نماز کے دوران خون آتا ہے۔

﴿**لایمنع**﴾ ایک لڑکی جس کی عمر بارہ سال ہے یا تیرہ سال یا سولہ ہے مگر وہ بالغ نہیں ہے۔ اس کو پہلا خون آیا بلوغ کا۔ اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے جبکہ اصل میں استحاضہ تھا اگر دس دن سے زیادہ خون آئے تو دس دن تو حیض کے ہوں گے جو کہ علامت بلوغ ہے اور باقی دن چاہے تین ہیں یا پانچ ہیں یا دس ہیں یا اس بھی زاہد ہیں تو وہ استحاضہ کے ہوں گے

Marfat.com

وَالْمُسْتَحَاضَةُ وَ مَنْ بِهٖ سَلَسَلُ الْبَوْلِ اَوِ الرُّعَافُ الدَّائِمُ اَوِ اسْتِطْلَاقُ الْبَطْنِ اَوِانْفِلَاتُ الرِّيْحِ اَوِ الْجَرْحُ الَّذِیْ لَا یَرْقَأُ یَتَوَضَّئُوْنَ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوةٍ فَیُصَلُّوْنَ بِذٰلِكَ الْوُضُوْءِ فِی الْوَقْتِ مَاشَآءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ فَاِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ وُضُوْءُ هُمْ وَ کَانَ عَلَیْهِمُ اسْتِیْنَافُ الْوُضُوْءِ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰی وَ النِّفَاسُ هُوَ دَمٌ یَعْقُبُ الْوِلَادَةَ وَالدَّمُ الَّذِیْ تَرَاهُ الْحَامِلُ وَمَا تَرَاهُ الْمَرْأَةُ حَالَةَ الْوِلَادَةِ قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَلَدِ فَهُوَ اسْتِحَاضَةٌ

اور استحاضہ والی اور جس کو سلسل بول ہو یا دائمی نکسیر ہو یا پیٹ سے خون آتا ہو یا ریح آتی ہو یا ایسا زخم ہے جو بہتا رہتا ہے تو ایسے لوگ ہر نماز کے وقت میں وضو کریں گے اور اس وضو کے ساتھ اس وقت میں فرائض و نوافل میں سے جو کچھ وہ چاہیں پڑھ سکتے ہیں، پس جب وقت نکل جائے تو ان کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لیے ان پر تازہ وضو واجب ہے۔ اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ ہونے کے بعد آئے۔ اور وہ خون جسے حاملہ عورت دیکھے اور وہ خون جسے عورت بچہ پیدا ہونے کے وقت، بچے کی پیدائش سے پہلے دیکھے تو وہ استحاضہ ہے۔

﴿**سلسل بول**﴾ یہ ایک بیماری ہے جس میں پیشاب قطرہ قطرہ چلتا رہتا ہے رکتا نہیں۔ ''سلسل'' مسلسل سے ہے یعنی آنے والا، البول یعنی چھوٹا پیشاب۔ ﴿**استطلاق البطن**﴾ بواسیر کا ہونا یا ریح کا آنا اور اس کے ساتھ خون یا پانی کا آنا عنایہ شرح ہدایہ میں علماء فرماتے ہیں کہ جس کو بواسیر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے وہ ریحی بواسیر ہو۔ ﴿**نوافل**﴾ فجر کی نماز کے لیے وضو کرے گا جب ظہر کا وقت آئے تو ظہر کی نماز کے لیے پھر وضو کرے گا اور اسی وضو کے ساتھ فرائض و نوافل سب پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح جب عصر کا وقت آئے گا تو عصر کی نماز کے لیے وضو کرے گا اور اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے کرے گا۔ ﴿**بطل**﴾ پس جب وقت نکل گیا یعنی ظہر کے وقت کے ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت آ گیا، اسی طرح عصر کے بعد مغرب کا اور مغرب کے بعد عشاء کا وقت آ گیا بطل کا معنی ہے باطل ہو جانا، فاسد ہو جانا دوبارہ سے پورا وضو کرنا ﴿**حاملہ**﴾ وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو حاملہ کہلاتی ہے

Marfat.com

وَاَقَلُّ النِّفَاسِ لَاحَدَّلَهُ وَاَكْثَرُهُ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَالزَّائِدُ اسْتِحَاضَةٌ وَاِذَا تَجَاوَزَ الدَّمُ عَنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَكَانَتْ لَهَا عَادَةٌ فِي النِّفَاسِ رُدَّتْ اِلٰى اَيَّامِ عَادَتِهَا وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهَا عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ فَابْتِدَاءِ نِفَاسِهَا اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَمَنْ وَلَدَتْ وَلَدَيْنِ فِيْ بَطْنٍ وَاحِدٍ فَنِفَاسُهَا مَا خَرَجَ مِنَ الدَّمِ عَقِيْبَ الْوَلَدِ الْاَوَّلِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَعِنْدَ زُفَرَ وَمُحَمَّدٍ مِنَ الْوَلَدِ الثَّانِيْ وَالْعِدَّةُ تَنْقَضِيْ بِالْوَلَدِ الْاٰخِيْرِ فِيْ قَوْلِهِمْ جَمِيْعًا

اور نفاس کی کم سے کم مدت نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں اور اس سے زیادہ استحاضہ ہے۔ اور جب چالیس دن سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور اس عورت کے لیے نفاس میں عادت مقرر ہے تو اس کی عادت کے مطابق لوٹایا جائے گا اور اگر اس کے لیے مقررہ عادت نہ ہو۔ پس ابتداء سے یا شروع ہی سے چالیس دن اس کے نفاس ہے اور وہ عورت جس نے ایک ہی پیٹ سے دو بچے جنے تو اس کا نفاس وہ خون ہے جو پہلے بچے کی پیدائش کے بعد نکلا، یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے۔ اور امام محمد اور امام زفر کے نزدیک وہ خون جو دوسرے بچے کے بعد نکلے اور ان سب کے قول کے مطابق عدت آخری بچہ کی پیدائش سے پوری ہو جائے گی۔

﴿**زائد استحاضة**﴾ اسی لیے اس عورت پر نفاس کے احکام لاگو نہیں ہوگے نفاس کے دنوں میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ نہ حج کر سکتی ہے۔ نہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ قرآن مجید کو بغیر غلاف کے چھو سکتی ہے یعنی چالیس دن کے بعد آنے والا خون استحاضہ کا ہوگا۔ اب وہ نماز، روزہ وغیرہ سب کرے گی۔ ﴿**عادة النفاس**﴾ یعنی وہ عورت پہلے بھی بچہ جن چکی ہے اور نفاس اس کا چالیس دن سے کم تھا تو اب اس مرتبہ بھی اس کا نفاس اتنے ہی دنوں کا ہوگا۔ پہلے بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آیا اس وقت سے نفاس کا شمار کیا جائے گا۔ ﴿**فابتداء نفاسها**﴾ اولیٰ یہ ہی ہے کہ جوڑے میں دوسرے بچہ کے بعد نفاس کی مدت کا شمار کیا جائے اس طرح پہلا خود بخود اس میں شامل ہو جائے گا۔

Marfat.com

بَابُ تَطْهِيْرُ النَّجَاسَاتِ

تَطْهِيْرُ النَّجَاسَاتِ وَاجِبٌ مِنْ بَدَنِ الْمُصَلِّيْ وَثَوْبِهٖ وَالْمَكَانِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَجُوْزُ تَطْهِيْرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَآءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ اِزَ الَتُهَابِهٖ كَالْخَلِّ وَمَآءِ الْوَرْدِ وَالصَّابُوْنِ وَمَآءِ الْبَاقِلَا عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ جَمِيْعًا وَنَحْوِهِمَا مِمَّا اعْتُصِرَ بِالْعَصْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ

نجاستوں کو پاک کرنے کے بیان میں

پلیدیوں کو نمازی کے بدن اس کے کپڑے اور اس جگہ سے جہاں نماز پڑھتا ہے پاک کرنا واجب ہے اور نجاست کا پاک کرنا جائز ہے پانی کے ساتھ اور ہر اس بہنے والی پاک چیز کے ساتھ جس سے پلیدی دور کرنا ممکن ہو جیسے سرکہ، عرق گلاب، صابن ملا پانی اور قلولوں کا پانی کپڑے اور بدن سب سے اور ان سب کی طرح اس چیز سے جو نچوڑا جا سکتا ہو نچوڑنے پر امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف کے نزدیک۔

﴿**نجاسات**﴾ نجاسات جمع ہے "نجاسة" کی یعنی "پلیدی، ناپاکی" ﴿**واجب**﴾ واجب کے لغوی معنی "ضروری" اور "لازمی" کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں پانی کیساتھ یا بہنے والی پاک چیز کے ساتھ ہر اس چیز کو جس پر نجس کا حکم ہوتا ہے اس سے کپڑے کو یا بدن کو یا جگہ کو پاک کرنا واجب ہے۔ جسے کپڑے یا بدن یا جگہ پر خون یا بچہ کا پیشاب لگ گیا تو اب اس کو مائع یا پانی کے ساتھ پاک کرنا واجب ہے ﴿**یصلی علیه**﴾ ان سب کو پاک کیے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسی لیے ہمارے محتاط فقہاء نے فرمایا کہ سڑکوں پر نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہاں طہارت کا حکم جاری نہیں ہوتا ہے۔ آجکل پختہ سڑکیں ہیں سیمٹ کی بنی ہوئی پہلے زمانے میں تو مٹی اور ریت کی سڑکیں تھیں جو جانور پیشاب کرتا وہ کھڑا ہو جاتا اور جگہ پلید ہو جاتی۔

Marfat.com

وَاِذَا اَصَابَتِ الْخُفَّ نِجَاسَةٌ وَلَهَا جِرْمٌ فَجَفَّتْ فَدَلَكَهٗ بِالْاَرْضِ جَازَ وَالْمَنِيُّ نَجِسٌ يَجِبُ غَسْلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا وَاِذَا جَفَّ عَلَى الثَّوْبِ اَجْزَاهُ الْفَرْكُ عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَايَجِبُ غَسْلُهٗ رَطْبًا كَانَ اَوْ يَابِسًا وَالنَّجَاسَةُ اِذَا اَصَابَتِ الْمِرْاٰةَ وَالسَّيْفَ اُكْتُفِيَ بِمَسْحِهِمَا

اگر موزہ پر نظر آنے والی نجاست لگ جائے اور خشک ہو جائے پس اس نجاست کو زمین پر رگڑ دے تو جائز ہے۔ اور منی ناپاک ہے جب تر ہو تو اس کو دھونا واجب ہے اور جب کپڑے پر خشک ہو جائے تو کافی ہے اس کا رگڑ دینا ہمارے اصحاب کے نزدیک۔ اور امام شافعی کے نزدیک منی کا دھونا واجب نہیں ہے تر ہو یا خشک۔ اور جب آئینے یا تلوار کو نجاست لگ جائے تو ان دونوں کو پونچھ لینا کافی ہے۔

﴿ولها جرم﴾ جیسے بڑا پیشاب، خون جو کہ لگا ہوا نظر آتا ہے اور موزہ، ان کو جذب نہیں کرتا کیونکہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے۔

﴿یجب﴾ یجب بمعنی ضروری کے ہیں۔

﴿غسله﴾ غسل، غین کی زبر سے بمعنی دھونے، غین کی پیش سے بمعنی نہانے اور غین کی زیر سے بمعنی اس چیز کے جس سے نہایا جائے۔

﴿عند اصحابنا﴾ یعنی حنفیوں کے نزدیک۔

Marfat.com

وَاِذَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ نِجَاسَةٌ فَجَفَّتْ بِالشَّمْسِ وَ ذَهَبَ اَثَرُهَا جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلٰی مَکَانِهَا وَلَا یَجُوْزُ التَّیَمُّمُ مِنْهَا وَمَنْ اَصَابَهٗ مِنَ النِّجَاسَةِ الْمُغَلَّظَةِ کَالدَّمِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ مِقْدَارُ الدِّرْهَمِ فَمَا دُوْنَهٗ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ وَاِنْ زَادَلَمْ یُجْزْ وَاِنْ اَصَابَتْهُ نِجَاسَةٌ مُخَفَّفَةٌ کَبَوْلِ مَایُؤْکَلُ لَحْمُهٗ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ مَالَمْ یَبْلُغْ رُبُعَ الثَّوْبِ وَتَطْهِیْرُ النِّجَاسَةِ الَّتِیْ یَجِبُ غَسْلُهَا عَلٰی وَجْهَیْنِ

اور جب زمین پر نجاست لگ جائے پھر سورج کی وجہ سے خشک ہو جائے اور اس کا نشان مٹ جائے تو اس جگہ پر نماز جائز ہے۔ لیکن اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جس کو نجاست غلیظہ جیسے خون یا بڑا پیشاب یا چھوٹا پیشاب یا شراب درہم کے برابر یا اس سے کم لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ اور اگر زیادہ ہے تو نماز جائز نہیں ہے۔ اور اگر نجاست خفیفہ لگ جائے جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جب تک نجاست کپڑے کے چوتھائی حصہ کو نہ پہنچے نماز اس کے ساتھ جائز ہے اور جس نجاست کو دھونا واجب ہے اس کا پاک کرنا دو طرح پر ہے۔

﴿منها﴾ یعنی پلیدی خشک اور اس کا اثر اس جگہ سے مٹ گیا تب بھی وہاں کی مٹی سے تیمّم کرنا جائز نہیں

﴿مغلظة﴾ یعنی گاڑھی ہو۔

﴿معه﴾ لیکن بہتر اور افضل یہ ہے کہ اتنی نجاست کو بھی صاف کرے۔

﴿ربع الثوب﴾ جیسے چار گز کی ایک چادر ہے۔ اگر ایک گز سے کم تک پیشاب لگا ہوا ہے تو اس چادر کے ساتھ نماز جائز ہے اور اگر ایک گز یا اس سے زیادہ ہے تو جائز نہیں۔ اسی طرح کرتہ، پاجامہ وغیرہ سب میں اس حصہ کے چوتھائی حصہ کا اعتبار ہوگا، جس پر نجاست لگی ہو

Marfat.com

فَمَا كَانَ لَهٗ عَيْنٌ مَرْئِيَّةٌ فَطَهَارَتُهَا زَوَالُ عَيْنِهَا اِلَّا اَنْ يَّبْقٰى مِنْ اَثَرِهَا مَا يَشُقُّ اِزَالَتُهَا فَهُوَ عَفْوٌ وَمَا لَيْسَ بِمَرْئِيٍّ فَطَهَارَتُهٗ اَنْ يَّغْسِلَ حَتّٰى يَغْلِبَ عَلٰى ظَنِّ الْغَاسِلِ اَنَّهٗ قَدْ طَهُرَ وَالْاِسْتِنْجَآءُ سُنَّةٌ يُجْزِئُ فِيْهِ الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَمَا قَامَ مَقَامَهُمَا وَعَلَيْهِ اَنْ يَّمْسَحَهٗ حَتّٰى يُنَقِّيَهٗ وَلَيْسَ فِيْهِ عَدَدٌ مَسْنُوْنٌ وَغَسْلُهٗ بِالْمَآءِ اَفْضَلُ فَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مِنْ مَخْرَجِهَا لَمْ يُجْزِ فِيْهِ اِلَّا بِالْمَآءِ اَوِ الْمَائِعِ وَلَا يَسْتَنْجِيْ بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثٍ وَلَا بِطَعَامٍ وَلَا بِمِلْحٍ وَلَا بِيَمِيْنِهٖ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ

پس ان میں سے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے تو اس کی پاکیزگی نظر آنے والی چیز کو دور کرنا ہے مگر یہ کہ اس کو نشان جس کو دور کرنا مشکل ہو باقی رہ جائے تو وہ معاف ہے اور جو نجاست دکھائی دینے والی نہیں ہے تو اس کی پاکی اس کو دھونا ہے یہاں تک کہ دھونے والے کو غالب گمان ہو جائے کہ وہ پاک ہو گیا ہے اور استنجاء سنت ہے، استنجاء میں پتھر، ڈھیلا اور جو چیز ان دونوں کے قائم مقام ہو کافی ہے اور اس پر لازم ہے یہ کہ مخرج کو رگڑے یہاں تک کہ اس کو پاک کر دے اور اس میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے اور مخرج کو پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس کا پاک کرنا جائز نہیں مگر پانی یا بہنے والی چیز کے ساتھ اور ہڈی، لید، کھانے کی چیز، نمک اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے مگر کسی عذر کی وجہ سے۔

﴿طهارتها﴾ "پاکیزگی" کا معنی ہے کہ اس کپڑے وغیرہ کے ساتھ نماز ہو جائے۔

﴿مقامهما﴾ یعنی جو جنس ارض سے ہو چوکہ جذب کرنے والی ہو۔ یعنی ڈھیلے کے قائم مقام ہو

﴿وعليه﴾ "علیٰ" جب ابتدائے کلام میں آ جائے تو لزوم کے معنی دیتا ہے یعنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے "علیٰ" کے ساتھ اپنے اوپر ایک چیز لازم کی جیسے ان اللہ و ملائکته یصلون رعلی النبی اللھم صلی علی محمد و آله محمد

Marfat.com

﴿عدد مسنون﴾ یعنی ایک سے یا دو سے یا تین سے یا چار سے کرے یہ سنت نہیں۔ البتہ طاق سے کرتے تو بہتر ہے

﴿من مخرجها﴾ مخرج، ظرف مکان ہے، بروزن مفعل

﴿مائع﴾ جیسے ماء الورد اور ماء الباقلا ہیں۔

﴿ولا بروث﴾ اس لیے کہ حضور ﷺ کے قول کے مطابق یہ جنوں کی خوراک ہے

﴿بطعام﴾ کیونکہ یہ ضائع کرنا ہے اور اسراف کرنا ہے

﴿ولا بیمینه﴾ حضور ﷺ کے قول کے مطابق دائیں ہاتھ سے پسندیدہ کام لیا جائے اور بائیں ہاتھ سے ناپسندیدہ کام لیا جائے۔

Marfat.com

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ

نماز کی کتاب

﴿اَلصَّلٰوۃُ﴾ عبادت نہایت تذلل کا نام ہے۔ جس کا اظہار معبود حقیقی کے آگے کیا جاتا ہے۔ نماز کے تمام اعمال وارکان پر غور کرو، عبادت یا اظہار ذلت کا مفہوم بخوبی تمہارے دل نشین ہو گا۔ عابد نماز کا قصد کر رہا ہے۔ مصلی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ زبان پر " انی ذاهب الی ربی سیهدین" دل غیر حق سے پاک ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو بزرگی کا مستحق نہیں سمجھتا اور اس فہم کے ساتھ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو کر کہتا ہے۔

" انی و جهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ط "دل پوری طرح متوجہ بحق ہے۔ ورنہ جانتا ہے کہ جھوٹ کی سزا کیا ہے۔ "یخدعون الله وهو خادعهم " اب نیت میں خلوص ہے۔ حق تعالیٰ ہی کے لئے نماز پڑھ رہا ہے۔ عاشقانہ ایمان کے پیدا ہونے کے لئے پڑھ رہا ہے۔ عادت کے تحت نہیں ان ہی کے حول و قوت سے پڑھ رہا ہے۔ ثناء حق تعالیٰ کی عظمت وجلالت وجبروت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور توحید کا اقرار" لا اله غیرك "سے ہو رہا ہے۔ اب حضوری میں دست بستہ نظر نیچی کئے ہوئے ذلت ومسکنت کی تصویر بنا کھڑا ہے۔ زبان پر جاری ہے۔ الحمد للہ اور دل میں سمجھ رہا ہے کہ عالم میں کوئی ذات مستحق حمد نہیں۔ سارے محاسن ومحامد کی وہی ایک ذات " لاشریك له "سزا وار ہے۔ جب رب العالمین کہتا ہے تو جانتا ہے کہ " لارب سواہ " ربوبیت اسی کو زیبا ہے۔ عالم تمام اس کا مربوب ہے۔

الرحمن الرحیم کہتے وقت عالم رجا میں داخل ہوتا ہے۔ رحمت وکرم کی امید دل میں پیدا ہوتی ہے۔ جانتا ہے کہ رحمانیت کا تعلق تو ساری کائنات سے ہے اور رحیمیت خصوصی شے ہے۔ اور مومنین سے مختص۔ " کان بالمومنین رحیما مالك یوم الدین " کہتے وقت تمام عالم خوف کا مشاہدہ کرتا ہے۔ روز قیامت حق ہے اور یہ وہ دن ہے کہ اس کی شان میں فرمایا ہے۔

" یوم لاتملك نفس لنفس شیئا " اس امید وبیم کی حالت میں عرض کرتا ہے۔ "ایاك نعبد " حق تعالیٰ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ذل وافتقار کا رشتہ آپ ہی سے جوڑتے ہیں " و ایاك نستعین " آپ ہی سے استعانت کرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ " لا فاعل فی الوجود الا الله ط ماسواء الله " سے بالکل اعراض کر کے آپ ہی کی طرف بالکلیہ رجوع کرتے ہیں۔ ہم آپ کے سوا استعانت کی جہت سے غیر کو کیوں پکاریں۔ جبکہ ہمیں یہ سنا دیا گیا ہے۔ اور ہم نے بھی تجربہ سے توثیق کر لی ہے۔ کہ آپ کے سوا کسی میں حول و قوت نہیں۔ " لاحول ولا قوۃ الا بالله" اس لئے وہ ہمیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر، اس حمد وثنا اقرار عبودیت کے بعد التماس ودعا

Marfat.com

" اهدنا الصراط المستقیم " حق تعالیٰ راہ مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ نفس وہوا سے چھوٹیں۔آپ کا قرب نصب ہو ، "صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین " اہل انعام کی راہ پر چلنا نصیب ہو ،جو انبیاء واولیاء کی راہ ہے یہی اہل انعام ہیں۔ " اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدآء والصالحین" مغضوبین وضالین کی راہ نہیں ، جنہوں نے غیر اللہ سے عبادت و استعانت کا رشتہ قائم کر کے ہمیشہ کے لئے خسارے میں اپنے کو مبتلا کر لیا۔ "اولئک ھم الخسرون الذین خسروا انفسھم " اس حمد و ثنا، التماس و دعا کے ساتھ وہ کلام ربانی کی چند اور آیتیں احکام خداوندی کے معلوم کرنے ، تکرار سے ان کو اپنے ذہن میں جمانے ، ہر حرف کی تلاوت پر دس ۱۰ نیکیاں کمانے اور حق تعالیٰ سے سرگوشی کرنے۔ پڑھتا ہے اور پھر فوراً پیشی میں جھک جاتا ہے گویا اپنے رحمن و رحیم آقا کے "پیٹ میں مونڈی " دے دیتا ہے۔اس طرح اپنی ذلت کا مزید اظہار کرتا ہے۔اسی حالت میں اس کی زبان سے اس کے مولیٰ کی تقدیس و تنزیہ و تحمید جاری ہوتی ہے۔اپنی بے مائیگی ، فقر و ذلت کا احساس قلب میں واضح طور پر موجود ہوتا ہے۔جب سر اٹھاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی زبان سے فرماتا ہے۔

" سمع اللہ لمن حمدہ " اس طرح اس کا مرتبہ بلند کرتے ہیں۔ ہر سر معبود حقیقی کے آگے جھکتا ہے۔وہ مخلوق کے آگے نہیں جھک سکتا ،وہ سب سے بلند ہوتا ہے۔ ممتاز ہوتا ہے۔بے نیاز ہوتا ہے وہ ایک لاقیمت جوھر ہوتا ہے۔ سچ ہے۔ " من رکن الی مولی و مال الیہ احرقہ اللہ بنورہ حتی یصیر جوھر الاقیمۃ لہ "(حدیث) ترجمہ :۔جو اپنے مولیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے نور سے جلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک لاقیمت جوہر ہو جاتا ہے۔اس سرفرازی کے شکریہ میں وہ حق تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور پیروں پر گر جاتا ہے پیر پکڑ لیتا ہے اور اس طرح غایت تذلیل کا اظہار کرتا ہے۔ زبان پر آقا کی عظمت و رفعت و علو کا اقرار جاری ہو جاتا ہے۔اس اظہار تذلیل میں وہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک پاتا ہے ۔

" وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ " (آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) یہ آنکھ کی ٹھنڈک اس کو اپنے محبوب مولیٰ کے مشاہدہ سے ہو رہی ہے۔ یہی اس کا کمال ہے۔ یہی اس کی معراج ہے۔ "الصلوۃ معراج المومن " "عن ابی ھریرۃ " ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ، " ارایتم " کیا تم دیکھتے ہو کہ تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس میں دن میں پانچ دفعہ نہاتا ہو کیا اس پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہے گی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس پر کچھ بھی میل کچیل نہ رہے گی ۔ " قال فذالک مثل الصلوۃ الخمس یمحواللہ بھن الخطا یا "ارشاد فرمایا۔پانچ نمازوں کے ادا کرنے کی مثال ایسی ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی برکت سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام شاہ ولی اللہ دھلوی، حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ :۔ نماز تمام پاکیزگیوں اور رموز کو جمع کرنے والی ہے۔اور نفس کو پاک کر کے عالم اعلےٰ کی سیر کرانے والی ہے۔اور نفس کی خاصیت یہ ہے کہ جب وہ ایک صفت سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اس کی ضد اس سے رفوچکر ہو جاتی ہے۔اور اس طرح اس سے دور ہو جاتی

Marfat.com

ہے گویا کہ اس میں کبھی پائی ہی نہیں گئی تھی۔ پس جس کسی نے نمازوں کو " کماحقه "ادا کیا۔ ان کیلئے مکمل وضو کیا اور ان کے درمیان تضرع، اور ان کی تسبیحات اور مختلف اشکال بدنی کو احسن طور پر سرانجام دیا، اور خاص کر جس شخص نے رکوع، سجود، قیام سے مجاز چھوڑ کر حقیقت کو مد نظر رکھا، اور اسی طرح مختلف اشکال بدنی سے ان کے حقیقی مطالب کی طرف رجوع کیا تو کوئی شک نہیں کہ اس نے ایک گہرے سمندر میں غوطہ لگایا، جو کہ سراسر رحمت ہے اور اس سے تمام ناپاکیاں اور گناہ زائل ہو گئے۔

"عن جابر قال رسول الله ﷺ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوة" (رواه مسلم)

ترجمہ :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا (مسلمان) بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

ترجمہ :۔ نماز اسلام کی نشانیوں اور طریقوں سے سب سے بڑا عنصر ہے اور وہ بھی ایسا کہ اگر کسی میں نہ پایا جائے تو مناسب یہ ہے کہ اس پر اسلام سے نکلنے کا فتویٰ لگایا جائے کیونکہ اسلام اور نماز میں رابطہ ہے اور اسی طرح اسلام کے جو لغوی معنی ہیں (کہ اللہ کی رضا کیلئے سر رکھ دنیا) اس معنی کی تحقیق کرنے والی صرف نماز ہی ایک چیز ہے اور جس کسی کے نصیب میں یہ نعمت عظمیٰ نہیں تو اس کو اسلام سے سوائے نام کے کچھ سروکار نہیں۔ جس کا اعتبار کچھ بھی نہیں۔ "و عن عبد الله بن عمر و بن العاص عن النبی ﷺ "عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہ انہوں نے یعنی حضور سرکار دو عالم ﷺ نے "ذکر الصلوة یوما" ایک دن نماز کا ذکر کیا۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا (جو کوئی نماز کی محافظت) کرتا ہے

" کانت له نورا و برهانا ونجاة یوم القیامة " وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور حجت اور نجات ہو گی (اور کوئی نماز کی محافظت نہیں کرتا) "لم تکن له نورا ولا برهانا ولا نجاة" تو یہ نماز اس کے لئے نہ تو نور نہ حجت اور نجات بنے گی۔

" فکان یوما القیامة مع قارون و فرعون وهامان و ابی ابن خلف "(رواه احمد والدارمی والبهیقی فی شعب الایمان) پس یہ شخص (جو نماز کی محافظت نہیں کرتا) قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہو گا۔ ابی ابن خلف حضور ﷺ کا دشمن تھا۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس کو جنگ احد میں اپنے دست مبارک سے قتل کیا تھا۔ نماز کی محافظت اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ اس کو فرائض، واجبات، سنن اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کیا جائے ۔ جب کوئی مسلمان اس طریق پر نماز پڑھے گا تو یہ نماز اس کے لئے نورانیت ہو گی۔ اس کو عذاب سے بچانے کے لئے روشن دلیل ہو گی اور مغفرت و بخشش کا سبب بنے گی۔ اور جو شخص اس طریق پر نماز ادا نہ کرے گا۔ اس کے لئے نہ نور، نہ دلیل، نہ حجت ہو گی۔ بلکہ وہ شخص قیامت میں بڑے بڑے مجرموں کے ساتھ ہو گا۔ جیسے قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف، امام مالک رحمت اللہ علیہ اور امام شافعی رحمت اللہ علیہ وغیر ہما کے نزدیک نماز نہ پڑھنے والے کا قتل واجب ہے اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک جب تک پھر وہ باقاعدہ نماز نہ پڑھنی شروع کر دے اس کو مارنا اور قید کرنا چاہیے

Marfat.com

بَابُ اَوْقَاتِ الصَّلوٰةِ

اَوَّلُ وَقْتِ الْفَجْرِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ الثَّانِیْ وَهُوَ الْبَيَاضُ الْمُعْتَرِضُ فِی الْاُفُقِ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَاَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِثْلَیْهِ سِوٰی فَیْءِ الزَّوَالِ وَقَالَ صَاحِبَاهُ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ سِوٰی فَیْءِ الزَّوَالِ

نماز کے اوقات

نماز فجر کا اول وقت وہ ہے جبکہ دوسری سفیدی نمودار ہو جائے اور یہ وہ سفیدی ہے جو آسمان کے کناروں میں پھیلتی ہے۔ اور نماز فجر کا آخری وقت جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو۔ اور نماز ظہر کا پہلا وقت وہ ہے جبکہ سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے اس کا دگنا ہو جائے۔ اور صاحبان نے فرمایا کہ جب ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے ایک گنا ہو جائے۔

﴿اوقات﴾ ''اوقات'' جمع ہے ''وقت'' کی، یعنی کونسے وقت میں کونسی نماز فرض ہے

﴿الفجر﴾ فجر کا لغوی معنی ہے پھٹنا۔ تاریکی سے سفیدی کا نمودار ہونا۔ اصطلاح شریعت میں صبح صادق کا صبح کاذب سے نکلنا ''الفجر'' سے مراد صبح صادق ہے۔ صبح صادق آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے جبکہ صبح کاذب لمبائی میں پھیلتی ہے۔

﴿لم﴾ یہاں ''لم'' جو کہ حرف جازم ہے ''تطلع'' کی ''عین'' کو جزم دے گا۔

﴿زالت الشمس﴾ یعنی جھکنے لگے۔ استواء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ مکروہ وقت ہے۔ اسی طرح طلوع اور غروب آفتاب کے وقت بھی نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب اوقات مکروہ کہلاتے ہیں۔ یہ اس لیے تاکہ سورج پرستوں سے مشابہت نہ ہو۔ سورج پرست

Marfat.com

طلوع ، زوال اور غروب کے وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہا کہ تین اوقات ہیں کہ جن میں نماز پڑھنے سے حضور نے ہمیں منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہم ان اوقات میں دفن کریں اپنے مردوں کو طلوع آفتاب کے وقت یہاں تک وہ (سورج) بلند ہو جائے اور زوال آفتاب کے نزدیک یہاں تک کہ جھک جائے اور غروب کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے اور ان کے قول کہ ''مردوں کو نہ دفن کریں'' سے مراد یہ ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھیں کیونکہ مردہ دفن کرنا مکروہ نہیں ہے۔

Marfat.com

وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ اِذَا خَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ عَلَى الْقَوْلَيْنِ وَ اٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ وَاَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَهُوَ الْبَيَاضُ الَّذِىْ فِى الْاُفُقِ بَعْدَ الْحُمْرَةِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ صَاحِبَاهُ هُوَ الْحُمْرَةُ وَ اَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَآءِ اِذَا غَابَتِ الشَّفَقُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ الثَّانِىْ

ان دونوں قولوں کے مطابق جب ظہر کا وقت نکل جائے تو عصر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا آخری وقت جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے اور مغرب کا اول وقت جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ شفق غائب نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد آسمان کے کناروں میں ہوتی ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ شفق وہ سرخی ہی ہے اور عشاء کا اول وقت جبکہ شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ صبح صادق طلوع نہ ہو۔

﴿وقال صاحباہ﴾ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد مراد ہیں۔ ﴿فی ء الزوال﴾ یہاں پر امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا اختلاف ہے۔ فتوی اس کی طرف ہوگا جن کے ساتھ اکثریت ہوگی ﴿علی القولین﴾ یعنی امام صاحب کا قول اور ان کے شاگردوں کا قول ﴿تغرب الشمس﴾ غروب کا معنی ہے چھپ جانا۔ یعنی سورج غروب ہو رہا ہے تو نماز نہیں ہوگی "الابعصرہ" مگر اس دن کی نماز عصر پڑھ سکتا ہے۔ ﴿وقت المغرب﴾ امام ابو حنیفہ نے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کی ایک علامت بتائی ہے کہ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے وہاں سیاہی پھیل جائے۔ اہل حدیث اور ہمارا (احناف کا) یہ اختلاف ہے کہ وہ سورج کے ڈوبتے ہی اذان دیتے ہیں جبکہ ہم انتظار کرتے ہیں کیونکہ مشرق کی سمت سیاہی پھیلنے میں سات، آٹھ منٹ لگتے ہیں

﴿فجر الثانی﴾ یعنی صبح کاذب میں بھی عشاء کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس لیے علماء اور مؤذن کو پوری تحقیق کے بعد اذان دینی چاہیے

Marfat.com

وَ اَوَّلُ وَقْتِ الْوِتْرِ وَقْتُ الْعِشَآءِ عِنْدَنَا اِلَّآ اَنَّهٗ يُؤْمَرُ بِتَقْدِيْمِ الْعِشَآءِ وَعِنْدَهُمَا بَعْدَ الْعِشَآءِ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ الثَّانِیْ وَيَسْتَحِبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ وَالْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِی الصَّيْفِ وَتَقْدِيْمُهَا فِی الشِّتَآءِ وَتَاْخِيْرُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَ تَعْجِيْلُ الْمَغْرِبِ وَتَاْخِيْرُ الْعِشَآءِ اِلٰی مَاقَبْلَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَالْمُسْتَحَبُّ فِی الْوِتْرِ لِمَنْ يَثِقُ صَلٰوةَ اللَّيْلِ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْوِتْرَ اِلٰی اٰخِرِ اللَّيْلِ فَاِنْ لَّمْ يَثِقْ بِالْاِنْتِبَاهِ اَوْتَرَ قَبْلَ النَّوْمِ

اور ہمارے نزدیک وتر کا پہلا وقت عشاء کا وقت ہے مگر یہ کہ عشاء کا اس سے پہلے پڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک وتر کا وقت عشاء کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ صبح صادق طلوع نہ ہو اور مستحب ہے فجر کو روشنی میں پڑھنا گرمی میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا اور سردی میں اول وقت پڑھنا اور عصر کو تاخیر سے پڑھنا جب ہے کہ سورج میں تغیر نہ آئے اور مغرب کو جلدی پڑھنا اور تہائی رات سے پہلے تک عشاء کو موخر کرنا اور اس شخص کے لیے جو کہ نماز تہجد پڑھنے کا یقین رکھتا ہے وتر کا رات کے آخری حصہ تک موخر کرنا مستحب ہے۔ پس اگر بیدار ہونے کا یقین نہیں تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لے۔

﴿الاسفار﴾ یعنی نماز فجر کو روشنی میں پڑھنا تاکہ صبح صادق اور کاذب میں فرق ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ " اسفروبالفجرفانه اعظم للاجر "۔ کہ صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھو پس بیشک اس میں ثواب زیادہ ہے" ﴿تاخیر﴾ یعنی دیر سے پڑھنا ﴿تاخیر فی العصر﴾ اکثر حضرات عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے ہیں یہاں تک کہ آدھے گھنٹے کے بعد مغرب کی نماز پڑھتے ہیں ﴿تاخیر العشاء﴾ اس میں حکمت یہ ہے کہ تہجد بھی پڑھی جا سکتی ہے ﴿یثق﴾ وثوق یعنی طاقت، استطاعت ﴿یؤخر الوتر﴾ اس لیے کہ وتر " تمت صلوۃ " ہے یعنی نماز کو ختم کرنے والا ہے۔ اس لیے ہمارے فقہاء کہتے ہیں کہ وتر کے بعد نفل نہ پڑھو۔ لیکن یہ مستحب ہے فرض یا واجب نہیں۔ پڑھ سکتا ہے لیکن تمت صلوۃ کا ادب قائم نہیں رہتا

Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ

اَلْاَذَانُ سُنَّةٌ مُّؤَكَّدَةٌ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ دُوْنَ مَاسِوَاهَا وَصِفَةُ الْاَذَانِ مَعْرُوْفَةٌ

اذان

نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لیے سنت موکدہ ہے سوائے ان کے دوسری نمازوں کے لیے نہیں ہے۔ اور اذان کی تعریف جانی پہچانی ہے

﴿اذان﴾ ایک اُذن ہے جس کے معنی "کان" کے ہیں یہ اذان ہے بمعنی "اعلان کرنا" کے ہیں اُذن کی جمع اذان ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یجعلون اصابعهم فی اذانهم من الصواعق (پ البقرۃ: ۱۹) حضور ﷺ کے کانوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل اذن خیر۔ فرمادیجئے کہ یہ کان تمہارے حق میں اچھے ہیں اس طرح مخالفین کا طنز رد کر دیا اذان سن کر مسجد سے نکلنے کی کراہت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "قال امرنا رسول اللہ ﷺ اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰۃ فلا یخرج احدکم حتی یصلی" (رواہ احمد) وہ کہتے ہیں کہ ہم کو حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا۔ جب تم مسجد میں موجود ہو اور اذان کہدی جائے تو تم میں سے ایک بھی مسجد سے باہر نہ نکلے حتی کہ نماز پڑھی جائے۔ ابی اشعثاء سے روایت ہے۔" قال خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فیه فقال ابو هریرة اما هذا فقد عصیٰ ابا القاسم ﷺ" (رواہ مسلم) وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلا تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابی القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔" قال قال رسول اللہ ﷺ من ادرکه الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجة وهو لا یرید الرجعة فهو منافق" (رواہ ابن ماجہ) وہ فرماتے ہیں کہ سید دوعالم فخر کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اذان کو مسجد میں پالیا۔ پھر وہ مسجد سے نکلا کسی خاص ضرورت کے لئے نہیں اور وہ شخص واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے۔ اگر کسی خاص ضرورت مثلاً قضائے حاجت وغیرہ کے لئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ﴿مؤکدۃ﴾ یعنی تاکید کی ہوئی ﴿دون ما سواھا﴾ یعنی صلوۃ عیدین و جنازہ و کسوف و نوافل کے لیے اذان نہیں ﴿صفۃ﴾ فقہ اور منطق میں "صفت" کا معنی تعریف کے ہیں

Marfat.com

وَهِیَ اَنْ یَّقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَلَا تَرْجِیْعَ فِیْہِ وَیَزِیْدُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ بَعْدَ الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَیْنِ

اور وہ یہ ہے کہ اللہ اکبر سے آخر تک کہے اور اس میں ترجیع نہیں ہے فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبار الصلوۃ خیر من النوم کا کلمہ زیادہ کیا جائے گا۔

﴿واشھد ان محمدا رسول اللہ﴾ حضور سید الکونین ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت ہے۔ آج کل امور مذہبی میں انتہائی بے احتیاطی اور لاپرواہی برتی جارہی ہے۔ کتاب و سنت اور خصوصا فقہ حنفی سے بے اعتنائی نے ہر ایک کو دین حقہ سے بیگانہ بنادیا ہے۔ اسی غفلت کی وجہ سے حضور اکرم سید الکونین ﷺ کی شان اقدس، ادب اور تعظیم کو مسلمان رفتہ رفتہ فراموش کرتا چلا جارہا ہے۔ ایسے علماء جو درحقیقت فقہ حنفی کے عملا پیرو نہیں عوام کے سامنے تقلید کا لبادہ اوڑھ کر آتے ہیں تاکہ عوام کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کے لیے یہ وطیرہ اختیار کررکھا ہے کہ اپنے آپ کو متبعین فقہ حنفیہ ظاہر کر کے ہر امر مستحسن پر بدعت کا فتویٰ لگادیتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حق اور باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ عوام بیچارے ان کی چرب زبانی اور جبہ و عمامہ کو دیکھ کر فریب کھا جاتے ہیں۔

اسی ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم شفیع عالمیان، حامل لواء حمد، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے نام پاک لینے کے وقت اور خصوصا اذان میں انگوٹھوں کا چومنا بدعتیوں کا کام ہے اور یہ بدعتیوں کی علامت یعنی نشانی ہے۔

الغرض جو بھی شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبین، غریبوں و بے نواؤں کے ملجا و ماویٰ، مالک و مختار ﷺ کی عزت کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت و شان کرتا ہے۔ آپ کے تصرفات، کمالات اور معجزات کا اظہار کرتا ہے اور آپ ﷺ کے محامد و محاسن بیان کرنا عین ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ وہ ایسے حق فروش علماء کے نزدیک بدعتی اور گمراہ کہلاتا ہے۔

اس جسارت پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ علم کا ڈھونگ رچا کر شاہد، بشیر، نذیر، رؤف اور رحیم رسول اللہ ﷺ کے ادب و تعظیم کا پاس نہ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ " دام تزویر منہ چوں دگراں قرآں را، فیا للعجب واحسرتا، یہ دور بھی آنا تھا کہ توحید باری تعالیٰ

Marfat.com

عزاسمہ وجل مجدہ وعم نوالہ کی آڑ لے کر رسالت مآب دعاء خلیل ونوید مسیح ﷺ کی تنقیص شان کی جائے
مسئلہ مذکورہ کے متعلق آپ کی خدمت میں صرف چند فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ خود بنظر انصاف فیصلہ فرمادیں کہ آیا (استغفر اللہ) یہ مشاہیر علماء بدعتی ہیں۔ یا اس قسم کی غلط اور بے بنیاد باتیں بیان کر کے سادہ لوح عوام کو امام اعظم رحمت اللہ علیہ کی تقلید سے منحرف کرنے کی ناروا کوشش ہے۔

"یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة ﷺ یا رسول الله وعند الثانیه منها یقول اللهم متعنی با السمع والبصر بعد و ضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائد الی الجنة کذافی کنز العباد ."

ترجمہ: یعنی پہلی شہادت کے سننے کے ساتھ ہی صلی اللہ علیك یا رسول اللہ کہنا اور دوسری شہادت کے وقت قرة عینی بك یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر دونوں آنکھوں پر دونوں انگوٹھوں کے ناخن رکھنے کے بعد یہ کلمات کہنا چاہئیں: اللهم متعنی با السمع والبصر کیونکہ حضور اکرم ﷺ ایسے شخص کے لئے جنت کے قائد بنیں گے۔ (ردالمحتار شرح درالمختار شامی ج اول ۲۷۹ مطبوعہ مصر)

"ذکر القهستانی عن کنز العباد انه یستحب ان یقول عند السماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلی الله علیك یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرة عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه فانه ﷺ یکون قائدا له فی الجنة (ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعا من مسح العینین)" (طحطاوی شرح مراقی الفلاح صہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: علامہ طحطاوی نے قہستانی کے حوالہ سے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ جب پہلی بار " اشهد ا ن محمد رسول الله " سنے تو " الصلوة والسلام علیك یا رسول الله " پڑھے اور جب دوسری بار سنے تو انگوٹھوں کو آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہے " قرة عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر " یارسول اللہ ﷺ آپ کے اسم گرامی کیساتھ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا اللہ! مجھے سننے اور دیکھنے کے ذریعے نفع عطا فرما۔ نبی اکرم ﷺ اس شخص کے لیے قیامت کے دن قائد ہوں گے۔ امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول الله سن کر شہادت کی انگلی کا پورا چوم کر آنکھوں پر لگائے۔

" وضع الابها مین علی العینین فی الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة کذا فی المضمرات ".

ترجمہ: اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔
(فتاوی واحدی۔ ج اول صہ ۷۵)

,,حکی ان ابا بکر الصدیق رضی الله عنه استمع الاذان قبل ظفرا بها میه فمسح بهما عینیه قال له رسول الله ﷺ لای شی فعلت هذا قال تیمنا باسمك الکریمه قال علیه السلام احسنة ، فمن عمل به فقد امن الرمد انتهی "

Marfat.com

ترجمہ :۔ روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اذان سنی تو آپ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر لگایا۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ﷺ کے اسم مبارک سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔ تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ جس کسی نے ایسا کر لیا اس کی آنکھ دکھنے سے بچی رہے گی۔ (عبدالحلیم علی الدرر شرح الغرر جلد اول صہ ۵۱ مطبوعہ مصر)

فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مندرجہ بالا ارشادات گرامی قدر سے ثابت ہو گیا کہ انگوٹھوں کا چومنا (حضور ﷺ کے اسم گرامی کے وقت اذان میں) مستحب اور باعث، رفعت درجات عالیہ ہے۔ اب وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے اس فعل کا استنباط ثابت ہوتا ہے غیر مقلدین حضرات اس حدیث کے ضعف کو ثابت کرتے ہوئے ناقابل عمل ٹھہراتے ہیں۔ اس بارے میں علم اصول حدیث وفقہ کی روشنی میں ان کے اس مغالطہ کو وہ ,, ضعف ،، کے لفظ سے دیتے ہیں۔ حل کیا جاتا ہے تاکہ راہ صواب نظر آجائے۔

" **فی کتاب الفردوس لدیلمی من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده و مدخله فی صفوف الجنة** ۔" ترجمہ :۔ فردوس دیلمی میں ہے کہ جس نے اذان کے کلمہ شہادت ثانیہ سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما۔ میں اس کو جنت کی صفوں میں داخل کرنے والا ہوں گا اور اس کا قائد ہوں گا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔ **واجمعوا علی جواز العمل با الحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال** فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہے۔ جیسا کہ فقہاء کرام کی ان عبادتوں سے ثابت ہوتا ہے جو کہ شروع میں درج کر دی گئی ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ " **بل یستحب کما صرح به ارباب الکمال منهم سیدنا العلامه علی بن سلطان القاری قال فی رسالة عملهافی فضائل النصف من شعبان جهاله بعض الرواة لا یقتضی کون الحدیث موضوعا و کذا نکارة الالفاظ فینبغی ان یحکم علیه بانه ضیعف ثم یعمل با الضعیف فی فضائل الاعمال** ."

ترجمہ :۔ حضرت علامہ قاری نے یہ رسالہ شب قدر کی فضیلت میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث کے راوی ناشناسا ہوں، یا الفاظ ایسے ہوں کہ ان سے محدث کو ناآشنائی ہو تو اس پر موضوع ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ ہی اس کو محض اس بنا پر ضعیف کہا جاسکتا ہے اور پھر فضائل اعمال میں تو ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

"**قد اتفق الحفاظ و لفظ الا ربعین قد ا تفق العلماء علی جواز العمل به فی فضائل الاعمال بالاتفاق** " یعنی تمام حفاظ حدیث اور اربعین کے الفاظ میں تمام علماء حدیث کا اس پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا بھی ضروری اور واجب ہے۔ (حرز ثمین شرح حصن حصین)۔

Marfat.com

اس کا فلسفہ مندرجہ ذیل ہے :۔ "لانه ان کا ن صحیحا فی نفس الامر فقدا عطی حقه من العمل والا لم یترتب علی العمل به مفسدة تحلیل ولا تحریم ولاضیاع حق لغیره " (کتاب فتح المبین شرح اربعین)

اگر حدیث نفس امر میں صحیح ہے تو عمل کرنے کے لئے اس نے اپنا حق ادا کر دیا، اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے نہ شرعی تحلیل میں کوئی فساد اور نہ کسی تحریم کا ارتکاب اور نہ کسی کے حق کو ضائع کرنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ فضائل اعمال کے بارے میں ہے۔ اگر اس مسئلہ کو ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور اس پر پورا غور و خوض کیا جائے تو صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے کہ اس فعل کو بدعت قرار دینے سے محض حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس کو کم کرنا ہے۔ توحید کے پردے میں رسالت کی توقیر سے انکار ہے۔

یہی مولوی جو اس بابرکت فعل کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ خود کئی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جو کہ تمام حفاظ و علماء حدیث کے مذہب کے مطابق ضعیف ہیں۔ اور ان کے ضعف پر اجماع ہے جیسے مسح رقبہ، یہ اس پر تو عمل کرنا مستحب چھوڑ کر سنت تک پہنچا دیا گیا۔ حالانکہ یہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔ وضو کے بعد آب وضو کو مندیل (رومال) سے خشک کرنا بھی اسی قبیل سے ہے، ایک ضعیف کو جواز اور استحباب کے لیے حجت قرار دے کر دوسری کو ضعیف مان کر اس کے لیے بدعت کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ حضرت علامہ مولینا مولوی وصی احمد صاحب فرماتے ہیں :۔

"قد اغتر بهذا کثیر من الوهابیة الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون ان هم یحسنون صغا وستزلهم الشیطن فلم یتبرکوا معر وفا فیه تعظیم من امرنا الله تعالیٰ بتعظیمه و توقیره الا جعلوه منکرا و امرا مبتدعا و تمسکوا به فی منع تقبیل الابهامین عند سماع اسمه الشریف فی الشهادتین الاخیرتین و غالطوا به المبتدین من طلبة العلم منا اهل السنة و الجماعة "

ترجمہ :۔ یعنی بہت سے وہابی اس ٹکڑے کے مفہوم سے (یعنی انه لم یصع فی المرفوع منه شی) دھوکا کھا گئے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کے حال پر یہ آیت قرآنی یہی اتری ہے کہ ان کی کوشش اور سعی اس دنیا میں کھو گئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کو شیطان نے دھوکا دیا ہے اور ایسا ڈگمگا دیا ہے کہ جس نیک کام کا ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا ہے اور وہ حضور ﷺ کی بلند مرتبی اور علو شان کے متعلق ہے اسی کو بدعت اور گمراہی ٹھہرا دیا۔ نیز مسئلہ تقبیل ابہامین کو بھی اسی طرح بدعت قرار دے دیا، اذان میں آخری شہادتین پر حضور ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھوں کو چومتے ہوئے آنکھوں پر رکھ لینا ان کے نزدیک بدعت ہے اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے بہت سے مبتدی طالب علموں کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے۔

صوبہ سرحد کے گیارھویں صدی ہجری کے علامہ اجل فاضل اکمل عالم قرآن و سنت مناظر اسلام حضرت اخوند درویزہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الطالبین کے صفحہ ۳۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

چوں "اشهد ان محمدا رسول الله" گوید سامع ہر دو انگشت ابہام را بر دو چشم بنہد، یعنی ناخن ایشاں دیدہ بر دارد بداں ناخن نظر کند، حق تعالیٰ چار ہزار گناہ کبیرہ او عفو کند در قرآن خوانی مسطور است کہ انگشت نہادن سنت است ترک نمی توان کرد، دہر کہ بجائے آرد در عرصہ عرصات حضرت رسالت پناہ ﷺ او را چناں طلب کند کہ کسے گم شدہ خود را طلبد۔

حضرت علامہ بالفضل اولنا مولوی مرید محی الدین نوشہروی خلیفہ مجاز حضرت شیخ المسلمین رئیس المجاہدین حقائق معارف آگاہ جناب عبدالغفور صاحب المعروف سوات باباجی صاحب نور اللہ مرقدہ نے باقاعدہ علماء حرمین و ہندوستان سے ۱۲۸۰ھ میں مسئلہ مذکورہ پر فتویٰ طلب کیا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں پر رکھنا وقت اذان کہنے کے جب موذن کہے " اشهد ان محمدا رسول الله، پس صلى الله عليك يا رسول الله قرة عينى بك يارسول الله "کہنا اور چومنا انگوٹھوں کا اور آنکھ پر رکھنا صحیح اور درست ہے۔ اکثر فقہائے مستحب لکھا ہے۔ نزدیک بعض علماء کے سنت ہے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ حدیث مسند دیلمی سے ثابت ہے اور فعل امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے اور مرفوع لکھا ہے اور اس وجہ سے شیخ محمد عابد سندی مدنی رحمہ اللہ علیہ نے طوالع الانوار محشی در المختار میں تحریر کیا ہے اور مولینا علی القاری نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے۔

حدیث تقبيل الا بهامين وضع على العينين مسند دیلمی سے ثابت ہے، اور سخاوی نے لکھا ہے کہ حدیث صحیح نہیں اور مرفوع ہونا فعل امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا ثابت کیا ہے اور کہا ہے پس کافی ہے ہم کو عمل کرنا بفعل جناب امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ سنت خلفاء راشدین کی میری سنت ہے۔ یہ مسئلہ اکثر کتابوں میں ہے۔ (در المختار)، طحطاوی علی مراقی الفلاح، کنز العباد، جمل الحدیث، طوالع الانوار شرح در المختار، مضمرات، صلوٰۃ مسعودی، فتاوی غرائب، جامع میر سید شریف، خالصۃ الحقائق، مفتاح الجنان، خزانۃ الروایات، جامع الرموز، تفسیر روح البیان، مسند فردوس، ارشاد الطالبین، مفتاح السعادۃ، شرح مختصر میر سید علی ہمدانی، جامع المتفرقات، شرح وقایہ، شرح اربعین، صحیح الترمذی، موضوعات کبیر، سنن ابی داؤد، شرح حصن حصین۔ (صہ ۹۱ رسالہ ثبوت شفاعۃ سید المرسلین) انجیل برنابا (مطبوعہ مصر) مترجمہ دکتور خلیل سعادۃ ومقدمہ ناشرہ السید محمد رضا شہید منشی مجلّہ المنار (مصر) مطبوعہ

علاوہ ازیں یہ مسئلہ انجیل مقدس میں بھی ہے۔ چنانچہ انجیل برنابا میں جو بالکل صحیح و درست اور کتاب اللہ قرآن کریم کے موافق و مطابق انجیل ہے، اس میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زبانی یوں ارشاد ہے کہ:

ترجمہ:۔ (۱۴) جسم اطہر میں روح داخل ہونے کے بعد جب حضرت آدم علیہ و علی نبینا السلام و الصلوۃ) اپنے دونوں قدموں کے بل کھڑے ہو گئے تو انہوں نے فضا میں ایک تحریر دیکھی جو کہ سورج کی مانند چمکتی تھی اور اس کی عبارت یہ تھی " لا اله الا الله محمد رسول الله " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں (۱۵) اس وقت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا

Marfat.com

منہ حمد کے لیے کھولا اور کہا "اے میرے رب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ اے میرے معبود تو نے عین نوازش کی اور مجھے پیدا کیا(۱۶)اور البتہ اے مالک انس وجان ورازق کون ومکان میں نہایت عاجزی سے تیری خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ تحریر میں جو یہ کلمات ہیں (محمد رسول اللہ) ان کا کیا مطلب ہے(۱۷)اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اے میرے بندے آدم تو نے جو میری ثنا کی ہے اس پر تجھے مرحبا کہتا ہوں(۱۸)اور میں تجھے یہ بتلا دیتا ہوں کہ تو سب سے پہلا انسان ہے جو پیدا کیا گیا ہے(۱۹)اور جس کو تو نے دیکھا ہے یہ تیرا مولود مسعود ہے جو کہ آج سے لے کر کئی سال تیرے بعد دنیا میں ظہور پذیر ہوگا۔(۲۰)پھر وہ میرا پیغمبر اور رسول ہوگا۔ایسا رسول کہ جس کی خاطر میں نے ہر ایک چیز پیدا کی(۲۱)وہ ایسی برگزیدہ ہستی ہے کہ جب وہ تشریف لائے گا تو تمام عالم کو اپنے نور سے منور کرے گا(۲۲)میرا ایسا رسول ہے کہ جس کو نور ایک آسمانی قندیل میں دنیا کے پیدا کرنے سے ۶۰ ہزار سال پہلے موجود تھا(۲۳)پھر آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ اے مولا یہ تحریر میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخنوں پر ثبت فرمادے(۲۴)پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان یعنی آدم کو یہ تحریر دے دی(۲۵)اور وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آگئی۔لا الہ الا اللہ کے کلمات دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر ثبت ہو گئے(۲۶)اور محمد رسول اللہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لکھا گیا(۲۷)پس حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھوں کو اس جگہ سے چوم لیا جہاں دونوں طرف فردا فردا یہ کلمات لکھے ہوئے تھے(۲۸)اور اپنی آنکھوں پر چومنے کے بعد دونوں انگوٹھوں کو ملا لیا اور کہا" وہ دن برکت دیا گیا جس دن اے میرے بیٹے تو دنیا میں جلوہ گر ہوگا

﴿ان یقول﴾ یعنی مؤذن کہے یعنی پوری اذان۔یعنی لوٹانا نہیں ہے شہادتین کو آہستہ کہہ کر دوبارہ بلند آواز سے نہیں کہنا کیونکہ روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی اذان کے بعد حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو سوتا پایا کہ " الصلوۃ خیر من النوم "کا کلمہ دو مرتبہ کہا۔آپ نے فرمایا یہ کلمہ بہت اچھا ہے اس کلمہ کو اپنی فجر کی آذان میں شامل کر لو۔

Marfat.com

وَالْاِقَامَةُ مِثْلَ الْاَذَانِ اِلَّآ اَنَّهٗ يَزِيْدُ فِيْهَا بَعْدَ الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ
وَيَتَرَسَّلُ فِي الْاَذَانِ وَ يَحْدُرُ فِي الْاِقَامَةِ وَ يَسْتَقْبِلُ بِهِمَا الْقِبْلَةَ فَاِذَا بَلَغَ اِلَى
الصَّلٰوةِ وَالْفَلَاحِ يُحَوِّلُ وَجْهَهٗ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا مَعَ ثَبَاتِ قَدَمَيْهِ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ
وَ يُقِيْمَ فَاِذَا فَاتَتْ صَلَوَاتٌ اَذَّنَ لِلْاُوْلٰى مِنْهَا وَاَقَامَ وَ كَانَ مُخَيَّرًا فِي الْبَاقِيَةِ
اِنْ شَآءَ اَذَّنَ وَاَقَامَ وَاِنْ شَآءَ اِقْتَصَرَ عَلَى الْاِقَامَةِ

اور اقامت اذان کی مانند ہے مگر یہ کہ اقامت میں فلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دوبار زیادہ کرلے۔ اور اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور اقامت جلدی جلدی کہے۔ اور دونوں کو قبلہ رخ ہو کر ادا کرے پس جب حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو دونوں قدموں کو جنبش دیے بغیر چہرے کو دائیں اور بائیں پھیرے اور فوت شدہ نماز کے لیے اذان اور اقامت کی جائے پس جب کئی نمازیں فوت ہو جائیں تو ان میں سے پہلی نماز کے لیے اذان دے اور اقامت کرے اور باقی نمازوں میں اختیار رکھتا ہے مگر چاہے تو اذان اور اقامت کرے اور اگر چاہے تو اقامت پر اکتفا کرے۔

﴿یترسل﴾ یعنی ٹھہر ٹھہر کر یا آہستہ آہستہ آذان کہے۔

﴿یحدر﴾ یعنی مسلسل یا جلد کہے اقامت۔

﴿یحول وجهه﴾ یعنی منہ پھیرنے کے ساتھ قدموں کو نہیں پھیرے گا۔

﴿فاتت صلوات﴾ یعنی جو نماز پہلے قضاء ہوئی ہے۔

Marfat.com

وَيَنبَغِي لِلْمُؤَذِّنِ اَنْ يُّؤَذِّنَ وَيُقِيمَ عَلٰى طَهَارَةٍ فَاِنْ اَذَّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ جَازَ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّقِيمَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَايُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ دُخُوْلِ وَقْتِهَا وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ يَجُوْزُ اَنْ يُّؤَذِّنَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فِي النِّصْفِ الْاٰخِيْرِ مِنَ الَّيْلِ

اور موذن کو چاہیے کہ باوضو ہو کر اذان اور اقامت کرے اور اگر بغیر وضو کے اذان دی تو جائز ہے اور بغیر وضو کے اقامت کرنا مکروہ ہے اور جنب کی حالت میں اذان کہنا مکروہ ہے اور نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیے اذان نہ دے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ رات کے آخری نصف حصہ میں نماز فجر کے لیے اذان دینا جائز ہے۔

﴿ینبغی﴾ جب موذن اذان دے تو سننے والا بھی وہی کلمات کہے البتہ " حی الصلوة " اور " حی علی الفلاح " کے جواب میں وہ" لاحول ولا قوة الاباللہ " پڑھے۔ جب موذن "الصلوۃ خیر من النوم" کہے تو (سننے والا) صدقت وبررت یا "ماشاء اللہ" کے الفاظ کہے۔ جب اذان ختم ہو تو پہلے درود شریف پڑھے اور اس کے بعد (موذن اور سامع) وسیلہ کی دعا مانگیں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

اے اللہ! اے مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ تَتَقَدَّمُهَا

يَجِبُ عَلَى الْمُصَلِّيْ اَنْ يُّقَدِّمَ الطَّهَارَةَ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَالْاَنْجَاسِ عَلٰى مَا قَدَّمْنَاهُ وَيَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَالْعَوْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ مَاتَحْتَ السُّرَّةِ اِلَى الرُّكْبَةِ وَالرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ وَالسُّرَّةُ لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ وَبَدَنُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ كُلُّهٗ عَوْرَةٌ اِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا

نماز کی شرائط جو نماز سے پہلے ہیں

نماز پڑھنے والے پر سب سے پہلے ناپاکیوں اور پلیدیوں سے اس طریقہ پر طہارت حاصل کرنا واجب ہے جو پہلے بیان کیا گیا ہے اور اپنے ستر کو چھپائے اور مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر میں سے نہیں ہے اور آزاد عورت کو سارا جسم سوائے اس کے چہرے دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے ستر ہے۔

﴿**تتقدمها**﴾ نماز میں خشوع و خضوع :۔ امام ہمام حجتہ الاسلام ابو حامد الغزالی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ نماز میں خشوع کے لئے بہت دلیلیں ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ " **اقم الصلوة لذکری**" (کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو) اور اس کیلئے امر وجوبی استعمال کیا جو کہ لفظ " **اقم** " ہے اور جان لو کہ غفلت ذکر سے متضاد ہے۔ پس جو اپنی نماز کے دوران میں غافل رہا تو وہ اس کی یاد کے لئے نماز کو قائم کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ غافلوں میں سے نہ ہو جیو۔ " **ولا تکونن من الغافلین** " ایک ممانعت ہے اور جس طرح " **اقم** " میں امر وجوبی نظر آتا تھا اسی طرح اس ممانعت میں نہی تحریمہ نظر آرہی ہے اور باری تعالیٰ کا یہ قول بھی دال ہے کہ تم جب سکر کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ تم جان لو کہ تم کیا کہتے ہو۔ " **لا تقربوا الصلوة و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون** " کیونکہ اس جگہ مست شرابی کو جو نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو اس کی علت یہی ہے کہ اس کی حالت بھی اس غافل کی طرح ہے جو اپنے وسواس اور اندیشوں میں مستغرق ہوتا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ شرابی اپنے شراب کے نشہ میں چور ہوتا ہے۔ ہم دنیا کے افکار اور اندیشوں سے پناہ مانگتے ہیں۔(الاحیاء) میں۔ حضرت ابن لعینہ نے حضرت عطا بن یسار اور انہوں نے سعد ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید میں پارہ ۱۸ "**هم فی صلوتهم خاشعون**" سے مراد متواضعین ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں تو اس عاجزی کی حد یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ہماری داہنی طرف اور بائیں طرف کون ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور قلب نماز کی روح ہے۔ تو حضور قلب کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ اس کی مقدار تھوڑی ہی کیوں نہ ہو یعنی اتنی ہو کہ جس سے روح کو تھوڑی سی تازگی پہنچے۔ جیسے کہ اللہ اکبر کہنے کے وقت پہنچتی ہے۔ پس خشوع و خضوع میں کمی ہلاکت ہے۔ (روح کے لئے) اور خشوع کی زیادتی (روح کے لئے) تمام نماز کے رکنوں کے درمیان تر و تازگی ہے اور بہت سے زندہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تو وہ تقریباً مردے ہوتے ہیں۔ پس غافل کی تمام نماز سوائے ادائیگی کلمہ تکبیر کے باقی اپنے ارکان میں اسی زندہ کی طرح ہوتی ہے جو حرکت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اکمل توفیق چاہتے ہیں۔ (اسی طرح کتاب احیاء میں مذکور ہے)" **و کم من مصل ماله من صلوة سوىٰ روية المحراب والكد والعنا**" اور بہت سے ایسے نمازی پائے جاتے ہیں جن کو اپنی نماز کے سوائے زیارت محراب، تکلیف اور سختی کے اور کچھ وصول نہیں ہوتا۔

"**واخر يحظى بالمناجاة دائما وان كان قد صلى الفريضته و ابتدى**"

اور دوسری قسم (کے نمازی وہ ہیں جو خشوع و خضوع سے کام لیتے ہیں) وہ ہیں جو ہمیشہ اپنی زاری اور مناجات سے لطف اٹھاتے رہتے ہیں خواہ وہ نماز کے ابتداء میں ہوں یا نماز کو آخر کرنے کو ہوں۔

"**و كيف و سر الحق كان امامه وان كان ماموما فقد بلغ المدى**"

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ نماز جو کہ سر الہی تھی وہ ان کے سامنے تھی اگر وہ اس حقیقت کو سامنے رکھتے تو مقصود کو پہنچ جاتے

(نماز مقبول)

﴿**عورة السرة**﴾ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ناف ستر میں داخل ہے جبکہ گھٹنا ستر میں داخل نہیں

Marfat.com

وَمَا كَانَ عَوْرَةً مِنَ الرَّجُلِ فَهُوَ عَوْرَةٌ مِنَ الْاَمَةِ وَظَهْرُهَا وَبَطْنُهَا عَوْرَةٌ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنْ بَدَنِهَا فَلَيْسَ بِعَوْرَةٍ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ صَلّٰى مَعَهَا وَلَمْ يُعِدِ الصَّلٰوةَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ثَوْبًا صَلّٰى عُرْيَانًا قَاعِدًا يُؤْمِئُ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا اَجْزَاهُ وَالْاَوَّلُ اَفْضَلُ

اور جو کچھ مرد کو ستر ہے وہی لونڈی کو ستر ہے اور اس کی پیٹھ اور پیٹ بھی ستر ہے اور اس کے علاوہ لونڈی کے بدن کا کوئی حصہ ستر نہیں ہے اور جو شخص وہ چیز نہ پائے جس سے نجاست دور کی جاتی ہے تو نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے اور نماز کا اعادہ نہ کرے اور جو شخص کپڑا نہ پائے تو برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اشارے کے ساتھ رکوع و سجود ادا کرے۔ پس اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو کافی ہو جائے گی اور پہلی صورت بہتر ہے۔

Marfat.com

وَيَنْوِى الصَّلٰوةَ الَّتِىْ يَدْخُلُ فِيْهَا بِنِيَّةٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ التَّحْرِيْمَةِ بِعَمَلٍ اٰخَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا فَيُصَلِّىْ اِلٰى اَىِّ جِهَةٍ قَدَرَ فَاِنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ مَنْ يَّسْئَلُهٗ لَهٗ عَنْهَا اجْتَهَدَ وَصَلّٰى فَاِنْ عَلِمَ اَنَّهٗ اَخْطَاَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ وَ اِنْ عَلِمَ ذٰلِكَ وَهُوَ فِى الصَّلٰوةِ اسْتَدَارَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَبَنٰى عَلَيْهَا

اور نیت کرے اس نماز کے لیے جس میں داخل ہو ایسی نیت کے ساتھ کہ اس نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کسی دوسرے عمل سے جدائی نہ ہو اور قبلہ کی طرف رخ کرے مگر یہ کہ ڈرتا ہو تو جس طرف بھی قدرت رکھتا ہو نماز پڑھ لے۔ پس اگر اس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور کوئی ایسا شخص بھی پاس نہیں جس سے قبلہ کے متعلق دریافت کرے تو دل میں سوچ کر نماز پڑھ لے پس اگر نماز پڑھنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس نے غلطی کی ہے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے اور اگر نماز کے دوران اپنی غلطی جان گیا تو قبلہ کی طرف گھوم جائے اور باقی اسی پر پوری کرے۔

﴿التحريمة﴾ جیسے کھانا اور پینا اور باتیں کرنا

Marfat.com

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوۃِ

نماز کا طریقہ

﴿صفۃ﴾ نماز پڑھنے کا طریقہ :۔ ''عن ابی ھریرۃ'' ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ '' ان رجلا دخل المسجد'' یہ کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ '' ورسول اللہ ﷺ جالس فی ناحیۃ المسجد '' اور سید دو عالم ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ '' فصلیٰ '' پس اس شخص نے نماز پڑھی ''ثم جآء فسلم علیہ '' پھر وہ شخص آیا اور حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا۔ '' فقال لہ رسو ل اللہ ﷺ و علیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل '' اس کو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ '' و علیک السلام '' واپس لوٹ نماز پڑھ۔ بالتحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ یعنی تعدیل ارکان، قومہ، جلسہ، صحیح ادا نہیں کیا۔ ''فرجع فصلی'' وہ شخص واپس ہوا پھر نماز پڑھی۔ '' ثم جاء فسلم '' وہ شخص پھر نماز پڑھ کر آیا اور حضور انور ﷺ کو سلام کیا۔ '' فقال و علیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل '' پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا و علیک السلام، واپس جا، نماز پڑھ، بالتحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ '' فقال فی الثالثۃ او فی التی بعدھا '' پھر اس شخص نے تیسری دفعہ یا اس کے بعد عرض کی،

'' علمنی یا رسول اللہ ''اے اللہ تعالیٰ کے (پیارے) رسول مجھے سکھلا دیجئے۔ ''فقال اذا اقمت الی الصلوۃ فاسبغ الوضوء ''آپ نے فرمایا جب تو نماز کا قصد کرے تو مکمل وضو کر۔ '' ثم استقبل القبلۃ ''پھر قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر،

'' فکبر ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن ثم ارجع حتی تطمئن راکعا ثم ارجع حتی تستوی قائما '' تکبیر تحریمہ کہہ پھر قرآن مجید پڑھ جو تجھ کو آسان ہو یعنی جونسی (جہاں سے) جگہ سے تجھے یاد ہو۔ پھر رکوع کر یہاں تک کہ تجھے رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر کو اٹھا۔ یہاں تک کہ تو بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ '' ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا '' پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تیرا سجدہ اطمینان کے ساتھ ہو۔ پھر بیٹھ یہاں تک کہ بیٹھنے میں تجھے اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تو سجدہ میں اطمینان پالے پھر اپنا سر اٹھا یہاں تک کہ تو اطمینان کے ساتھ بیٹھے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اپنے سر کو اٹھا یہاں تک کہ تو سیدھا کھڑا ہو۔ پھر اپنی تمام نماز اسی طرح ادا کر۔ (متفق علیہ) ---- قومہ، جلسہ، رکوع اور سجود میں طمانیت نہایت ضروری ہے۔ امام شافعی رحمت اللہ علیہ اور امام مالک رحمت اللہ علیہ کے نزدیک طمانیت فرض ہے اور امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے طمانیت بدن کے تمام جوڑ رکوع اور سجود میں اپنی اپنی جگہ پر آجانے کو اور سکون حاصل ہو جانے کو کہتے ہیں۔ آج کل عموماً اس طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ نماز کے صحیح ہونے کا مدار اسی پر ہے۔ کہ نماز اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ادا کی جائے۔ تاکہ قبولیت کے مقام پر

Marfat.com

پہنچ جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سے روایت ہے۔" عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقرآءۃ بالحمد للہ رب العالمین فکان اذا رکع لم یرفع رأسہ و لم یصوبہ ولکن بین ذالک فکان اذا رفع راءسہ من الرکوع لم یسجد حتی یستوی قائما" ترجمہ :- وہ فرماتی ہیں کہ حضور انور ﷺ تکبیر کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے اور قراءت الحمد شریف سے اور جب حضور اقدس ﷺ رکوع کرتے تو سر مبارک کو نہ اونچا کرتے اور نہ پست بلکہ درمیان میں ہوتا یعنی گردن اور پیٹھ برابر ہوتی اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تھے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جائے۔ " فکان اذا رفع راءسہ من السجدۃ لم یسجد حتی یستوی جالسا و کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ وکان یفرش رجلہ الیسری و ینصب رجلہ الیمنی وکان ینھی عن عقبۃ الشیطان وکان یختم الصلوۃ بالتسلیم " (رواہ مسلم)اور جب سر مبارک اٹھاتے تھے تو پھر دوبارہ سجدہ نہ کرتے تھے حتی کہ برابر بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔ اور عقبہ، شیطان سے منع فرماتے تھے۔ یعنی اس طرح بیٹھنے سے حضور ﷺ منع فرمایا کہ ایک نمازی دونوں کُولے زمین پر لگائے، دونوں پنڈلیاں کھڑی کرے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ کو سجدے میں اس طرح پھیلانے سے منع فرمایا ہے جس طرح درندے پھیلاتے ہیں اور سلام کے ساتھ نماز کو ختم فرماتے تھے ۔ مندرجہ بالا ارشادات گرامی قدر میں حضور فخر عالم ﷺ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھلایا بلکہ عملاً تلقین فرمائی۔ ہماری نمازیں اسی لئے بے کیف و بے اثر ہوتی ہیں کہ ہم ارشادات عالیہ کے مطابق نماز کی ادائیگی بجا نہیں لاتے۔ اگر ہم صدق دل کے ساتھ حضور انور ﷺ کے احکام کے مطابق نماز ادا کریں تو یقیناً ہماری نمازیں وہ اثر و قبولیت پیدا کر سکتی ہیں۔ جو صحابہ کرام کے پاکیزہ دور میں تھی۔ " اللھم ارزقنا اطمینانا فی الصلوۃ ." امین

" و عن عون بن عبد اللہ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ اذا رکع احد کم فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلث مرات" عون بن عبد اللہ سے روایت ہے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی ایک تم میں سے رکوع کرے پس اپنے رکوع میں کہے۔ تین دفعہ سبحان ربی العظیم ۔۔

" فقد تم رکوعہ و ذالک ادناہ و اذا سجد فقال فی سجودہ سبحان ربی الاعلی ثلث مرات " پس بالیقین اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ ازروئے ثواب کے کم درجہ ہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلی کہے۔ " فقد تم سجودہ و ذالک ادناہ " (رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ) تو بلا ریب اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ یعنی تین بار سبحان ربی الاعلی کا پڑھنا ازروئے ثواب کے کم درجہ ہے۔ رکوع یا سجود میں مندرجہ بالا کلمات طیبات کا ہر سات دفعہ دہرانا نہایت اعلیٰ درجہ ہے اور پانچ بار دہرانا اوسط درجہ ہے۔

(نماز مقبول ص ۹۔ ۱۳۔ ناشر ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، محلہ قاضی خیلاں پشاور)

Marfat.com

فَرَائِضُ الصَّلٰوۃُ سِتَّۃٌ اَلتَّحْرِیْمَۃُ وَالْقِیَامُ وَالْقِرَاءَ ۃُ وَالرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَالْقَعْدَۃُ الْاٰخِیْرَۃُ مِقْدَارَ التَّشَہُّدِ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ سُنَّۃٌ

نماز میں چھ فرائض ہیں ، اللہ اکبر کہنا ، قیام کرنا ، قرآن مجید پڑھنا ، رکوع کرنا ، سجدہ کرنا ، تشہد کے برابر قعدہ آخیرہ کرنا اور جو امور اس کے سوا ہیں وہ سنت ہیں۔

﴿قیام﴾ اگر عذر ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

﴿مقدار﴾ دو رکعات والی نماز میں دوسری رکعت کے بعد اور تین اور چار رکعت والی نماز میں بالترتیب تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد قعدہ آخیرہ ہوتا ہے۔

﴿التشہد﴾ " التحیات للہ " سے لے کر " عبدہ ورسولہ " تک۔

Marfat.com

وَاِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ مَعَ التَّکْبِیْرِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْھَامَیْہِ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْہِ فَاِنْ قَالَ بَدَلاً مِّنَ التَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَجَلُّ اَوِ اللّٰہُ اَعْظَمُ اَوِ الرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ اَجْزَاہُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمُحَمَّدٍ وَعِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ لَا یَجُوْزُ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوِ اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ اَوِ اللّٰہُ کَبِیْرٌ اَوِ اللّٰہُ الْکَبِیْرُ وَیَعْتَمِدُ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَیَضَعُھُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَیَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَیُسِرُّ بِھِنَّ فِیْ نَفْسِہٖ

اور جب نماز شروع کرے تو اللہ اکبر کہے اور تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اتنا اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر لے آئے۔ پس اگر اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر کہا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک کافی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اللہ اکبر یا اللہ الاکبر یا اللہ کبیر یا اللہ الکبیر کے سوا کہنا جائز نہیں اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے اور دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے اور پھر آہستہ سے اپنے دل میں سبحانک اللھم آخر تک اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔

﴿اللہ اکبر﴾ امام ابو یوسف کے نزدیک ان الفاظ میں "اکبر" کے معنی نہیں پائے جاتے اس لیے ان کا کہنا جائز نہیں۔ لیکن فتوی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قول پر ہے

Marfat.com

ثُمَّ يَقْرَءُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً مَّعَهَا اَوْ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ قِصَارٍ اَوْ اٰيَةً طَوِيْلَةً مِنْ اَىِّ سُوْرَةٍ شَآءَ وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ سِرًّا وَيَقُوْلُهَا الْمُؤْتَمُّ اَيْضًا وَيَخْفُوْنَهَا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ وَيَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُفَرِّجُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَ يَبْسُطُ ظَهْرَهٗ وَلَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَلَا يَنْكِسُهٗ وَيَقُوْلُ فِى الرُّكُوْعِ سُبْحَانَ رَبِّىَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَيَقُوْلُ الْمُؤْتَمُّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اوراس کے ساتھ کوئی سورۃ یا تین مختصر آیات یاایک طویل آیت جس سورۃ سے چاہے پڑھ لے اور جب امام و لاالضالین کہے اور آہستہ سے آمین کہے تو مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہے گا۔ پھر اللہ اکبر کہے گا اور رکوع کرے گا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنے پکڑے گا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے گا اور سر کو نہ اٹھائے اور نہ نیچا کرے گا اور رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہے گا اور یہ اس کا کم سے کم درجہ ہے۔ پھر سر کو اٹھائے گا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے گا۔

﴿یقرء فاتحة الکتاب﴾ عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔" قال قال رسول اللہ ﷺ لا صلوۃ لمن لم یقراء بفاتحة الکتاب" (متفق علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا سرورعالم ﷺ سے اس شخص کی نماز نہ ہوئی جس نے الحمد شریف نہ پڑھی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے مگر مقتدی کو چاہیے کہ امام کے پیچھے خاموش رہے۔ سید عالم ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ صبح کی نماز میں لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے۔ ظہر، عصر، عشاء میں اور مغرب میں بہت مختصر، اس لئے فقہائے کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام سورتوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ گوہر جو بکھرے ہوئے تھے ان سب کو سلک میں منسلک کر کے ہماری سہولت کے لئے کتابوں میں ضبط کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ صبح کی نماز میں طوال مفصل کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی پارہ ۲۶ سورہ حجرات سے لیکر پارہ ۳۰ بروج تک ظہر، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل یعنی پارہ ۳۰ سورہ بروج سے لیکر سورہ "لم یکن الذین"

Marfat.com

تک اور مغرب میں قصار مفصل یعنی " لم یکن الذین " سے آخر قرآن مجید تک پڑھا کرتے تھے۔لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان سورتوں کو یاد کر کے حضور اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ ادا کرتے ہوئے ہر نماز میں مناسب سورتیں پڑھا کرے۔ یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کیونکہ ہم نے صرف فاتحہ شریف اور قل شریف پر اعتماد کر کے قرآن مجید کو یاد کرنا چھوڑ دیا ہے اور قرآن مجید سے حد درجہ بے اعتنائی اختیار کر لی ہے۔ نماز میں تلاوت قرآن مجید اسی مقصد کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے کہ احکام الٰہی بار بار مسلمانوں کی نظروں کے سامنے آتے رہیں۔ ان کو یاد رہیں، کسی وقت کوئی حکم بھولنے نہ پائیں اور ہر وقت سراپا عمل رہیں۔ قیامت کے دن جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں حضور رسول مقبول ﷺ عرض کریں گے۔کہ" یا رب ان قومی اتخذوا ھذاالقرآن مھجورا " اے میرے پروردگار! تحقیق میری قوم نے قرآن مجید کو متروک کر دیا تھا۔ تو اس وقت ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کو اپنی اس غفلت اور سستی کا کیا جواب دیں گے۔(نماز مقبول ۵۴۔۵۵)

❀ربنا لک الحمد❀ ربنا ولک الحمد نہیں ہے

Marfat.com

فَاِذَااسْتَوٰی قَائِمًا کَبَّرَ وَ سَجَدَ وَاعْتَمَدَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ وَ وَضَعَ وَجْهَهٗ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَيَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ وَسَجَدَ عَلٰى اَنْفِهٖ وَجَبْهَتِهٖ فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰى اَحَدِهِمَا جَازَ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَا يَجُوْزُ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَّاِنْ سَجَدَ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهٖ اَوْ فَاضِلِ ثَوْبِهٖ جَازَ وَيُكْرَهُ

پس جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اپنا چہرہ رکھے اور دونوں ہاتھ کانوں کے برابر میں ہوں اور اپنی ناک اور پیشانی سے سجدہ کرے پس اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ بغیر عذر صرف ناک سے سجدہ کرنا جائز نہیں اور اگر پگڑی کے بل یا زائد کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے۔

﴿استوی﴾ یعنی جب ہر اندام اپنی اپنی جگہ پر آجائے۔

﴿سجدہ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم" وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ، " امرت ان اسجد " مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ " علی سبعة اعظم " سات ہڈیوں پر " علی الجبهة " پیشانی پر" والیدین" اور دونوں ہاتھوں پر " والرکبتین "اور گھٹنوں پر "واطراف القدمین "اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر " ولا نکفت الثیاب " اور کپڑوں کو اکٹھا نہ کریں "ولا الشعر " اور نہ بالوں کو۔ صہ ۱۱۱ (متفق علیہ) یہ جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے ، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ ناک اور پیشانی کا زمین پر لگانا فرض ہے ، بغیر ان کے رکھے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ اگر سجدے میں دونو ل پاؤں کے نیچے زمین سے بلند ہوں یعنی زمین پر رکھے ہوئے نہ ہوں تو نماز ٹوٹ جائیگی ، ایک پاؤں کا پنجہ زمین پر لگائے اور دوسرا بلند رکھے یعنی زمین پر لگا ہوا نہ ہو تو نماز مکروہ ہو جائیگی پاؤں کے پنجوں کی انگلیاں قبلہ شریف کی طرف ہوں ، اگر ایک انگلی بھی کعبہ شریف کی طرف نہ ہو تو جائز نہ ہوگا۔ حدیث مندرجہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے سجدے میں جاتے وقت عادت کے تحت ، یا خاک آلود ہونے کی وجہ سے کپڑے سمیٹنا منع فرمایا ہے۔ فی زمانہ سجدے میں پاؤں رکھتے وقت بہت بے احتیاطی برتی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بے احتیاطی ہی نماز کے فاسد ہونے کا باعث

Marfat.com

ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " اعتدلوا في السجود " سجدے میں اعتدال برتو "ولا يبسط احد كم ذراعيه انبساط الكلب " (رواہ مسلم) اور تم میں سے کوئی فرد اپنے ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔ سجدے میں اپنی پیٹھ کو ہموار، ہاتھوں کو زمین پر، کہنیاں زمین سے بلند اور رانیں پیٹ سے جدا رکھنے کو اعتدال یا طمانیت کہتے ہیں اور یہی حضور اقدس ﷺ کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔ براء بن عازب سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ" وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا " اذا سجدت فضع كفيك " سجدہ کرتے وقت اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ " وارفع مر فقيك "اور اپنی کہنیاں زمین سے اٹھائے رکھ (رواہ مسلم) وائل بن حجر سے روایت ہے۔ "قال " وہ فرماتے ہیں کہ " رايت رسول الله ﷺ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا " اذا سجدوضع ركبتيه قبل يديه " جب سرور کائنات ﷺ سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھتے "واذا رفع " اور جب (سجدہ سے) اٹھتے " رفع يديه قبل ركبتيه" تو گھٹنے اٹھانے سے پیشتر دونوں ہاتھ اٹھاتے (رواہ ابو داؤد، والترمذی، والنسائی، وابن ماجہ، والدارمی)۔ عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ہے " قال منع رسول الله ﷺ" وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے " عن نقرة الغراب " کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے (رواہ ابو دواؤد، والنسائی) ابو داؤد، عبد اللہ بن اشعری سے روایت ہے " ان رسول الله ﷺ راى رجلا " یہ کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا "لا يتم ركوعه" کہ وہ اپنا رکوع پورا ادا نہیں کرتا " وينقرفي سجوده "اور اپنے سجدے میں ٹھونگے مارتا ہے "وهو يصلى" حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ " فقال رسول الله ﷺ " پس حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " لومات هذا على حاله هذا " اگر اسی حالت پر یہ مرجاوے "مات على غير ملة محمد ﷺ "تو یہ شخص حضور اکرم ﷺ کے طریقہ پر نہ مرا۔ مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ نماز میں تعدیل ارکان رکوع، سجود، جلسہ، میں طمانیت کتنی اہمیت رکھتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی کتنی اہم سنت ہے۔ پہلے تو عامتہ المسلمین نماز ہی ادا نہیں کرتے، اور اگر ادا کرتے ہیں تو کس بے دردی سے ان سنن مطہرہ سے انحراف برتا جاتا ہے۔ اس وقت تک ہماری نمازوں میں حظ، لطف اور مقبولیت پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ نمازیں ہمارے لئے نور، جنت، اور ذریعہ نجات بن سکتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو بھی زندہ کرے گا تو اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔ لہٰذا اس پر فتن و پر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ نماز میں اس طمانیت کی سنت کو زندہ کر کے (جو کہ اب مسلمانوں کے ہاتھوں مرچکی ہے) سو شہید کا ثواب حاصل کرے۔

﴿الانف﴾ جیسے ناک پر دانہ نکل آیا اور ناک زمین پر نہیں لگا سکتا۔

Marfat.com

وَيُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيُجَافِيْ بَطْنَهٗ عَنْ فَخْذَيْهِ وَيُوَجِّهُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ نَحْوَالْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ فِي السُّجُوْدِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيُكَبِّرُ فَاِذَا اطْمَأَنَّ جَالِسًا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَاِذَا اطْمَأَنَّ سَاجِدًا كَبَّرَ وَ اسْتَوٰى قَائِمًا عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَقْعُدُ وَلَا يَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ

اور اپنے دونوں بازؤں کو اپنے دونوں پہلوں اور اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے علیحدہ رکھے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب رخ کرے اور سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہے اور یہ اس کا کم سے کم درجہ ہے پھر اپنے سر کو اٹھائے اور تکبیر کہے پس جب بیٹھنے میں اطمینان حاصل کرلے تو تکبیر کہے اور سجدہ کرے پس سجدہ میں اطمینان حاصل کرے تو تکبیر کہے اور پاؤں کے تلووں پر سیدھا کھڑا ہو جائے اور بیٹھے نہیں اور نہ ہاتھوں سے زمین پر سہارا لے۔

﴿اطمأن﴾ اطمینان کا مطلب ہے کہ ہر اندام اپنی اپنی جگہ پر آجائے

﴿جالسا﴾ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے " کان النبی ﷺ یقول بین السجدتین " حضور اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان فرمایا کرتے تھے۔ " اللھم اغفرلی وارحمنی و عافنی و اھدنی وارزقنی " (رواہ ابو داؤد والترمذی) اے اللہ ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو عافیت سے رکھ اور ہدایت دے اور مجھ کو رزق عنایت کر۔ حضور اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا دعا پڑھنے سے چند باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ بیٹھنا دونوں سجدوں کو علیحدہ کرتا ہے۔ دوئم دونوں سجدوں کے درمیان طمانیت حاصل ہوتی ہے جو کہ از بس ضروری ہے۔ سوئم یہ دعا پڑھنا حضور اکرم ﷺ کی ادائیگی سنت ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ احکام دین سے غفلت اور سنت نبوی ﷺ سے روگردانی اختیار کی جارہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی اس سنت کو زندہ کرنا از بس ضروری ہے جو کہ بالکل متروک ہو گئی ہے۔

﴿صدور﴾ صدور کا مطلب ہے پاؤں کا سینہ یعنی اگلا حصہ انگلیوں کے نیچے یعنی نچلا حصہ۔

Marfat.com

وَيَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَافَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى إِلَّا أَنَّهٗ لَا يَسْتَفْتِحُ وَلَا يَتَعَوَّذُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ الْيُمْنٰى نَصْبًا وَوَجَّهَ أَصَابِعَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ بَسَطَ أَصَابِعَهٗ وَ يَتَشَهَّدُ وَالتَّشَهُّدُ أَنْ يَقُوْلَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلٰى آخِرِهٖ

اور دوسری رکعت میں بھی وہی کچھ کرے جو پہلی رکعت میں کیا مگر یہ کہ ثنا اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہ پڑھے اور ہاتھوں کو نہ اٹھائے مگر پہلی تکبیر میں، اور جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے اور ان الفاظ کے ساتھ تشہد پڑھے التحیات للہ آخر تک

﴿التحیات للہ﴾ التحیات یا تشہد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا التشهد کما یعلمنا السورة من القرآن " وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہم کو تشہد (التحیات) سکھاتے تھے۔ جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورۃ سکھایا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قعد فی التشهد " وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ تشہد (التحیات) کے لئے بیٹھتے، " وضع یده الیسری علی رکبته الیسری " (تو) اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھنے، " و وضع یده الیمنی علی رکبته الیمنی "اور اپنا دہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھے۔ ترپن کی گنتی کے ساتھ گرہ کرتے۔ " و اشار بالسبابته "(مشکوٰۃ) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ مندرجہ بالا التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنے کا نبوی طریقہ ہے، دوران التحیات میں کلمہ شہادت پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک بھی سنت ہے۔ نیز احادیث شریف اور فقہ مبارک کی تمام کتب سے ثابت، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ یہ اشارہ شیطان کو لوہے کے تیر سے بھی سخت لگتا ہے۔ شیخ ابن الہمام محقق فرماتے کہ اشارہ کو منع کرنا خلاف روایت و درایت ہے۔ اشارہ کا طریقہ یہ ہے۔ پہلے چھنگلی انگلی کو، پھر اس کے ساتھ والی، پھر درمیانی انگلی کو بند کر کے شہادت کی انگلی کو لا الہ پر اٹھا کر الا اللہ پر گرا

Marfat.com

دینا چاہیے تو اشارہ ادا ہو جائے گا۔ نیز ترپن کی گنتی بنانے سے مراد حلقہ بنانا ہے۔ یعنی اکاون، باون، ترپن، پر جس طرح تین انگلیاں بند کرنی پڑتی ہیں۔ اسی طرح یہ تین انگلیاں بند کر کے حلقہ بنا کر چھوٹی انگلی یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ " قال كنا اذا صلينا مع النبي ﷺ قلنا السلام على الله السلام على ميكائيل السلام على فلان" جبکہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ (تو) ہم کہتے تھے (یعنی التحیات میں) بندوں پر سلام ہونے سے پہلے اللہ پر سلام ہو میکائیل پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، " فلما انصرف النبی ﷺ اقبل علينا بوجهه " جب حضور اقدس ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا منہ مبارک ہماری طرف کیا۔ " قال لا تقولوا السلام على الله فان الله هو السلام " آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ اللہ پر سلام ہو بالیقین وہ خود (جل جلالہ) سلام ہے یعنی تمام نقصانوں اور آفات سے محفوظ ہے بلکہ اپنے بندوں کو تمام ظاہری اور باطنی آفات وبلیات سے بچانے والا اور محفوظ رکھنے والا ہے تو پھر اس کے لئے سلامتی چاہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ " فاذا جلس احدكم في الصلوة " جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں تشہد کے لئے بیٹھے "فليقل" پس چاہیے کہ کہے " التحيا ت لله و الصلوات و الطيبات اسلام عليك ايها البنى و رحمة الله و بركاته اسلام علينا وعلى عباد الله الصالحين " ہر قسم کی زبان کی بندگی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہر قسم کی بدنی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہر قسم کی مالی بندگی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور سلامتی ہو تم پر اے اللہ کے صالحین بندوں پر، " فانه اذا قال ذالك اصاب كل عبد صالح في السماء والارض" جب ایک نمازی جب مندرجہ بالا الفاظ کہتا ہے تو اس کی برکت ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔

" اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله " گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ اور گواہی دیتا ہوں (اس بات کی) کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے اور اس کے (برگزیدہ) رسول ہیں۔ " ثم ليتخير من الدعآ ء العجبه اليه فيدعوه " (متفق علیہ) پھر مکمل التحیات پڑھنے کے بعد۔ جو دعا پسند کرتا ہے، اختیار کرے۔ پس اللہ تعالیٰ سے وہ دعا مانگے جو اسے اچھی لگے۔ ابن مالک نے کہا کہ روایت کی گئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا ان الفاظ کے ساتھ کی، " التحيا ت لله والصلوت و الطيبات " تو اللہ تعالیٰ نے جواب کے طور پر فرمایا، " السلام عليك ايها النبى ورحمته الله و بركاته " تو پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ " السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين " تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا، " اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله "۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب نمازی حضور پرنور ﷺ پر سلام پڑھنے لگے تو نہایت ہی ادب، تعظیم، عظمت وعزت کے ساتھ پڑھنے۔ حضور اکرم ﷺ کی عزت کرنا، تعظیم بجالانا، ادب کرنا ہمارا فرض اولین ہے۔ ایک شخص کتنا ہی نمازی ہو، قرآن خواں ہو، الحاج ہو، مجاہد ہو مگر اس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کے متعلق ذرہ برابر بھی کسی بات میں کجی پیدا ہوئی تو وہ شخص باوجود اتنی پرہیزگاری کے مردود اور جہنمی ہو جاتا ہے۔ اس کی

Marfat.com

دعا قبول نہیں ہوتی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فو ق صوت البنی ولا تجهر واله بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ہ" ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے، اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر (تک) نہ ہو۔ مقام غور ہے۔ کہ حضور ﷺ کے ادب کے متعلق کتنا اہم حکم صادر فرمایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ مقدس میں منہ میں پتھر رکھ کر آتے تھے۔ تاکہ اونچی بات منہ سے نہ نکل جائے اور ہم کہیں گھاٹے میں نہ پڑ جائیں۔ ایک مسلمان کا ایمان ہی مکمل تب ہو گا۔ جبکہ اس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی محبت نہ ہو۔

شیخ الہند مولانا شیخ عبد الحق نور اللہ مرقدہ الکریم مدارج شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔" بدانکه وے ﷺ می بنید، و می شنود کلام ترا زیر اکه وے ﷺ متصف است بصفات الله تعالیٰ ویکے از صفات الهی آنست " کہ انا جلیس من ذکرنی ترجمہ :۔ سمجھ لے کہ وہ ﷺ تمہارے پڑھنے کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کے ساتھ متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اس کے پاس ہوں۔ جب حضور اکرم ﷺ ہمارے اس سلام بھیجنے کو دیکھ رہے اور سن رہے ہیں تو پھر چاہیے کہ ہم نہایت ہی ادب، تعظیم کے ساتھ سلام پڑھیں۔ مجدد مائۃ حاضرۃ عالم مولینا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں، واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا، عظمت و جلال ہی کے ساتھ آئے گا۔ کہ ان کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرم ہی تو ہے تو یہاں نہ صرف ان کے خیال بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے۔ " ولکن المنافقین لا یعلمون"۔۔ احیاء العلوم مطبع لکھنؤج ا صہ ۹۹ میں۔ " احضر فی قلبك البنی ﷺ و شخصه الکریم و قل السلام علیك ایها البنی و برکاته" ترجمہ :۔ التحیات میں نبی کریم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور ﷺ کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر ، "السلام علیك ایها البنی و رحمة الله و برکاته" میزان امام شعرانی مطبوعہ مصر، ج ا صہ ۱۳۹۔ ۱۴۰ "سمعت سیدی علی الخواص رحمة الله علیه یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول الله ﷺ فی التشهد لینبنه الغافلین فی جلوسهم بین یدی الله عزو جل علی شهود بین هم فی تلك الحضرة فانه لا یفارق حضره الله تعالیٰ ابدا فیخاطبونه بالمشافة " ترجمہ :۔ میں نے اپنے سردار خواص کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام عرض کرنے کو اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی کریم ﷺ کو دیکھیں اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے جدا نہیں ہوتے۔ پس بالمشافہ حضور اقدس ﷺ پر سلام عرض کریں۔

حضور پرنور غوث اعظم، محبوب سبحانی، قطب ربانی، سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ صلاحیت ایک حالت ہے (اور

Marfat.com

وہ یہ ہے) اپنے ارادے کو فنا کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہنا۔ یعنی راضی بر ضا اللہ تعالیٰ، اور اپنے ہر امر کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا ،اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے چھوٹا بچہ دایہ کے ہاتھ میں اور مردہ غسال کے ہاتھ میں ہو، کہ جس طرح چاہے اسے الٹ پلٹ کرے ۔اسی طرح بندہ صالح وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو بغیر کسی قسم کی چوں وچرا کے قبول کر کے عمل کرتا ہو۔جب ایک آدمی اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام نفسانی اور زمانے کی آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال نهى رسول الله ﷺ ان يجلس الرجل فى الصلوٰة وهو معتمد على يديه" (رواہ احمد، ابو داؤد) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس بات سے) منع فرمایا ہے۔کہ ایک شخص نماز میں بیٹھے اس حال میں کہ وہ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہو، "و فی روایة لتہ" اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے۔ "نهى ان يعتمد الرجل على يديه اذا انهض" (کہ اس بات سے بھی) منع فرماتا ہے کہ کوئی شخص جب اٹھے تو ہاتھوں پر بھروسہ کئے ہوئے ہو۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو ہاتھوں پر ٹیک نہ لگائے اور نہ ہی سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لے، بلکہ پاؤں کے بل کھڑا ہو، اگر نمازی ضعیف العمر ہے یا بیمار، تو وہ مجبورا سہارا لے سکتا ہے اور اس پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کا عمل ہے۔(نماز مقبول ۲۵ تا ۳۲) از حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی، یکہ توت پشاور ناشر:۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور،

طالب دعا:۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

وَلَا يَزِيدُ عَلٰى هٰذَا فِى الْقَعْدَةِ الْاُوْلٰى وَيَقْرَءُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةَ الْكِتَابِ خَاصَّةً فَإِذَا جَلَسَ فِى اٰخِرِ الصَّلٰوةِ يَجْلِسُ كَمَا جَلَسَ فِى الْاُوْلٰى وَ تَشَهَّدَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور پہلے قعدہ میں اس سے زیادہ نہ پڑھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔ پس نماز کے آخر میں اس طرح بیٹھ جائے جیسے پہلے قعدہ میں بیٹھا تھا اور التحیات پڑھے اور حضور ﷺ پر درود بھیجے

﴿وصلی علی النبی علیہ السلام﴾ عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال لقینی کعب بن عجرۃ " وہ کہتے ہیں کہ کعب بن عجرہ مجھے ملے۔ " فقال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتھا من النبی ﷺ " اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں جو میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے۔ " فقلت بلی فاھد ھالی " تو میں نے کہا کہ ضرور وہ تحفہ مجھے دو "فقال سالنا رسول اللہ ﷺ فقلنا یا رسول اللہ ﷺ "پس کہا کہ ہم نے سرور کائنات ﷺ سے عرض کی اور کہا ہم نے کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ " کیف الصلوۃ علیک "ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں۔ " فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک بالیقین " ہمیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سکھایا دیا ہے۔ "قال " آپ نے ارشاد فرمایا "قولوا "(یوں) کہا کرو۔ "اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید "، ترجمہ۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت بھیج اور محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام اور اس کی آل پر رحمت بھیجی۔ بالیقین تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔" اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید "ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ پر برکت بھیج اور محمد ﷺ کی آل پر، جیسا کہ آپ نے ابراھیم علیہ السلام اور اس کی آل پر برکت بھیجی۔ بالیقین تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ (متفق علیہ الا ان مسلما لم یذکر علی ابراھیم فی الموضعین) تشہد میں درود شریف پڑھنا امام شافعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض اور علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ امر وجوبی ہے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے۔ علماء کرام نے درود شریف کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے۔ " اللھم صل علی محمد الخ "یارب محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما اور ان کی شریعت کو بقاعنایت کر اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کا ثواب زیادہ کر، اور اولین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما اور انبیاء، مرسلین وملائکہ اور تمام خلق پر ان کی

Marfat.com

شان بلند کر۔ "قال الحلیمی المقصود بالصلوۃ علی النبی ﷺ التقرب الی اللہ بامتثال امرہ و قضاء حق النبی ﷺ علینا" ترجمہ :۔ حلیمی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور پر نور ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ذات باری تعالیٰ کا قرب تلاش کرے اور سرکار دوعالم ﷺ کا حق ادا کرے۔

" وتبعه ابن عبدالسلام فقال لیست صلاتنا علی النبی ﷺ شفاعة له فان مثلنا لا یشفع لمثله و لکن اللہ امرنا بمکافاة من احسن الینا فان عجزنا عنها کا فأنا بالدعاء فارشد نا اللہ تعالیٰ لما عجزنا عن مکافاة نبینا ای الصلوۃ الیه" ترجمہ :۔ اور حضرت ابن عبدالسلام نے بھی پہلے قول کی پیروی کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ہمارا حضور پر نور ﷺ پر درود بھیجنا ،ان کی ذات بابرکات کے لئے شفاعت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جیسے ایسی برگزیدہ ہستی کے لئے (ﷺ) سفارش نہیں کر سکتے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جس ذات پاک ﷺ نے تمہارے ساتھ اتنے احسانات کئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوری پوری جزا دو۔ پس چونکہ ہم اس کام کی تکمیل سے تو عاجز ہیں تو پھر ہم اس دورد شریف کے ذریعے اس کی کو پورا کریں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب ہم کو اس کام کے کرنے سے (یعنی پوری پوری جزا دینے سے) عاجز پایا تو ہم کو حضور پر نور ﷺ پر دورد بھیجنے کے لئے امر دیا۔ "وقال ابن عربی فائدہ الصلوۃ علیه رجع الی الذی یصلی علیه بدلا لة ذالك علی نصوح العقیدۃ و خلوص النیة و اظهار المحبة والمداومة علی الطاعته والا حترام للواسطة الکریمه"

ترجمہ :۔ حضرت ابن عربی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا، کہ درود شریف (پڑھنے) کا فائدہ یہ ہے کہ اس ذات ﷺ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے اور وہ رجوع اس شخص کے عقیدے کی صحت، خلوص نیت، اظہار محبت، عبادت پر ہمیشگی اور حضور انور ﷺ کے احترام پر دلالت کرتا ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلواۃ و احدۃ صلی اللہ علیه عشرا" (رواہ مسلم) وہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔ جب صلوۃ کی نسبت کسی شخص کی طرف ہو تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے رحمت کی التجا اور دعا ہے اور جب اسی لفظ صلوۃ کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب، اس شخص کی التجا، دعا کو قبول فرما کر رحمت نازل فرمانا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی صلاۃ واحدۃ صلی اللہ علیه عشر صلوات و حطت عنه عشر خطیات و رفعت له عشر درجات "(رواہ النسائی) وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس (۱۰) بار رحمتیں نازل فرمائیگا اور اس کے دس گناہ بخشے جاویں گے اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے، سبحان اللہ ! درود شریف کے ورد میں کتنی برکتیں، رحمتیں اور بخششیں ہیں کہ ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس گناہ معاف دس رحمتیں مہیا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب میں دس درجے بلند، کتنی پاکیزہ عبادت اور کتنی اعلیٰ یاد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہمیں توفیق مرحمت فرمائے کہ ہم ہر وقت حضور اکرم ﷺ پر درود

Marfat.com

شریف ہی پڑھتے رہا کریں، آمین ثم آمین، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔" قال قال رسول الله ﷺ ، اولی الناس بی یوم القیامة اکثرھم علی صلوة "(رواہ الترمذی)وہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔ قیامت کے دن جبکہ " لا تملك نفس لنفس شیئا "کا نقشہ ہوگا جس دن ہر طرف حیرانی و پریشانی ہوگی۔ جس دن کوئی شخص کسی شخص کو شناخت نہ کر سکے گا۔ جس دن بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء اس خداوند قہار کے سامنے سہمے کھڑے ہوں گے، وہ اشخاص کتنے ہی سعادت مند ہوں گے جن کو جناب سرور کائنات فخر موجودات، شافع عاصیاں ﷺ کا قرب حاصل ہوگا اور یہ قرب صرف درود شریف کے ورد سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔" قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملئکة سیاحین فی الارض یبلغنی من امتی السلام " (رواہ النسائی والدارمی)وہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، با لیقین اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر پھرنے والے ہیں۔ (اور ان کا کام یہ ہے) کہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اس وسیع و فراخ زمین کے کونے کونے، گوشے گوشے، حصے حصے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرشتے صرف اس لئے پھرتے ہیں کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی امت میں سے حضور پر سلام بھیجے اسے فوراً حضور اکرم ﷺ کے روبرو پیش کر دیں۔ صوفیائے کرام نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں یہ بات شائع ہے کہ جب فخر دوعالم ﷺ پر سلام پڑھا جاتا ہے تو تمام لوگ حضور کے اسم گرامی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور خصوصاً عرب میں یہ قاعدہ رائج ہے۔ سرگروہ مہاجرین حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے جبکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے اتنا ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے کہ مجھے یہ بھی فکر نہیں رہتی کہ میرے ساتھ والے کس وقت بیٹھے۔ سبحان اللہ! اولیاء کرام کو دورد شریف کے ورد میں کتنا لطف وحظ حاصل ہوتا ہے۔ السلام علیك یا رسول الله.

صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے طرف حیات دائمی حضرت کے (ﷺ) اور خوش ہونے ان کے پہنچنے سلام امت کے اور اشارہ ہے طرف قبول سلام کے کہ قبول کرتے ہیں اس کو فرشتے اور اٹھالے جاتے ہیں طرف حضرت ﷺ کے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ ، من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته"(رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے، میں اس کو سنتا ہوں اور جس شخص نے دور سے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے، صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں، پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلاواسطہ اور دور والے کے درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں، اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے،

Marfat.com

چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں (تو آپ ارشاد فرمادیں) کہ اپنی دعا میں آپ پر درود پڑھنے کا کتنا وقت مقرر کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے۔ میں نے عرض کی (اپنی دعا کا) چوتھائی حصہ، آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے۔ اگر (اس چوتھائی حصہ سے) زیادہ کر دے تو تیرے لئے بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کی کہ نصف حصہ (یعنی نصف حصہ آپ پر درود پڑھوں گا اور نصف وقت اپنے لئے دعا کروں گا۔ آپ نے فرمایا جتنا تو چاہے اگر اس سے بھی) زیادہ کر دے تو تیرے لئے (بہت ہی) بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کی، تہائی حصہ، آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے اگر (اس سے بھی) زیادہ کر دے تو تیرے لئے (اور زیادہ) بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی تمام دعا میں آپ پر درود ہی پڑھوں گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس وقت تو کفایت کیا جائے گا۔ دنیا اور آخرت کے مقاصد دیئے جائیں گے اور تیرے گناہ تجھ سے دور کئے جائیں گے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔" قال قال رسول اللہ ﷺ البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی " (رواہ الترمذی و رواہ احمد عن الحسین بن علی و قال الترمذی ہذا حدیث حسین صحیح غریب) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بخیل وہ ہے کہ جس کے آگے میرا ذکر کیا گیا۔ اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ یعنی جس وقت کسی مجلس میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر گرامی ہو تو اہل مجلس پر واجب ہو جاتا ہے۔ کہ حضور کا اسم گرامی سنتے ہی درود شریف پڑھیں اور اس طرح سے اپنی عقیدت اور غلامی کو ثبوت دیں اور نیز انصاف کا تقاضا بھی ہے کہ اس پاک ہستی ﷺ کا جس کے احسانات بے حساب اور مہربانیاں لا تعداد ہیں جس کی مقدس زندگی کا ہر لمحہ امت مرحومہ کی غم خواری اور خیر خواہی میں گذرا جس نے (ﷺ) سخت ترین تکالیف و مصائب اٹھاتے ہوئے بھی " رب اھد قومی فانھم لا یعلمون " (اے میرے رب! میری قوم کو ہدایت مرحمت فرما وہ جانتے نہیں) کی پیاری صدا بلند کی، جس کی (ﷺ) راتیں امت مرحومہ کی مغفرت اور بخشش کی خاطر بے چینی میں گزریں۔ جس نے (ﷺ) ہر امر میں ضعیف امت کی ہر کمزوری اور ناتوانی کو پیش نظر رکھا اور جس روف و رحیم ہستی کے لب ہائے مبارک پر وصال کے وقت بھی " امتی امتی " کے پیارے الفاظ تھے اور جب یہ امت مرحومہ ہر قسم کے گناہوں سے ملوث ہو جاتی ہے اور اسے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے کوئی راہ نظر نہیں آتی تو اس وقت صرف آپ ہی کا دامن رحمت نظر آتا ہے۔ جس میں یہ امت مرحومہ اپنے لئے عذاب الٰہی سے بچنے کا سامان مہیا کر لیتی ہے۔ " ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاوك فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ٥ " اسم گرامی سنتے ہی آپ کے ہر نام لیوا پر فرض ہے کہ وہ اپنی والہانہ عقیدت سے درود شریف پڑھیں اور اپنی نیاز مندی و محبت کا اظہار کریں۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

Marfat.com

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " قال ان الدعآء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منہ شیی حتے تصلی علی نبیك "۔ (رواہ الترمذی)

وہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی نہیں چڑھتا یعنی قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھو۔ چونکہ درود شریف اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں قبول شدہ ہے۔ اس لئے اس شفیق امت ﷺ نے دعا کے قبول ہونے کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اس امت مرحومہ کی دعائیں قبول نہ ہوں اور اس بارگاہ قدس سے ناکام و نامراد پھریں۔ شیخ ابو سلیمان دارانی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی سے اپنے لئے حاجت طلب کرے تو پہلے دورود شریف پڑھ پھر دعا مانگ، پھر درود شریف پڑھ کے دعا کو ختم کر، کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں کو قبول فرماتے ہے اور یہ اس کی شان کریمی کے بہت بعید ہے کہ اس دعا کو چھوڑ دے جو ان دونوں درودوں کے درمیان ہے۔ (نماز مقبول ۳۳ تا ۴۳)

Marfat.com

وَدَعَا بِمَاشَآءَ مِمَّا يُشْبِهُ اَلْفَاظَ الْقُرْآنِ وَالْاَدْعِيَةِ الْمَاثُوْرَةِ وَلَا يَدْعُوْبِمَا يُشْبِهُ كَلَامَ النَّاسِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَرٰى بَيَاضَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ

اور ان الفاظ سے جو چاہے دعا کرے جو قرآن حکیم اور حضور ﷺ سے منقول دعاؤں سے مشابہ ہوں اور ان الفاظ سے دعا نہ مانگے جو لوگوں کی باتوں سے مشابہ ہوں۔ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دائیں طرف سلام پھیرے یہاں تک کہ دائیں رخسار کی سفیدی کو دیکھ لے۔ پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے

﴿دعا﴾ آپ تشہد کے باب میں پڑھ آئے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو دعا تجھے پسند آئے تشہد کے بعد وہ دعا پڑھ۔ صاحب مظاہر حق رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ لہٰذا وہ دعائیں احادیث مبارک سے لکھی جاتی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " ان النبی ﷺ کان یعلمهم هذا الدعآء کما یعلمهم السورة من القرآن یقول قولوا لهم انی اعوذبك من عذاب جهنم و اعوذ بك من عذاب القبر و اعوذبك من فتنة المسیح الدجال و اعوذبك من فتنة المحیا و الممات ہ (رواہ مسلم) یہ کہ نبی کریم ﷺ ان کو (یعنی اہلبیت اور صحابہ کو) یہ دعا یاد کرواتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ (یوں) کہا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے عذاب جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ درود شریف کے بعد اس دعا کو پڑھنا نہایت ضروری امر ہے اور حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قلت یا رسول الله (ﷺ) علمنی دعاء ادعوبه فی صلاتی، قال قل اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم (متفق علیه) " وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے (پیارے) رسول ﷺ مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے تاکہ میں اپنی نماز میں وہ دعا کیا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ (ابوبکر) کہہ اے میرے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا مگر سوائے آپ کے گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں لہٰذا اپنی خاص بخشش سے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمایئے۔ بالیقین آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ عالیہ میں ہمارے پاس سوائے عاجزی اور زاری کے کوئی چیز نہیں اور اس ذات بے نیاز کو بھی عاجزی پسند ہے۔ اس لئے حبیب لبیب ﷺ سے اپنے یار غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دعا

Marfat.com

Marfat.com

کی اور بائیں میں بائیں طرف والوں کی نیت کرے اور ہر نمازی کو دونوں سلاموں میں نیت ملائکہ کی بھی کرنی چاہیے کہ یہ بھی حدیثوں میں آتا ہے۔ کہا ہے بعض علمائے ہمارے نے کہ یہ سنت ہے اور لوگوں نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ (نماز مقبول ۴۸،۴۷)

﴿سلام کے بعد **دعا اور ذکر**﴾ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ " قالت كان رسول الله ﷺ اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام تبارك يا ذالجلال و الاكرم " (رواہ مسلم) وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ سلام پھیرتے تو حضور اکرم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اس قدر بیٹھتے کہ حضور یہ فرماتے " اللهم انت السلام " اے اللہ تو سالم ہے اور سلامتی تجھ سے ہے۔ اے عظمت و بخشش کے مالک تو ہی بابرکت ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "انه قال من سبح دبر كل صلواة ثلثا و ثلثين و كبر ثلثا ثلثين و حمد ثلثا وثلثين و ختم الماة بلا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيى قدير غفرت ذنو به ولو كانت مثل زبد البحر (موطا امام مالک ج اصہ ۱۱۹)

یہ کہ اس نے یعنی ابی ہریرہ نے کہا کہ جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار **سبحان الله** ۳۳ بار **الله اكبر** ۳۳ بار **الحمد لله** کہا اور کلمہ " لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيى قدير " کے ساتھ سو کو پورا کیا تو اس پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ سے اور بھی بہت دعائیں اور تسبیحیں مروی جیسے آیت الکرسی وغیرہ وغیرہ۔ مگر مندرجہ بالا بہت آسان اور مختصر ہے، بہت فوائد رکھتی ہے۔ اس لئے اس پر اکتفا کیا گیا۔ (نماز مقبول ۴۹، ۵۰)

Marfat.com

وَيَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِنْ كَانَ إِمَامًا وَيُخْفِي الْقِرَاءَةَ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ جَهَرَ وَاسْمَعَ نَفْسَهُ وَإِنْ شَاءَ خَافَتَ وَيُخْفِي الْإِمَامُ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكْعَاتٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ عِنْدَنَا وَيَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ

اگر امام ہو تو فجر کی نماز میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرات کرے اور بعد والی دو رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرات کرے۔ پس اگر اکیلا نماز پڑھنے والا ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو آواز سے پڑھے اور اپنے آپ سنائے اور چاہے تو آہستہ پڑھے اور امام ظہر و عصر میں آہستہ قرآت کرے اور وتر تین رکعات ہیں اور ہمارے نزدیک ان رکعات میں سلام کے ساتھ جدائی نہیں کرنی ہے اور سارا سال وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے۔

﴿بالقراءة فی الفجر﴾ "عن ابی ہریرہ قال قال رسول الله ﷺ اذا قال الامام سمع الله لمن حمده قولوا اللهم ربنا لك الحمد" [illegible] سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ (جس نے اللہ کی تعریف کی اللہ نے سن لی اور مان لی) کہے (اے ہمارے پروردگار آپ کے لئے ہی حمد ہے) " فانه من وافق قوله قول المليكته غفر له ما تقدم من ذنبه" پس جس شخص کا کہنا۔ فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا۔ اس کے اس کے پہلے گناہ جو اس نے کئے تھے، بخشے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ) رفاعر بن نافع کہتے ہیں" كنا نصلی وراء البنی ﷺ فلما رفع رأسه من الركعة "ہم سرکار دو عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور ﷺ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے۔ " قال سمع الله لمن حمده سمع الله لمن حمده فقال رجل وراء ه" تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے پس ایک شخص نے جو کہ حضور ﷺ کے پیچھے کھڑا تھا کہا۔ " ربنا و لك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه فلما انصرف قال من المتكلم انفا" اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لئے تعریف ہے، بہتر پاکیزہ تعریف، اس میں برکت کی گئی۔ پس جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا ابھی بولنے والا کون تھا یعنی ان کلمات کا پڑھنے والا کون تھا؟۔" قال انا قال راء یت بضعة و ثلثين ملكا يبتدرو

Marfat.com

نھا ایھم یکتبھا اول" (رواہ البخاری) پڑھنے والے نے عرض کی کہ حضور ﷺ! میں تھا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کرتے ہیں کہ کون ان میں سے ان کلمات کا ثواب پہلے لکھے۔ یعنی ان کلمات کا پڑھنا اتنا بہتر ہے کہ فرشتے ان کے ثواب لکھنے میں جھگڑتے ہیں۔افسوس ہے ہماری حالت پر! کہ ہم رکوع سے سر اٹھاتے ہی نہیں اور سجدے میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کمال درجے کی بے احتیاطی ہے۔ان الفاظ کو یاد کرنا چاہئے اور نماز نفل میں پڑھنا چاہئے۔ان مبارک الفاظ میں بہت برکتیں اور رحمتیں ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! نہایت ہی پاکیزہ تعریف یعنی ہر قسم کے شرک، ریا، سمعہ سے پاک، آپ کے لئے ہی ہے۔ اخلاص اور حضوری کے ساتھ اس میں برکت کی گئی ہے۔اب اندازہ لگائیے کہ جب ایک شخص اس فیاض حقیقی کی اتنی بلند وارفع تعریف کرے گا تو وہ اس پر کتنی رحمتوں کی بارشیں برسائے گا۔ جیسا کہ ابی مسعود انصاری سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " لا تجزی صلوۃ الرجل "آدمی کو نماز کفایت نہیں کرتی" حتی یقیم ظھرہ فی الرکوع والسجود " (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح) یہاں تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ صاحب جامع ترمذی فرماتے ہیں۔ "والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعد ھم یرون ان یقیم الرجل صلبه فی الرکوع والسجود " صحابہ نبی کریم ﷺ کے اہل علم اور ان کے بعد کے اہل علم یعنی تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ مرد اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں سیدھی کھڑی رکھے۔

"وقال الشافعی واحمد واسحاق من لا یقیم صلبته فی الرکوع والسجود فصلوته فاسدۃ الحدیث النبی ﷺ لاتجزی الخ " (امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنی پیٹھ رکوع اور سجدے میں سیدھی نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ نماز کفایت نہیں کرتی الخ، امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہیں۔ان کے پورا نہ کرنے سے نماز ناتمام رہتی ہے ثابت ہوا کہ نمازی جب رکوع سے سر اٹھائے۔ تو سیدھا کھڑا ہو جائے۔جب سجدے سے جلسے کے لئے اٹھے تو سیدھا بیٹھا کرے ورنہ نماز قبول نہیں ہوتی اور اس قسم کی بے قاعدہ نماز کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔ شفیق سے روایت ہے۔ قال ' شفیق نے کہا کہ ان حذیفة رای رجلا ، حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا۔ لا یتم رکوعه ولا سجوہ کہ نہ تو وہ اپنا رکوع پورا ادا کرتا ہے اور نہ ہی سجدہ ، فلما قضی صلوته ،جب وہ شخص اپنی نماز ادا کر چکا، دعاہ ، اس کو بلایا! " فقال له حذیفه "حذیفہ نے اس کو کہا "ما صلیت " تو نے نماز نہیں پڑھی " واحسبه قال لو مت " اور شفیق نے کہا کہ میں یہ بھی گمان کرتا ہوں، کہ حذیفہ نے اس شخص کو یہ بھی کہا کہ اگر تو مرے" لمت علی غیر الفطرۃ التی فطر الله محمد ﷺ ،، (رواہ البخاری)تو، مرے گا اس طریقہ پر جو کہ اسلامی نہیں اور نہ ہی وہ حضور اقدس ﷺ کا طریقہ ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو تہدید کے طور پر فرمایا کہ چونکہ تو نے رکوع، سجود، قومہ، جلسہ صحیح طریقہ پر، طمانیت کے ساتھ ادا نہیں کئے اس لئے گویا چند واجب ترک کئے۔لہذا تیری نماز ہی ادا نہیں ہوئی۔ اس فقرے پر غور کرو کتنی سخت تہدید ہے

Marfat.com

اور کتنی زبردست تغلیظ ہے کہ اگر تو مر گیا تو فطرت اسلام پر نہ مرا، جو کہ حضور اکرم ﷺ کی راہ ہے۔ دوران نماز تعدیل ارکان سے غفلت برتنا انتہائی درجے کی شومی قسمت ہے۔ ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز میں تعدیل ارکان کا خیال رکھے۔ تاکہ انجام بخیر ہو اور ہماری موت ملت حنفیہ پر ہو۔ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ " قال قال رسول الله ﷺ "وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا " اسوأ الناس سرقة ن الذی لیسرق من صلوته " لوگوں میں بحیثیت چوری کے بہت بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے۔ " قالوا یا رسول الله " صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ "و کیف یسرق من صلوته " اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے۔ " قال لا یتم رکوعها ولا سجودها "(رواہ احمد) ارشاد فرمایا کہ نہیں صحیح ادا کرتا اپنی نماز کا رکوع اور سجدہ ، ایک شخص مال واسباب کی چوری کرتا ہے تو اس پر حد شرعی جاری ہوتی ہے۔ سزا بھگتنے کے بعد خلاصی حاصل کرتا ہے۔ آخرت کے عذاب سے بھی چھٹکارا پاتا ہے لیکن نماز کا چور جو کہ صحیح نماز ادا نہیں کرتا، ثواب نہیں پاتا، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی آخرت میں گھاٹا اٹھاتا ہے اور سوائے ضرر کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں پڑتا۔ لہذا اپنے آپ کو ایسا چور بننے سے بچانا چاہیے تاکہ یہ نماز آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاوے۔ حجتہ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی موطا امام مالک کی شرح مصفی میں ارشاد فرماتے ہیں۔ مسئلہ نمبرا ۔ اگر پشت در رکوع ہموار نہ کرد وہم چنیں درسجود یا در قومہ ، وجلسہ ، نزدیک شافعی نماز فاسد باشد و اصحاب ابو حنیفہ مختلف اند ، مختار کرخی ، آنکہ اطمنیان در رکوع و سجود واجب است ، و در قومہ و جلسہ سنت ، وھو صحیح درایۃ ،یعنی اگر پیٹھ رکوع اور سجدے میں ہموار نہ کی یا رکوع ، سجود ، قومہ و جلسہ میں اطمینان کو چھوڑا، امام شافعی کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی۔ ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے اصحابوں کے درمیان اختلاف ہے مگر امام کرخی کا مختار یہ ہے کہ اطمینان رکوع و سجود میں واجب ہے اور قومہ و جلسہ میں سنت ،

Marfat.com

وَيقرءُ فِي كُلِّ رَكعةٍ مِّنَ الْوِتْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَّعَهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقْنُتَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَنَتَ وَلَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةٍ غَيْرِهَا وَلَيْسَ فِي الصَّلٰوةِ قِرَأَةُ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا بِحَيْثُ لَا يَقْرءُ غَيْرُهَا وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَّخِذَ قِرَأَةَ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا لِلصَّلٰوةِ وَاَدْنٰى مَا يُجْزِئُ مِنَ الْقِرَآءَةِ مَايَتَنَاوَلُهُ اسْمُ الْقِرَأَةِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَايَجُوْزُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰيَاتٍ قِصَارٍ اَوْ اٰيَةٍ طَوِيْلَةٍ نَحْوَ اٰيَةِ الْمُدَايَنَةِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ وَلَايَقْرءُ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْاِمَامِ وَمَنْ اَرَادَالدُّخُوْلَ فِيْ صَلٰوةِ الْغَيْرِ يَحْتَاجُ اِلٰى نِيَّتَيْنِ نِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَنِيَّةِ الْمُتَابَعَةِ

اور وتر کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھے اور جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر قنوت پڑھے کسی اور نماز میں قنوت نہ پڑھے اور نماز میں کوئی سورۃ مقرر نہیں اس حیثیت سے کہ اس کے سوا نہ پڑھے اور نماز کے لیے صرف ایک سورت کا مقرر کر لینا مکروہ ہے اور کم سے کم قرات جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ وہ ہے جس کو قرات کا نام دیا جائے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ تین چھوٹی آیات یا ایک لمبی آیت سے کم قرات کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے آیت مداینہ یا آیت الکرسی ،اور مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے اور جو شخص کسی دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو وہ دو نیتوں کا محتاج ہے۔ ایک نیت نماز کی اور دوسری نیت اقتداء کی۔

﴿قنت﴾ وہابی وتر کی دوسری رکعت میں سلام پھیر کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تیسری رکعت پڑھتے ہیں امام شافعی کے نزدیک رکوع کے بعد قنوت پڑھنی ہے۔ ﴿فی صلوۃ غیرھا﴾ غیر مقلد صبح کی نماز میں بھی پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْجَمَاعَةِ

اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاَوْلَى النَّاسِ بِالْاِمَامَةِ اَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَقْرَءُ هُمْ

جماعت کے بیان میں

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت موکدہ ہے اور سب سے بہتر امامت کے لیے وہ ہے جو سب سے زیادہ حضور کی سنت کو جاننے والا ہو۔ اگر وہ سب سنت کے جاننے والے ہیں تو پھر جو سب سے زیادہ متقی ہو

﴿جماعت﴾ مسجد میں باجماعت نماز کا ادا کرنا نماز کا ایک اہم رکن ہے۔ اللہ جل وعلی شانہ نے فرمایا کہ "وارکعوامع الراکعین" رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبوں کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے جو کہ واجب کے قریب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز باجماعت فرض کفایہ ہے۔ امام احمد، داؤد عطا اور ابی ثور کا قول ہے کہ جماعت فرض عین ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے " قال قال رسول الله ﷺ صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع و عشرين درجة " (متفق علیہ) وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز جو کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے زیادتی رکھتی ہے ثواب میں اس نماز پر جو کہ اکیلی ادا کی جائے ستائیس ۲۷ درجے۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے " قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیدہ لقد هممت ان امر بحطب فیحطب ثم امر بالصلوة فیوزن لها ثم امر رجلا فیوم الناس ثم اخالف الی رجال و فی روایة لا یشهدون الصلوة فاحرق علیهم بیوتهم والذی نفسی بیده لو یعلم احدهم انه یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین لشهد العشاء " (رواہ البخاری والمسلم) وہ یعنی ابی ہریرہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات بابرکات کی کہ جس کے دست تصرف میں میری جان ہے ارادہ کرتا ہوں کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا امر کروں، جب لکڑیاں جمع ہو جائیں، پھر نماز کے لئے اذان کرنے کا حکم دوں، تو اذان دی جائے، پھر ایک شخص کو امر کروں کہ وہ امامت کرائے، میں لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز کے لئے نہیں جاتے۔ اچانک ان کو پکڑ لوں، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان پر ان کے گھر جلا دوں (تاکہ وہ بیچ میں جل کر خاک ہو جائیں) مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ اگر ان میں سے (جو کہ نماز میں حاضر نہیں ہوتے)

Marfat.com

ایک بھی یہ جان لے ! کہ مسجد میں فربہ گوشت کی ہڈی یا بکری یا گائے کے دو اچھے کھر پاویں گے تو ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہوں۔ حضور فخر نبی آدم ﷺ نے ان لوگوں پر جو کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے کتنا غصہ فرمایا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنے بین اور صریح احکام کی موجودگی میں مسلمان روگردانی اور سرتابی کر رہے ہیں، احکام دین سے لہو ولعب میں پھنس کر عمداً غفلت برتی جا رہی ہے۔ خدا کے گھر غیر آباد اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔

اور مسلمانوں کے اس انتہائی غفلت پر رو رہے ہیں اور پکار پکار کر مسلمانوں کو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے مسلمانو! اے احکام الٰہی کو مان کر اعراض کرنے والو! "واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة" اس عذاب سے ڈرو جو خاص کر گنہگاروں کو نہ پکڑے گا بلکہ تمام کو گھیر لے گا اور فرمایا کہ لوگ نماز باجماعت ادا نہیں کرتے پرلے درجے کے نفس کے بندے ہیں۔ حرص و آز میں گرفتار ہیں۔ جہاں پر نان ہو وہاں پر یہ حاضر، سبحان اللہ کتنا سچا ارشاد مبارک ہے۔ ماہ رمضان میں ختم قرآن شریف کے موقع پر ہو بہو یہ نقشہ آنکھوں کے روبرو ہوتا ہے۔ کہ تمام بے نماز مسجد میں موجود ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی اتباع اور خوشنودی میں اپنی باقی ماندہ زندگی گزاریں۔ قیامت کے دن ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ نامہ اعمال ہر ایک کے ہاتھ میں ہوگا۔ ہر ایک کو اپنا کیا نظر آئے گا۔ کتنے بدبخت ہوں گے وہ لوگ جن کا منہ اس دن سیاہ ہوگا۔ اور کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ کہ جن کا چہرہ اس دن گلاب کے پھولوں کی طرح کھلا ہوگا۔ سو اس دن کے لئے کچھ تیاری کرنی چاہیے، کچھ زاد راہ مہیا کرنا چاہیے اور وہ بجز حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ کی محبت اور اطاعت کے اور کچھ نہیں۔ ایک دفعہ حضور سید عالم ﷺ علیل تھے۔ اور بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ مگر باوجود علالت اور کمزوری کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لے کر جماعت میں شامل ہونے کے لئے مسجد کو تشریف لایا کرتے تھے۔ آج ہم حضور انور ﷺ کے نام لیوا تندرست ہو کر بھی مسجد کا رخ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کے طفیل حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق مرحمت فرمادے آمین عبداللہ بن مکتوم سے روایت ہے۔

" قال يا رسول الله ﷺ ان المدينة كثيرة الهوام و السباع وانا ضرير البصر فهل تجدلي من رخصة قال هل تسمع حي على الصلوة حي على الفلاح قال نعم قال فحى هلا ولم يرخص "(رواہ ابو داؤد والنسائی) وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) مدینہ (مطہرہ) میں موذی جانور اور درندے بہت ہیں اور میں اندھا ہوں، آیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں جماعت میں نہ آؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو " حی علی الصلوة حی علی الفلاح " (کے کلمات) سنتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ جناب سنتا ہوں۔ فرمایا، اجابت کر اور حاضر ہو اور (ترک جماعت کی) رخصت نہ دی۔ عبرت کا مقام ہے کہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں سے معذور ہیں۔ درندوں اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی ہے مگر آپ ان کو نماز باجماعت چھوڑنے کی اجازت مرحمت نہیں فرماتے۔

Marfat.com

وَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَوْرَعُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَسَنُّهُمْ وَيُكْرَهُ تَقْدِيْمُ الْعَبْدِ وَالْفَاسِقِ وَ الْاَعْرَابِيِّ وَالْاَعْمٰى وَ وَلَدِ الزِّنَا فَاِنْ تَقَدَّمُوْا جَازَ وَيَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ لَا يُطَوِّلَ بِهِمُ الْقِرَاءَةَ فِى الصَّلٰوةِ وَيُكْرَهُ لِلنِّسَآءِ اَنْ يُّصَلِّيْنَ وَ حْدَهُنَّ بِجَمَاعَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ تَقِفُ الْاِمَامَ وَسْطَهُنَّ

پس اگر تقویٰ میں بھی وہ برابر ہوں تو پھر جو قرآن مجید کا سب سے اچھا قاری ہو۔ اگر وہ اس میں بھی برابر ہیں پھر ان میں جو سب سے زیادہ عمر والا ہو۔ اور غلام، فاسق، دیہاتی، اندھے اور حرامی کی امامت مکروہ ہے پس اگر یہ امام ہو جائیں تو جائز ہے اور مناسب ہے امام کو کہ نماز میں لمبی قرات نہ کرے اور مکروہ ہے عورتوں کے لیے یہ کہ صرف عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور اگر انھوں نے ایسا کر لیا تو امام پہلی صف میں ان کے درمیان کھڑا ہو۔

﴿الفاسق﴾ تارک سنت فاسق معلن ہے یعنی اعلانیہ فسق کرنے والا۔ جیسے قراقلی ٹوپی یارومال کے ساتھ نماز پڑھانے والا کیونکہ حضور نے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھائی ہے۔

﴿الاعرابی﴾ اس لیے کہ دیہاتی اوقات کو نہیں جانتا، بدن کو پاک نہیں رکھ سکتا سارا دن اس کا گائے بھینسوں کی صفائی میں گذرتا ہے۔

﴿الاعمی﴾ اندھا اپنے آپ کو پلیدی سے نہیں بچا سکتا۔

﴿ینبغی﴾ ''ینبغی'' جب علی کے ساتھ آئے تو لزوم کا معنی دے گا۔

Marfat.com

وَمَنْ صَلّٰى مَعَ وَاحِدٍ اَقَامَهٗ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَا اثْنَيْنِ تَقَدَّمَ عَلَيْهِمَا وَلَا يَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّقْتَدُوْا بِامْرَاَةٍ وَلَا صَبِيٍّ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ النِّسَآءَ وَاِنْ قَامَتِ الْمَرْاَةُ اِلٰى جَنْبِ رَجُلٍ وَهُمَا يَشْتَرِكَانِ فِىْ صَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ

اور اگر امام ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھے تو اسے اپنی دائیں طرف کھڑا کرلے اور اگر دو متقدی ہوں تو امام ان کے آگے ہو جائے اور مرد کے لیے عورت اور بچہ کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے اور صف باندھیں مرد پھر بچے پھر خنثی پھر عورتیں اور اگر عورت مرد کے پہلو کی جانب کھڑی ہوئی اور وہ دونوں ایک ہی نماز میں شریک ہوں اور امام نے عورت کے لئے امامت کی نیت کی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی

﴿یصف﴾ صف کو برابر رکھنا ارکان نماز میں سے ایک ضروری امر ہے اور جب تک نماز کی تمام ضروریات پورے طور پر ادا نہ ہوں نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔ حضور انور سید عالم ﷺ نے جس طرح نماز کے دیگر ارکان کو مکمل طریقہ پر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اسی طرح صف کو برابر، سیدھی اور بغیر شگاف کے رکھنے کو بھی تاکید کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو برابر کرنا، بالکل سیدھا رکھنا، کوئی درز یا شگاف باہم نہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ امام کو خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے تاکہ حضور ﷺ کی سنت مبارک کے مطابق نماز ادا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله ﷺ سووا صفوفکم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوٰة (متفق عليه) الا ان عند مسلم من تمام الصلوٰة ." وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو۔ اس لئے کہ صفوں کی برابری اقامت نماز سے ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہے۔ مگر مسلم شریف میں " من اقامة الصلوٰ ة " کی جگہ "من تمام الصلوٰة " ہے بہر حال دونوں عبارتوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ رصوا صفوفکم وقاربوا بينها وحاذوا بالا عناق فوالذی نفسی بيده انی لاری الشيطان يد خل من خلال الصف کانها الحذف " (رواہ ابو داؤد) اپنی صفوں کو پیوستہ اور استوار رکھو صفوں میں قریب قریب کھڑے ہوا کرو اور اپنی گردنوں کو برابر رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے

Marfat.com

دست تصرف میں میری جان ہے کہ یقیناً میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے شگافوں سے داخل ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ حذف (سیاہ رنگ کے بکری کے بچہ کو جو کہ یمن اور حجاز میں اکثر پیدا ہوتا ہے۔ حذف کہتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال کان رسول الله ﷺ یقول عن یمینه اعتدلوا سووا صفوفکم و عن یساره اعتدلوا سووا صفوفکم" (رواہ ابو داؤد) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمیشہ اپنی داہنی طرف فرمایا کرتے تھے۔ سیدھے کھڑے رہو۔ اپنی صفوں کو ٹھیک رکھو اور (اسی طرح) بائیں طرف بھی فرمایا کرتے تھے۔ سیدھے کھڑے رہو۔ اپنی صفوں کو ٹھیک رکھو، امام صاحب کو چاہیے کہ جب نماز کے لئے مصلے پر آئے تو اسی طرح دائیں بائیں کہے۔ اور صف کو ٹھیک اور درست کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین سے روایت ہے۔ "قالت قال رسول الله ﷺ لا یزال قوم یتأخرون عن الصف الاول حتی یوء خرهم الله فی النار" (رواہ ابو داؤد) وہ فرماتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم ہوگی جو کہ ہمیشہ پہلی صف سے پیچھے رہیگی یہاں تک کہ اللہ اس کو دوزخ میں سب سے پیچھے ڈال دے گا۔ وابصہ بن معبد سے روایت ہے۔ "قال رای رسول الله ﷺ رجلا یصلی خلف الصف وحده فامره ان یعید الصلوة" (رواہ احمد، والترمذی وابوداؤد) "و قال الترمذی هذا حدیث حسن" وہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ سو آپ نے اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ صاحب اشعۃ اللمعات نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو آپ نے اس شخص کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا یہ حکم بوجہ تغلیظ اور تشدید تھا۔ جو کہ اس سے پہلی صف میں کھڑے نہ ہونے کی غلطی کی وجہ سے پیدا ہوا۔ فساد نماز یا بطلان نماز کی وجہ سے آپ نے یہ حکم نہیں دیا احناف کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو ایسے شخص کو نماز دہرانے کا حکم دیا ہے وہ (استحباباً تھا نہ کہ وجوباً)

Marfat.com

وَلَاتَفْسُدُ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ اِنْ نَوَی الْاِمَامُ اِمَامَتَہَاوَاِنْ لَمْ یَنْوِلَا یَضُرُّہٗ وَلَایَجُوْزُ صَلٰوتُہَا وَ یُکْرَہُ لِلنِّسَآءِ حُضُوْرُ الْجَمَاعَۃِ

اور عورت کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور اگر امام نے نیت نہیں کی تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور عورت کی نماز جائز نہیں اور عورتوں کے لیے جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

﴿ **یکرہ للنساء حضور الجماعۃ** ﴾ حضرت امام اعظم کے مذہب میں عورتوں کی امامت اور جماعتوں میں شرکت ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے ائمہ دین اور فقہائے کرام اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ فتاوی بحر الرائق جلد اول کتاب الصلوۃ باب امامۃ صہ ۳۵۱ وصہ ۳۵۸ و فتاوی وفتح القدیر جلد اول باب الامامۃ یعنی عورتوں کی جماعت اس لیے مکروہ اور منع ہے کیونکہ ان کی جماعت ارتکاب حرام سے خالی نہیں۔ وہ یہ امام بنتے وقت اس کا صف کے درمیان میں کھڑی ہونا تو ان کی جماعت اس وجہ سے مکروہ ہو گی۔ جس طرح کہ ننگوں کی جماعت مکروہ ہے کذافی الھدایہ یہی بات دلالت کرتی ہے عورتوں کی جماعت کے مکروہ تحریمہ ہونے پر کیونکہ تقدم (آگے کھڑا ہونا) بوجہ نبی اکرم ﷺ کے ہمیشہ عمل ہونے سے امام پر لازم اور واجب ہے اور واجب کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے جو موجب ہے گناہ کا اور یہی بات ننگوں کی جماعت میں بھی کراہت تحریمی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بطریق اولی۔

عورتوں کی جماعات میں حاضری اور شرکت ممنوع ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ **وقرن فی بیوتکن** اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو" یعنی پابندی کے ساتھ گھروں میں رہو۔ اور حضور ﷺ کا فرمان ہے **صلوتھا فی قعربیتھا افضل من صلوتھا فی صحن دارھا**۔ "عورت کی نماز گھر کے کمرے میں بہتر ہے اس نماز سے جو وہ اپنے گھر کے صحن میں پڑھتی ہے اور اس کی نماز گھر کے صحن میں اس نماز سے بہتر ہے جو وہ اپنی مسجد میں پڑھتی ہے" اور ان کے گھر ان کے لئے خیر و برکت کے موجب ہے یہ اس لیے کہ عورتوں کے گھروں سے باہر نکلنے میں فتنہ و فساد سے حفاظت کا ہونا نصیب نہیں ہو سکتا چونکہ عورتوں کی جماعت میں عدم حضوری کا حکم عام ہے لہذا اس حکم میں ہر عمر کی عورتیں آگئیں۔ خواہ جوان ہوں یا کہ عمر رسیدہ اور خواہ نمازیں دن کی ہوں یا کہ رات والی۔ منصف نے کافی میں عورتوں کی تمام نمازوں میں شرکت کو مکروہ تحریمی بوجہ فتنہ و فساد کے ظہور کے کہا ہے جب مسجدوں میں نماز کے لیے عورتوں کی حاضری ممنوع اور مکروہ ٹھہری تو مجالس و وعظ، میں تو ان کی حاضری اور شرکت بطریق اولی مکروہ اور ممنوع ہو گی خاص کر ایسی مجالس میں جن کے سرپرست اور بانی سراسر جاہل اور بے دین لوگ ہوتے ہیں۔ جو بزرگوں اور علماء کے لباس میں ذاتی منفعت اور شہرت کے دلدادہ ہوتے ہیں ذکرہ فخر الاسلام انتہی۔ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ در مختار اور فتاوی فتح القدیر میں ہے یعنی مکروہ اور ممنوع ہے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا اگرچہ جمعہ، عیدین اور وعظ میں ہو اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا کہ جوان رات کے وقت ہو یا کہ دن میں مفتی بہ مذہب پر بہ سبب خرابی زمانہ اور پر فتن دور کے رونما ہونے کے۔ اس سلسلے میں علامہ طحطاوی باب الامامۃ میں لکھتے ہیں

Marfat.com

کہ آنحضرت ﷺ کے وقت عورتیں جماعت میں حاضر ہوتی تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا تو عورتوں نے ان کی شکایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی انھوں نے فرمایا اگر آنحضرت یہ حال دیکھتے جو آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا ہے تو تم کو مسجدوں میں جانے کی اجازت کبھی نہ دیتے انتہی۔ اس سے متاخرین علماء امت نے فتوی دیا کہ عورتوں کا جماعتوں میں نکلنا کراہت تحریمی اور منع ہے۔ احناف کی مستند کتاب در مختار کتاب الصلوۃ باب صفتہ الصلوۃ میں ہے یعنی عورت سجدے میں بہت رہ کر اپنے بازؤں کو ظاہر نہ کیا کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملائی رکھے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے لیے زیادہ پردے اور ستر کا باعث ہے اور یہی بات ہم نے خزائن الاسرار میں لکھ دی ہے کہ عورت مردسے پچیس (۲۵) باتوں میں مخالف ہے انتہی۔ اس کی تشریح میں علامہ شامی نے اپنے فتاوی ردالمحتار باب صفتہ الصلوۃ جلد اول میں ان پچیس (۲۵) مقامات کو اپنی تحقیق کے ساتھ اس طرح سے بیان کیا ہے جس کا ترجمہ سہولت کے لیے اردو زبان میں عام فہم انداز کے ساتھ یہ ہے۔ (۱) عورت تکبیر تحریمہ میں اپنے شانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔ (۲) ہاتھ آستینوں سے باہر نہ نکالے (۳) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی دوسری ہتھیلی پر رکھے (۴) ہاتھ پستان کے اوپر رکھے (۵) رکوع میں تھوڑی جھکے (۶) رکوع میں ہاتھوں پر سہارا نہ دے (۷) رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ ملی رکھے (۸) رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے مگر ان کو پکڑے نہیں (۹) اپنے گھٹنوں کو رکوع میں جھکالے (۱۰) رکوع میں سمٹی رہے (۱۱) سجدہ میں اپنی بغلیں نہ کھولے یعنی اس میں سمٹی رہے (۱۲) سجدہ میں دونوں ہاتھ بچھادے (۱۳) التحیات میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سرین پر بیٹھے (۱۴) جب کوئی مشکل یا عذر نماز میں پیش آجائے تو تالی بجائے مردوں کی طرح سبحان اللہ ہرگز نہ کہے (۱۶) مرد کی امامت نہ کرے (۱۷) عورت کی امامت بالاتفاق مکروہ تحریمی اور ممنوع ہے (۱۸) باوجود مکروہ تحریمی ہونے کہ عورتوں کی جماعت میں امام عورت بیچ میں کھڑی ہو نہ آگے بڑھ کر (۱۹) عورت کا جماعت میں ہونا مکروہ اور ممنوع ہے (۲۰) مردوں کے ساتھ میں عورت پیچھے کھڑی ہو (۲۱) عورت پر جمعہ فرض نہیں (۲۲) عورت پر نماز عیدین واجب نہیں (۲۳) عورت پر ایام تشریق میں تکبیرات واجب نہیں (۲۴) عورت کو نماز فجر خوب اجالا ہونے پر ادا کرنا مستحب نہیں (۲۵) نماز جہری پکار کر نہ پڑھے بلکہ جن آئمہ کرام کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے ان کے نزدیک تو نماز فاسد ہو جائے گی انتہی۔ مذکورہ بالا فقہائے کرام کے ارشادات سے عورتوں کی امامت اور ان کی ہر قسم کی نمازوں کی جماعت میں ممانعت واضح طور پر ثابت ہو گئی، اگر کوئی امام اپنے کسی خاص مقصد یا منفعت کے لیے اپنی مسجد میں ان کی جماعت کراتا ہے تو احناف کے مذہب کے خلاف ہو گا اور ان غیر مقلدین کی راہ پر چلنے والا ہو گا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور تابع ہیں جن کے مذہب میں عورت کی امامت اور جماعتوں میں شرکت مردوں کی طرح باعث اجر عظیم ثواب اور درجات عالیہ ہے۔ تمام دیندار مقتدیوں پر لازم ہے کہ ایسے امام کو سبکدوش ہو جانے پر مجبور کریں اور اس کی جگہ کسی دیندار حنفی المذہب امام کا تقرر عمل میں لائیں تاکہ احناف کی لاتعداد مساجد میں عورتوں کا یہ فتنہ نہ پھیل سکے۔ میری دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ اکابرین وآئمہ دین کے نقوش پر استقامت نصیب فرمائے۔ (تراویح میں عورتوں کی امامت وجماعت مکروہ تحریمہ، ناجائز اور ممنوع ہونے پر فتوی، از مفتی سید مبارک شاہ صاحب گیلانی فاضل دیوبند)

Marfat.com

وَلَا بَأْسَ بِاَنْ تَخْرُجَ الْعَجُوْزُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا يَخْرُجْنَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا وَلَا يُصَلِّي الطَّاهِرُ خَلْفَ مَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ وَلَا الطَّاهِرَةُ خَلْفَ الْمُسْتَحَاضَةِ وَلَا الْقَارِئُ خَلْفَ الْاُمِّيِّ وَلَا الْمُكْتَسِىْ خَلْفَ الْعُرْيَانِ وَ يَجُوْزُ اَنْ يَؤُمَّ الْمُتَيَمِّمُ لِلْقَوْمِ الْمُتَوَضِّئِيْنَ وَالْمَاسِحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْغَاسِلِيْنَ وَ يُصَلِّي الْقَائِمُ خَلْفَ الْقَاعِدِ وَلَا يُصَلِّي الَّذِىْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ خَلْفَ الْمُؤْمِیْ وَلَا يُصَلِّي الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ وَلَا مَنْ يُّصَلِّىْ فَرْضًا اٰخَرَ وَيُصَلِّي الْمُتَنَفِّلُ خَلْفَ الْمُفْتَرِضِ

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ سن رسیدہ عورت فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے آئے اور صاحبین نے فرمایا کہ سن رسیدہ عورتیں ہر نماز کے لیے آسکتی ہیں اور پاک آدمی اس شخص کے پیچھے کہ جس کو سلسل بول ہے نماز نہ پڑھے اور نہ پاک عورت مستحاضہ کے پیچھے اور نہ قاری ان پڑھ کے پیچھے اور نہ لباس پہننے والا برہنہ کے پیچھے اور تیمّم کرنے والے کو وضو کرنے والوں کی اور خفین پر مسح کرنے والے کو پاؤں دھونے والوں کی امامت جائز ہے اور کھڑا ہونے والا بیٹھے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع و سجود کرنے والا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور فرض نماز پڑھنے والا، نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور نہ دوسری فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔

﴿**عجوز**﴾ جو بانجھ ہو۔ ﴿**سلسل البول**﴾ اس مرض میں پیشاب کے قطرے جاری رہتے ہیں ﴿**مستحاضه**﴾ مستحاضہ یعنی بیماری والی ﴿**خلف**﴾ کیونکہ ان پڑھ حروف کو ان کے مخارج سے ادا نہیں کرے گا قرآن مجید کا تلفظ نہیں کر سکے گا ﴿**متیمم**﴾ اس لیے کہ تیمم کرنے والے پر طہارت کا حکم جاری ہے ﴿**المؤمی**﴾ کیونکہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا نماز کے ارکان پوری طرح ادا نہیں کر سکتا

Marfat.com

وَمَنِ اقْتَدٰی بِاِمَامٍ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ عَلٰی غَیْرِ طَهَارَةٍ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَیُكْرَهُ لِلْمُصَلّٰی اَنْ یَّعْبَثَ بِثَوْبِهٖ اَوْ بِجَسَدِهٖ وَلَا یُقَلِّبُ الْحَصٰی اِلَّا اَنْ لَّا یُمْكِنَ السُّجُوْدُ عَلَیْهِ فَیُسَوِّیْهِ مَرَّةً اَوْمَرَّتَیْنِ وَلَا یُفَرْقِعُ اَصَابِعَهٗ وَلَا یَتَخَصَّرُ وَلَا یَسْدِلُ بِثَوْبِهٖ وَلَا یَتَشَبَّكُ بِیَدَیْهِ وَلَا یَعْقِصُ شَعْرَهٗ وَلَا یَلُفَّ ثَوْبَهٗ وَلَا یَلْتَفِتُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا وَلَا یُرُدُّ السَّلَامَ بِلِسَانِهٖ وَلَا بِعَیْنِهٖ وَلَا بِیَدِهٖ وَلَا یَتَرَبَّعُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَلَا یُقْعِیْ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَلَا یَاْكُلُ وَلَایَشْرَبُ

اور جس نے امام کی اقتداء کی پھر معلوم ہوا کہ وہ بے وضو تھا تو از سر نو نماز پڑھے اور نماز پڑھنے والے کے لیے اپنے کپڑے یا اپنے جسم کے ساتھ کھیلنا مکروہ ہے اور کنکریوں کو الٹ پلٹ نہ کرے مگر یہ کہ ان پر سجدہ کرنا نا ممکن ہو تو ایک بار یا دو بار ان کو ہموار کر لے اور انگلیاں نہ چٹخائے اور نہ کولے پر ہاتھ رکھے اور نہ کپڑا لٹکائے اور نہ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے اور نہ اپنے بال گوندھے اور نہ اپنے کپڑے سمیٹے اور نہ دائیں بائیں دیکھے اور اپنی زبان یا آنکھ کے اشارے یا اپنے ہاتھ سے سلام کا جواب نہ دے اور بغیر عذر کے پالتی مار کر نہ بیٹھے اور نہ اس طرح بیٹھے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے اور نہ کھائے اور نہ پیے۔

﴿یعبث بثوبه﴾ جیسے عرب میں وہابی نماز کے دوران کوٹ وغیرہ اتار دیتے ہیں یا پہن لیتے ہیں

﴿بجسده﴾ جیسے وہابی نماز کے دوران داڑھی میں خارش کرتے رہتے ہیں یعنی کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ نمازی عمل کثیر کر رہا ہے

امام سے پہل کرنے پر تہدید: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''قال صلی بنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فلما قضی صلوته اقبل علینا بوجهه فقال ایها الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا

Marfat.com

بالانصراف فانی اراکم امامی ومن خلفی" (رواہ مسلم) وہ فرماتے ہیں ایک دن حضور علیہ السلام نے ہم کو نماز پڑھائی۔ جب حضور پر نور نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف اپنا رخ انور کر کے متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا، آگاہ رہو اے لوگو میں تمہارا امام و پیشوا ہوں، پس مجھ سے پہلے نہ رکوع نہ سجدہ ، نہ قیام کرو اور نہ مجھ سے پہلے پھرو، بالیقین میں تم کو آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں یعنی رکوع اور سجدے میں مجھ سے پیشتر نہ جاؤ اور نہ ہی مجھ سے پیشتر رکوع سے سر اٹھاؤ اور نہ ہی سجدے سے اور انصراف سے مراد سلام ہے یا اپنی جگہ سے اٹھنا، اور فرمایا یاد رکھو میں کشف و شہود کی طاقت سے جس طرح آگے دیکھ سکتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں اس سے مراد تنبیہ ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارا کوئی عمل دوران نماز میں جبکہ ہم امام کی اقتدا، کر رہے ہوں امام سے پہلے نہ ہو یا کافی دیر بعد نہ ہو ورنہ نماز بجائے قبول ہونے کے مردود ہو جائے گی۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "قال قال رسول اللہ علیہ السلام اما یخشی الذی یرفع رأسہ قبل الامام ان یحول اللہ رأ سہ رأ س حمار" (متفق علیہ) وہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا وہ شخص اس بات سے نہیں ڈرتا جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ کہ بدل ڈالے اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے۔ صاحب مظاہر حق رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک محدث نے دمشق کی طرف حدیث شریف کا علم مبارک پڑھنے کے لئے سفر کیا۔ وہاں پر ایک مشہور معروف شیخ رہتا تھا، مگر ہر وقت اس کے منہ پر نقاب ہوتا تھا۔ اس شاگرد نے اپنے استاد کی بہت خدمت کی اور کافی عرصہ ان کی ملازمت میں رہا اور بار بار عرض کرتا تھا کہ اپنا منہ مجھے دکھائیں۔ آخر شیخ نے پردہ اٹھایا تو اس کا منہ گدھے کی طرح تھا۔ اس شیخ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ اے میرے بیٹے امام سے پہلے پہل کرنے سے بچ۔ جب میں نے یہ حدیث سنی تو ایسا ہونا ناممکن خیال کیا اور میں امام سے پہلے سبقت کرتا تھا۔ تو اب جس طرح تو دیکھ رہا ہے میرا منہ ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ، یہ بہت سخت تہدید ہے۔ ہر ایک نمازی کو محتاط رہنا چاہیے اور امام سے سبقت نہیں کرنی چاہیے۔ (نماز مقبول ۶۳، ۶۴)

Marfat.com

بَابُ الْحَدَثِ فِي الصَّلٰوةِ

فَاِنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ انْصَرَفَ وَتَوَضَّاءَ وَبَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ فَاِنْ كَانَ اِمَامًا اسْتَخْلَفَ وَتَوَضَّاءَ وَبَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ وَالْاِسْتِينَافُ اَفْضَلُ فَاِنْ نَامَ فَاحْتَلَمَ اَوْجُنَّ اَوْاُغْمِىَ عَلَيْهِ اَوْ قَهْقَهَ فِىْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَانَفَ الصَّلٰوةَ وَالْوُضُوْءَ جَمِيْعًا فَاِنْ تَكَلَّمَ فِى الصَّلٰوةِ عَامِدًا اَوْنَاسِيًا اَوْ سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتِهٖ فَاِنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ بَعْدَ مَاقَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ تَوَضَّاءَ وَسَلَّمَ

نماز میں بے وضو ہو جانا

کہ اگر نمازی بے وضو ہو جائے تو لوٹ جائے اور وضو کرے اور اپنی نماز پر بنا کرے اور اگر امام ہو تو خلیفہ بنائے اور وضو کر کے اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کہ بات نہ کی ہو اور از سر نو پڑھنا افضل ہے اگر سو گیا اور اسے احتلام ہو گیا یا دیوانہ ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا یا نماز میں قہقہ لگایا تو نماز اور وضو دونوں از سر نو انجام دے اور اگر نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر یا غلطی سے بات کر لی تو اس کی نماز باطل ہو گئی پس اگر نمازی تشہد کے بعد بے وضو ہو جائے تو وضو کر کے سلام پھیر دے

﴿حدث﴾ جیسے ریح خارج ہوئی یا ناک سے خون نکل آیا وغیرہ وغیرہ۔

﴿قهقه﴾ قہقہ وہ ہنسی ہے کہ جس میں آواز پیدا ہو جبکہ تبسم میں آواز پیدا نہیں ہوتی۔

﴿بعدالتشهد﴾ تشہد کے بعد کی عبادت فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اس لیے نہ نماز ٹوٹے گی نہ سجدہ سہو لازم آئے گا البتہ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا واجب ہے۔

Marfat.com

وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدْثُ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلاً یُنَا فِی الصَّلٰوةِ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ رَأَی الْمُتَیَمِّمُ الْمَآءَ فِی الصَّلٰوةِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰی اِسْتِعْمَالِ الْمَآءِ بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ رَاٰهُ بَعْدَ مَا قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ اَوْ کَانَ مَا سِحًا عَلَی الْخُفَّیْنِ فَانْقَضَتْ مُدَّةُ مَسْحِهٖ اَوْ خَلَعَ خُفَّیْهِ بِعَمَلٍ قَلِیْلٍ اَوْ کَانَ اُمِّیًّا فَتَعَلَّمَ سُوْرَةً اَوْ کَانَ عُرْیَانًا فَوَجَدَ ثَوْبًا

اور اگر اسی حالت میں جان بوجھ کر (ارادے سے) بے وضو ہوا یا بات کر لی یا نماز کے منافی کوئی کام کیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی اور اگر تیمم کرنے والے نے نماز میں پانی دیکھ لیا اس حال میں کہ وہ پانی کے استعمال پر قدرت رکھتا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد پانی دیکھا یا موزوں پر مسح کرنے والا ہے۔ پس مسح کی مدت پوری ہو گئی یا تھوڑے عمل سے دونوں موزے اتار دیئے یا ان پڑھ ہے پس کوئی سورۃ سیکھ لی یا ننگا ہے پس اس نے کپڑا پا لیا

﴿تعمد﴾ یعنی جان بوجھ کر

Marfat.com

اَوْ مُؤْمِیًا فَقَدَرَ عَلَی الرُّکُوْعِ وَ السُّجُوْدِ اَوْ تَذَکَّرَ اَنَّ عَلَیْہِ صَلٰوۃً قَبْلَ ھٰذِہٖ اَوْ اَحْدَثَ الْاِمَامُ الْقَارِئُ فَاسْتَخْلَفَ اُمِّیًّا اَوْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ اَوْ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ فِی الْجُمُعَۃِ اَوْ کَانَ مَاسِحًا عَلَی الْجَبِیْرَۃِ فَسَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ اَوْ کَانَ صَاحِبَ عُذْرٍ فَانْقَطَعَ عُذْرُہٗ کَالْمُسْتَحَاضَۃِ وَ مَنْ فِیْ مَعْنَاھَا بَطَلَتِ الصَّلٰوۃُ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَا تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ

یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع و سجود پر قادر ہو گیا یا یاد آیا کہ اس کے ذمہ اس سے پہلی نماز ہے یا خواندہ امام کا وضوٹوٹ گیا پس ان پڑھ کو خلیفہ بنایا یا صبح کی نماز میں سورج طلوع ہو گیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہو گیا یا پٹی پر مسح کرنے والے کی زخم کے صحیح و تندرست ہونے کی وجہ سے گر گئی یا عذر والے کا عذر ختم ہو گیا۔ جیسے استحاضہ والی عورت اور وہ شخص جو اس کے معنی میں ہے تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق نماز باطل ہو جائے گی اور صاحبان فرماتے ہیں کہ اس کی نماز پوری ہو گئی۔

﴿مؤمیا﴾ یعنی اشارے سے نماز پڑھ رہا ہے۔

﴿قبل ھذہ﴾ یعنی کوئی قضا نماز پڑھنی ہے کیونکہ ترتیب نماز واجب ہے۔ صاحب ترتیب کے لیے۔

﴿وقالا﴾ امام محمد امام یوسف۔

﴿تمت صلوۃ﴾ نماز پر ایک طائرانہ نظر:۔ اب ان احادیث کی روشنی میں جو آپ پڑھ آئے ہیں۔ آئیں کہ نماز پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔ نمازی کو سب سے پہلے نہایت اچھی طرح سے وضو کرنا چاہیے۔ اس کے بعد نیت کرنے سے پیشتر کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین" کی آیہ کریمہ پڑھکر نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہے۔ دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف کر کے نماز میں خشوع و خضوع پیدا کر کے سبحانک الخ شروع کرے، اس کے بعد فاتحہ شریف اور جونسی جگہ سے قرآن مجید یاد ہو پڑھ کر رکوع کرے۔ رکوع میں نہایت اطمینان

Marfat.com

کے ساتھ تین دفعہ یاپانچ دفعہ یاسات دفعہ تسبیح پڑھنی چاہیے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سجدے میں جاناچاہیے۔ نہایت اطمینان کے ساتھ تین دفعہ یاپانچ دفعہ یاسات دفعہ سجدے میں تسبیح کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کر جلسہ کے لئے بیٹھے۔ بیٹھ کر اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی پڑھے۔ یہ دعا پڑھ کر دوبارہ سجدہ کرے۔ دوسری رکعت بھی علی ہذاالقیاس اداکرنی چاہیے۔ پھر التحیات پڑھے۔ حضور ﷺ پر سلام اور درود پڑھ کر دعا پڑھے۔ دعا کے بعد سلام پھیرے۔ سلام پھیرنے کے بعد ذکر کرے یعنی ۳۳بار سبحان اللہ ۳۳ الحمد اللہ ۳۴ اللہ اکبر ایک بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شی قدیر ۔ اس طرح کی نماز ضرور قبول ہوگی۔ انشاءاللہ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایاہے۔ جس نے وقت پر نماز پڑھی، اس کے وضوکو اچھی طرح کیااور اسی طرح اس کے رکوع و سجود اور قیام کو اچھی طرح اداکیا۔ اس کی نماز سفید چمکدار نکلتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے۔ جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی۔

Marfat.com

بَابُ قَضَآءِ الْفَوَآئِتِ

وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوۃَ قَضَاھَا اِذَا ذَکَرَھَا وَ قَدَّمَھَا عَلٰی صَلٰوۃِ الْوَقْتِ اِلَّا اَنْ یَّخَافَ فَوْتَ صَلٰوۃِ الْوَقْتِ فَیُقَدِّمُ صَلٰوۃَ الْوَقْتِ عَلَی الْفَوْئَتَۃِ ثُمَّ یُقْضِیْھَا وَمَنْ فَاتَتْہُ صَلَوَاتٌ رَتَّبَھَا فِی الْقَضَآءِ کَمَا وَجَبَتْ عَلَیْہِ فِی الْاَصْلِ اِلَّآ اَنْ یَّزِیْدَ الْفَوَائِتُ عَلٰی خَمْسَ صَلَوَاتٍ اَوْ نَسِیَ سَعَ اَوْضَاقَ الْوَقْتُ فَیَسْقُطُ التَّرْتِیْبُ فِیْھَا

فوت شدہ نمازوں کی قضائے

اور جس شخص سے نماز فوت ہو جائے تو اسے ادا کرے جب وہ یاد آئے اور اسے وقت کی نماز سے پہلے پڑھے مگر یہ کہ اس وقت کی نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو پس فوت شدہ نمازوں سے پہلے اس وقت کی نماز پڑھے پھر اسے ادا کرے اور جس شخص سے چند نمازیں فوت ہو جائیں تو انھیں اس ترتیب سے ادا کرے جس طرح حقیقت میں وہ اس پر واجب ہوئیں۔ مگر یہ کہ فوت شدہ پانچ نمازوں سے زائد ہوں یا بھول گیا یا وقت تنگ ہو گیا پس ان میں ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

﴿قضاء﴾ ادا کرنا۔

﴿فوائت﴾ یہ فوت کی جمع ہے یعنی ضائع ہو جانا۔

﴿فاتتہ﴾ فجر کی قضا ہوئی تو ظہر سے پہلے اور ظہر کی قضا ہوئی تو عصر سے پہلے علی ھذا القیاس۔

﴿ذکرھا﴾ پس اگر فجر کی تین نمازیں قضا ہوئیں تو اب پہلے یہ تینوں ادا کرے اس صورت میں ترتیب ساقط ہو گی۔

﴿رتبھا﴾ رتب، یرتب، ترتیبا باب تفعیل۔

Marfat.com

﴿فیسقط﴾ اور اگر ایک دن اور رات کی نمازوں سے زیادہ نمازیں فوت جائیں کافی ہے اس کو کہ جس نماز سے بھی شروع کرے اس لیے کہ جب رات و دن کی نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو چھ ہو جاتی ہیں اور امام محمد سے روایت ہے یہ کہ اعتبار کیا جائے گا چھٹی نماز کے داخل ہونے کے وقت کا۔ اور اول صحیح ہے اس لیے کہ دخول وقت میں تکرار ہوتی ہے۔ اور اگر جمع ہو جائیں پہلی فوت ہوئی نمازیں اور اب کی فوت ہوئی نمازیں، کہا گیا ہے جائز ہے ہر وقت کے ساتھ جو نئی نماز اس کو یاد آجائے۔ یعنی فجر کے ساتھ فجر کے علی ھذا القیاس کیونکہ فوت شدہ کثیر ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہیں۔ اور بناء کے ماضی کو تا کہ سستی کی وجہ سے زجر نہ ہو۔ اور اگر قضا کی بعض فوت شدہ نمازوں کی حتی کہ تھوڑی رہ گئیں جو باقی ہیں تو ترتیب سے پڑھے بعضوں کے نزدیک اور یہ چیز واضح ہے یہ کہ روایت ہے امام محمد سے کہ جس نے ایک دن ورات کی نماز کو چھوڑا۔ جس نے عصر کی نماز پڑھی اور اسے یاد ہے کہ اس ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو عصر کی نماز فاسد ہو گی مگر یہ کہ عصر کی نماز آخری وقت میں پڑھ رہا ہو۔ اور اگر صبح کی نماز پڑھی اس حال میں کہ اسے یاد ہے کہ وتر نہیں پڑھے پس تو فجر کی نماز فاسد ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ صاحبین کے برعکس اس لیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وتر واجب ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک سنت ہے۔ اور فرائض و سنن میں ترتیب نہیں ہے اسی بناء پر جب عشاء کی نماز پڑھی پھر وضو کیا اور سنت اور وتر پڑھے پھر واضح ہوا یہ کہ عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک عشاء اور سنت لوٹائے وتر نہ لوٹائے کیونکہ امام صاحب کے نزدیک وتر ایک علیحدہ فرض ہیں۔ اور صاحبین کے نزدیک وتر بھی لوٹائے کیونکہ وہ عشاء کے تابع ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ یُکْرَہُ فِیْھَا الصَّلٰوۃُ

لَا یَجُوْزُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ قِیَامِھَا فِی الظَّھِیْرَۃِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِھَا اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ وَلَا یَسْجُدُ لِلتِّلَاوَۃِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَیُکْرَہُ اَنْ یَّتَنَفَّلَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ

مکروہ اوقات

نماز جائز نہیں ہے طلوع آفتاب کے وقت اور نہ عین دوپہر کے وقت اور نہ غروب آفتاب کے وقت مگر اسی دن کی عصر غروب کے وقت جائز ہے اور غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ سجدہ تلاوت کرے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے صبح کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے

﴿الاوقات﴾ اوقات جمع ہے وقت کی ﴿لایجوز﴾ اسی طرح نمازی کے آگے سے گزرنا بھی سخت گناہ ہے:۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال قال رسول اللہ ﷺ لو یعلم احدکم مالہ فی ان یمربین یدی اخیہ معترضا فی الصلوۃ کان لان یقیم مائۃ عام خیر لہ من الخطوۃ التی خطا" (رواہ ابن ماجہ)۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی ایک یہ جان لے کہ کتنا گناہ ہے اس کے لئے اس حالت میں جبکہ اس کا مسلمان بھائی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور یہ اس کے سامنے سے گزرے۔ وہ قدم جو وہ اٹھاتا ہے اس سے اگر سو برس کھڑا رہے تو بہتر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اس شخص کو جو نمازی کے آگے سے گزرتا ہے شیطان فرمایا ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت گناہ ہے۔ بعض باتیں بظاہر بہت چھوٹی نظر آتی ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ اسی قسم کی بے احتیاطیوں سے بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کو بھی چاہیے کہ جب نماز کے پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو کوئی چیز بطور سترہ کے آگے رکھ دیا کرے۔ تاکہ گزرنے والا گناہ گار نہ ہو یا ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں اس کے آگے سے کوئی گزر نہ سکے سترہ اس شئے کو کہتے ہیں جو نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے آگے رکھ لیتا ہے۔ اس شئے کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ ہو ﴿ظھر﴾ یعنی سایہ ڈھل جائے تو نماز ہو گی ﴿عصر﴾ حافظو اعلیٰ الصلوات والصلوۃ الوسطی چونکہ وسطی عصر کی نماز ہے تو خصوصی حکم ہوا اسلئے اس دن کی عصر کی نماز غروب کے نزدیک بھی ادا کی جا سکتی ہے

Marfat.com

وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا بَأْسَ بِاَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ الْفَوَائِتَ وَ يَسْجُدُ لِلتِّلَاوَةِ وَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ وَلَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فِيْهِمَا وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَنَفَّلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَا يَتَنَفَّلُ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

اور نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور ان دونوں اوقات میں فوت شدہ نمازیں پڑھنے اور نماز جنازہ ادا کرنے اور سجدہ تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ان دو اوقات میں دو رکعت نماز طواف نہ پڑھے۔ اور طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے اور غروب سے پہلے نفل نہ پڑھے۔

﴿ویکرہ﴾ حدیث میں آتا ہے کہ **لاصلوۃ بعد الفجر و بعد العصر**۔ یعنی "فجر اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں" ہمارے اور وہابیوں اہل حدیث کے درمیان اس پر اختلاف ہے ان کے مطابق اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسی دن سورج کے سوا نیزہ بلند ہونے کے بعد سائے کے ڈھلنے تک ان سنتوں کی قضا کر سکتا ہے اگر اس وقت میں بھی نہ ادا کیں تو پھر اس کی قضا بھی نہیں۔ ان سنتوں کی سائے ڈھلنے تک قضا اس لیے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک یہ دو سنتیں واجب کی طرح ہیں

Marfat.com

بَابُ النَّوَافِلِ وَالسُّنَنِ

اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهٗ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ وَاِنْ شَآءَ رَكْعَتَيْنِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعِشَآءِ وَ اَرْبَعًا بَعْدَهَا وَاِنْ شَآءَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَنَوَافِلُ النَّهَارِ اِنْ شَآءَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاِنْ شَآءَ اَرْبَعًا وَيَكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلٰى ذٰلِكَ

نوافل اور سنتوں کے بیان میں

صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھنا نماز میں سنت ہے اور ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے اور عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور اگر چاہیے تو دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ اور دو رکعات نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے چار رکعات اور بعد میں چار رکعات اور اگر چاہے تو دو رکعات پڑھنا سنت ہے۔ اور دن کے نوافل میں اگر چاہے تو دو رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھے اور اگر چاہے تو چار چار رکعات پڑھے اور اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے

﴿نوافل﴾ نوافل جمع ہے نفل کی جس کے لغوی معنی "زیادتی" کے ہیں۔ ﴿سنن﴾ سنت کی جمع سنن ہے۔ اس کا لغوی معنی طریقہ رستہ کے ہیں۔ اور اصطلاح میں وہ کام جن کا صدور حضور نبی پاک ﷺ سے ہوا۔ جن امور پر حضور نے مداومت اختیار فرمائی وہ سنت موکدہ ہیں۔ اور جن پر مداومت اختیار نہیں فرمائی تو وہ سنت "غیر موکدہ" ہیں۔ بعضوں کے نزدیک جو کام حضور کے سامنے ہوا یا حضور کو خبر ہوئی اور حضور نے سکوت اختیار فرمایا تو وہ بھی سنت ہیں۔

﴿ظهر﴾ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر و مغرب کے بعد دو رکعتیں سنت موکدہ ہیں۔

﴿قبل العصر﴾ نماز عصر سے پہلے والی چار رکعتیں چونکہ غیر موکدہ ہیں اس لیے اختیار دیا چاہے پڑھے، چاہے دو پڑھے، ان سنتوں کو سنت زوائد بھی کہتے ہیں۔ ﴿نوافل النهار﴾ چاشت کے نوافل۔ یا دن میں پڑھے جانے نوافل۔

Marfat.com

وَاَمَّا نَافِلَةُ اللَّيْلِ فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِنْ صَلّٰى ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ جَازَ وَيُكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ لَايَزِيْدُ فِى اللَّيْلِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَالْقِرَاءَةُ فِى الْفَرَائِضِ وَاجِبَةٌ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاَوْلَيَيْنِ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِى الْاُخْرَيَيْنِ اِنْ شَآءَ قَرَءَ وَاِنْ شَآءَ سَبَّحَ وَاِنْ شَآءَ سَكَتَ وَالْقِرَآءَةُ اَفْضَلُ وَالْقِرَاءَةُ وَاجِبَةٌ فِىْ جَمِيْعِ رَكْعَاتِ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ

اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات پڑھنا جائز ہے۔ اور اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ رات میں ایک سلام کے ساتھ دو رکعات سے زیادہ نہ پڑھے اور فرض کی پہلی دو رکعات میں قرات واجب ہے اور آخری دو رکعات میں اختیار رکھتا ہے اگر چاہے تو قرات کرے اور اگر چاہے تو تسبیح پڑھے اور چاہے تو خاموش رہے اور قرات بہتر ہے۔ نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں قرات واجب۔

Marfat.com

وَمَنْ دَخَلَ فِیْ صَلٰوۃِ النَّفْلِ ثُمَّ اَفْسَدَھَا قَضَاھَا فَاِنْ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَقَدْ قَعَدَ فِی الْاُوْلَیَیْنِ ثُمَّ اَفْسَدَ الْاُخْرَیَیْنِ قَضٰی رَکْعَتَیْنِ وَیَجُوْزُ اَنْ یَّتَنَفَّلَ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْقِیَامِ وَاِنِ افْتَتَحَھَا قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃِ وَقَالَا لَایَجُوْزُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَمَنْ کَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ یَتَنَفَّلُ عَلَی الدَّآبَّۃِ اِلٰی اَیِّ جِھَۃٍ تَوَجَّھَتْ دَابَّتُہٗ یُوْمِیْ اِیْمَاءً

اور جس نے نفل نماز شروع کی پھر اسے توڑ دیا تو اس کی قضا کرے۔ پس اگر چار رکعتیں پڑھیں اور پہلی دو رکعتوں میں بیٹھا پھر آخری دو رکعتیں فاسد کر دیں تو ان دو رکعتوں کی قضا کرے اور بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے اگرچہ قیام کی قدرت رکھتا ہو۔ اور اگر کھڑے ہو کر نفل کی ابتدا کی پھر بغیر عذر بیٹھ گیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ بغیر عذر جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص شہر سے باہر ہو تو اشارہ سے سواری پر نماز پڑھے جس طرف بھی اس کی سواری کا رخ ہو۔

﴿قیام﴾ قرات ایک لمبی آیت جو کہ تین آیتوں کے برابر ہو۔ یا تین چھوٹی آتیں۔

﴿قضی﴾ یہ اس لیے کہ نفل تو دو دو رکعات ہیں اس لیے اگر آخری دو نفلوں میں فسد ہوا تو آخری دو کی ہی قضا کرے گا۔ اور دوسرا یہ کہ چار رکعات نفل میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ اولی میں تشہد دعا تک پڑھا جاتا ہے۔

﴿قعد﴾ جیسے تراویح میں۔

Marfat.com

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

سُجُوْدُالسَّهْوِ يَلْزَمُ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ بَعْدَ السَّلَامِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ

سجدہ سہو

سہو کے سجدے زیادتی یا کمی کی صورت میں سلام کے بعد لازم ہو جاتے ہیں۔ پھر تشہد پڑھ کے سلام پھیر دے۔

﴿السھو﴾ سہو کے معنی ہے "بھول" اصطلاح میں نماز کے اندر جو چیز بھول جائے اس کا کفارہ ہے۔ مگر یہ ترک واجب پر ہے۔ ترک فرض یا سنت پر نہیں۔ ترک واجب، تاخیر واجب ان واجبوں میں سے ہے جو کہ نماز میں بیان کئے گئے ہیں۔ تاخیر فرض ان فرضوں میں سے بشرطیکہ سہواً ہوں اور بھول کر ہوں تو سجدہ سہو ضروری ہوگا اور ترک واجب تاخیر واجب اور تاخیر فرض قصداً ہوں تو سجدہ سہو سے جبر نہ ہوگا۔ اس وقت عادہ نماز کا کرے (عالمگیری)۔ نماز میں انیس واجبات ہیں (۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کیلئے معین کرنا (۲) سورہ فاتحہ کا پڑھنا (۳) سورہ فاتحہ کو قراءت قرآن سے پہلے پڑھنا (۴) پوری سورہ فاتحہ کا ایک دفعہ پڑھنا (۵) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت کی سب رکعتوں میں سورۃ کا ملانا (۶) دو سجدوں کے درمیان ترتیب (۷) قومہ (۸) جلسہ (۹) تعدیل ارکان یعنی اعضاء کا ساکن کرنا (۱۰) مقدار سبحان اللہ کہنے کے رکوع، سجود، قومہ اور جلسے میں (۱۱) امام کو جہری نمازوں مثلاً فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتر میں پکار کر پڑھنا (۱۲) دوسری نمازوں مثلاً ظہر، عصر میں آہستہ پڑھنا (۱۳) تین یا چار رکعت والی نماز میں خواہ نفل ہی ہو پہلا قعدہ تشہد کا پڑھنا (۱۴) دونوں قعدوں یعنی اول و آخر میں التحیات پڑھنا (۱۵) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا (۱۶) تکبیر قنوت (۱۷) قراءت، قنوت، تکبیرات، عیدین، مقتدی کا قراءت سے چپ رہنا (۱۸) امام کی تابعداری مقتدی کو کرنا (۱۹) سجدہ تلاوت، تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا (کبیری، شامی)۔

﴿سلام﴾ یہاں صرف "سلام" واحد کا صیغہ استعمال ہوا اس لیے ایک سلام کے بعد سجدہ سہو کرے گا۔

﴿سجد﴾ اللہ کی عبادت کی غرض سے سات ہڈیوں پر اللہ کے آگے جھکنا اور اس کی تسبیح بیان کرنا ﴿تشھد﴾ بعض افراد تشہد کے بعد درود اور دعائیں پڑھتے یہ ناجائز ہے۔

Marfat.com

وَ سُجُوْدُ السَّهْوِ يَلْزَمُ اِذَا زَادَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فِعْلًا مِنْ جِنْسِهَا لَيْسَ مِنْهَا اَوْ تَرَكَ فِعْلًا مَسْنُوْنًا اَوْ تَرَكَ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ اَوِ الْقُنُوْتَ اَوِ التَّشَهُّدَ اَوْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ اَوْ جَهَرَ الْاِمَامُ فِيْمَا يُخَافِتُ اَوْ خَافَتَ فِيْمَا يُجْهَرُ وَسَهْوُ الْاِمَامِ يُوْجِبُ عَلَى الْاِمَامِ وَالْمُؤْتَمِّ السَّجْدَةَ فَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ لَمْ يَسْجُدِ الْمُؤْتَمُّ وَاِنْ سَهَى الْمُؤْتَمُّ لَمْ يَلْزَمِ الْاِمَامَ وَلَا الْمُؤْتَمَّ السَّجْدَةَ

اور سہو کے سجدے اس وقت لازم ہوتے ہیں جب نماز میں ایسا فعل زیادہ کرے جو جنس نماز سے ہوتے ہوئے نماز میں داخل نہ ہو یا جب کوئی مسنون فعل چھوڑ دے یا جب الحمد پڑھنا چھوڑ دے یا قنوت نہیں پڑھتا یا تشہد نہیں پڑھتا یا عید کی تکبیرات چھوڑ دے یا امام خفی نماز میں بلند آواز سے اور جہری نماز میں آہستہ آواز سے قرات کرلے اور امام کی بھول امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ کو واجب کرتی ہے پس اگر امام نے سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے اور اگر مقتدی بھول گیا تو امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ لازم نہیں ہوتا۔

﴿جنسها ليس منها﴾ جیسے قعدہ اولی چھوڑ کر قیام کرتا ہے اب قیام جنس نماز سے ہے لیکن اس مقام پر نماز میں نہیں۔ اور اگر ایسا کام کیا جو جنس نماز سے ہی نہیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

﴿يجهر وسهو﴾ جیسے ظہر و عصر کی نمازوں میں۔

Marfat.com

وَاِنْ سَهٰی عَنِ الْقَعْدَةِ الْاُوْلٰی فَقَامَ اِلَی الثَّالِثَةِ ثُمَّ تَذَكَّرَ وَهُوَ اِلٰی حَالِ الْقُعُوْدِ اَقْرَبُ عَادَ فَجَلَسَ وَتَشَهَّدَ وَاِنْ كَانَ اِلٰی حَالِ الْقِيَامِ اَقْرَبَ لَمْ يُعِدْ وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ سَهٰی عَنِ الْعَقْدَةِ الْاٰخِيْرَةِ فَقَامَ اِلَی الْخَامِسَةِ ثُمَّ تَذَكَّرَ رَجَعَ اِلَی الْقَعْدَةِ مَالَمْ يَسْجُدْ فِی الْخَامِسَةِ وَاَلْغَی الْخَامِسَةُ وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةِ بَطَلَ فَرْضُهٗ وَتَحَوَّلَتْ صَلٰوتُهٗ نَفْلًا وَكَانَ عَلَيْهِ اَنْ يَضُمَّ اِلَيْهَا رَكْعَةً سَادِسَةً

اور اگر پہلے قعدہ کو بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا پھر اس حال میں اسے یاد آیا کہ وہ بیٹھنے کی حالت کے زیادہ نزدیک ہے تو لوٹ جائے اور بیٹھ کر تشہد پڑھے اور اگر کھڑے ہونے کی حالت زیادہ نزدیک ہے تو نہ لوٹے اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر آخری قعدہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا پھر اسے یاد آئے تو قعدہ کی طرف لوٹ آئے جب تک کہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور پانچویں رکعت کو چھوڑ دے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کا فرض باطل ہو گیا۔ اور اس کی نماز نفل ہو گئی اب اس رکعت کے ساتھ چھٹی رکعت ملانا اس پر لازم ہے۔

﴿القعود﴾ فقہا فرماتے ہیں کہ پنڈلی اور ران کے درمیان اگر خلا پیدا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے۔

Marfat.com

وَاِنْ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ قَدْرَ التَّشَھُّدِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ یُسَلِّمْ بِظَنِّھَا الْقَعْدَۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ تَذَکَّرَھَا عَادَ اِلَی الْقَعْدَۃِ مَالَمْ یَسْجُدْ فِی الْخَامِسَۃِ وَ یُسَلِّمْ وَیَسْجُدُ لِلسَّھْوِ وَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِالسَّجْدَۃِ ضَمَّ اِلَیْھَا رَکْعَۃً اُخْرٰی وَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ وَالرَّکْعَتَانِ لَہٗ نَافِلَۃٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَلَمْ یَدْرِاَ ثَلَاثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا فَاِنْ کَانَ لَہٗ شَکٌّ عَرَضَ لَہٗ اَوَّلًا اِسْتَانَفَ الصَّلٰوۃَ وَ اِنْ کَانَ الشَّکُّ یَعْرِضُ لَہٗ کَثِیْرًا یَبْنِیْ عَلٰی غَالِبِ ظَنِّہٖ اِنْ کَانَ لَہٗ ظَنٌّ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ ظَنٌّ بَنٰی عَلَی الْیَقِیْنِ وَھُوَ الْاَقَلُّ

اور اگر چوتھی رکعت میں تشہد کے برابر بیٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سلام نہیں پھیرا اپنے اس گمان پر کہ یہ قعدہ اولیٰ ہے پھر اسے یاد آجائے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو قعدہ کی طرف آئے جب تک کہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور سلام پھیر دے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کے ساتھ دوسری رکعت کو ملائے اس طرح اس کی نماز پوری ہو گئی اور یہ دو رکعتیں اس کے لیے نفل ہو گئیں۔ اور جس کو نماز میں شک ہو جائے اور نہیں جانتا کہ تین رکعات پڑھیں یا چار پس اگر پہلی مرتبہ شک ہوا تو از سر نو نماز پڑھے۔ اور اگر اکثر شک ہوتا ہے تو اپنے غالب گمان پر بناء کرے اگر اس کو غالب گمان ہو پس اگر اس کو غالب گمان نہ ہو تو یقین پر بناء کرے اور یہ کم رکعتوں کے لینے میں ہے۔ یعنی اسے شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی یا چار تو تین یقینی ہیں۔ اس لئے ایک اور ساتھ ملا دے۔

﴿الاقل﴾ یعنی تین اور چار میں شک ہو ان میں اقل (کم) پر یقین ہوتا ہے اور وہ ہے تین

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةُ الْمَرِيْضِ

اِذَاتَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ الْقِيَامُ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ يُوْمِيْ اِيْمَاءً وَجَعَلَ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ اِلٰى وَجْهِهٖ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْقُعُوْدَ اسْتَلْقٰى عَلٰى ظَهْرِهٖ وَ جَعَلَ رِجْلَيْهِ نَحْوَالْقِبْلَةِ وَ اَوْمٰى بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْاِسْتِلْقَآءَ اِضْطَجَعَ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ

بیمار کی نماز

جب مریض پر قیام کرنا مشکل ہو جائے تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کرتے ہوئے نماز پڑھے اور اگر سجدے اور رکوع کی استطاعت نہیں رکھتا تو اشارہ سے پڑھے۔ اور سجدے کو رکوع سے زیادہ پست کرے۔ اور اس کے چہرے کی طرف کوئی چیز بلند نہ کی جائے کہ جس پر وہ سجدہ کرے اور اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی پیٹھ کے بل لیٹ جائے اور دونوں پاؤں قبلہ کی طرف رکھے اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے اور اگر دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے اور قبلہ کی طرف منہ کرلے

﴿مریض﴾ بمعنی بیماری والا۔

﴿تعذر﴾ شدید بیماری ہے جیسے بخار ہو کر جس میں قیام یعنی کھڑا نہیں ہو سکتا۔

﴿ولا یرفع﴾ اور نہ تکیہ سر کی طرف اٹھائے ﴿لم یستطع﴾ اگر مریض کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے معذور ہو یا قیام کرنے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر میں اچھا ہونے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے، ٹیک لگا کر کھڑا ہونا ضروری نہیں اور اگر رکوع و سجدہ کرنے سے بھی معذور ہو جائے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ اور رکوع کی نسبت سجدہ کے لئے سر زیادہ جھکائے۔ اور اگر بیٹھنا بھی مشکل ہو جائے تو قبلہ رخ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

Marfat.com

وَاَوْمٰی اِیْمَآءً بِرَأْسِهٖ جَازَ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعِ الْاِیْمَآءَ بِرَأْسِهٖ اَخَّرَ صَلٰوتَهٗ وَلَا یُوْمِیْ بِعَیْنَیْهِ وَلَا بِحَاجِبَیْهِ وَلَا بِقَلْبِهٖ فَاِنْ قَدَرَ عَلَی الْقِیَامِ وَلَمْ یَقْدِرْ عَلَی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ لَمْ یَلْزَمْهُ الْقِیَامُ وَجَازَلَهٗ اَنْ یُّصَلِّیْ قَاعِدًا یُّوْمِیْ اِیْمَآءً عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فَاِنْ صَلَّی الصَّحِیْحُ بَعْضَ صَلٰوتِهٖ قَآئِمًا ثُمَّ حَدَثَ بِهٖ مَرَضٌ اَتَمَّهَا قَاعِدًا بِرُکُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعِ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ یُوْمِیْ اِیْمَآءً اَوْیُصَلِّیْ مُسْتَلْقِیًا اِنْ لَّمْ یَقْدِرْ عَلَی الْقُعُوْدِ

اور اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے تو جائز ہے اور اگر سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو نماز کو موخر کرے اور اپنی دونوں آنکھوں سے اشارہ نہ کرے اور نہ بھنوؤں سے اور نہ دل سے اشارہ کرے۔ پس اگر قیام پر قدرت رکھتا ہو لیکن رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام کرنا لازم نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا اس کے لیے جائز ہے۔ اگر تندرست نے اپنی کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھی پھر کوئی مرض پیدا ہو گیا تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پوری کرے اور اگر رکوع و سجود کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ سے ادا کرے۔ اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پیٹھ کے بل لیٹ کر نماز پڑھے

Marfat.com

وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَ يَسْجُدُ لِمَرَضٍ ثُمَّ صَحَّ بَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ قَآئِمًا عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِسْتَأنَفَ الصَّلٰوةَ وَاِنْ صَلّٰى بَعْضَ صَلٰوتِهٖ بِاِيْمَآءٍ ثُمَّ قَدَرَ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ اِسْتَأنَفَ الصَّلٰوةَ بِالْاِتِّفَاقِ وَمَنْ اُغْمِىَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَمَا دُوْنَهَا قَضَاهَا اِذَا صَحَّ فَاِنْ فَاتَتْهُ بِالْاِغْمَآءِ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يَقْضِ

اور جو شخص مرض کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پھر تندرست ہو جائے تو امام ابو حنیفہ وابو یوسف کے نزدیک کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کر لے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ از سر نو نماز پڑھے۔ اور اگر اپنی کچھ نماز اشارہ سے ادا کی پھر رکوع و سجود پر قادر ہو گیا تو بالا تفاق از سر نو نماز پڑھے۔ اور جس شخص پر پانچ نمازوں تک یا اس سے کم تک بے ہوشی طاری ہو گئی تو تندرست ہو جانے پر ان کی قضا کر لے اور اگر بے ہوشی کی حالت میں پانچ سے زیادہ نمازیں فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہ کرے۔

﴿بالاتفاق﴾ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد اس پر متفق ہیں۔

Marfat.com

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ

سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ فِی الْقُرْاٰنِ اَرْبَعُ عَشَرَسَجْدَةً فِیْ اٰخِرِ الْاَعْرَافِ وَفِی الرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ مَرْیَمَ وَالْاُوْلٰی فِی الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالٓمّٓ تَنْزِیْلُ وَصٓ وَ حٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَالسُّجُوْدُ وَاجِبٌ فِیْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ كُلِّهَا عَلَی التَّالِیْ وَ السَّامِعِ سَوَآءٌ قَصَدَ سَمَاعَ الْقُرْاٰنِ اَوْلَمْ یَقْصُدْ

سجود تلاوت

تلاوت کے سجدے قرآن مجید میں چودہ سجدے ہیں۔ سورۃ اعراف کے آخر میں اور سورۃ رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم میں اور سورۃ حج میں پہلا سجدہ اور سورۃ فرقان، نمل، الم تنزیل، صٓ، حٰمٓ السجدہ، النجم اور اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربک میں۔ پس یہ سجدہ ان تمام مقامات پر پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہے خواہ قرآن سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو

﴿التلاوۃ﴾ تلاوت کے لغوی معنی پڑھنے کے ہیں اور اصطلاح میں قرآن مجید کے پڑھنے کو کہتے ہیں ہمارے یعنی احناف کے نزدیک چودہ سجدے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں۔

﴿لم یقصد﴾ بغیر قصد کے جیسے لاؤڈ سپیکر میں قرآن پڑھا جائے تو گھر بیٹھے ہوئے لوگوں پر بھی سجدہ واجب ہو جائے گا۔

Marfat.com

وَاِذَا تَلَى الْاِمَامُ اٰيَةَ السَّجْدَةِ سَجَدَهَا وَ سَجَدَ الْمَامُوْمُ مَعَهٗ فَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ لَمْ يَسْجُدِ الْمَامُوْمُ وَاِنْ تَلَى الْمَأمُوْمُ لَمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ وَلَا الْمَامُوْمُ وَاِنْ سَمِعُوْا وَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ اٰيَةِ سَجْدَةٍ مِّنْ رَجُلٍ لَيْسَ مَعَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَسْجُدُوْهَا فِي الصَّلٰوةِ وَ سَجَدُوْهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاِنْ سَجَدُوْهَا فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَجْزُهُمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتِهِمْ وَاَعَادُوْهَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ

اور جب امام سجدے کی آیت پڑھے تو اس آیت کا سجدہ ادا کرے اور مقتدی بھی اس کے ہمراہ سجدہ کرے اور اگر امام نے سجدہ نہیں کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے۔ اور اگر مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو امام اور مقتدی دونوں سجدہ نہ کریں اور اگر انھوں نے حالتِ نماز میں ایسے آدمی سے آیت سجدہ سنی جو ان کے ساتھ نماز میں شامل نہیں تو نماز میں اس کا سجدہ ادا نہ کریں۔ نماز کے بعد سجدہ ادا کریں۔ اگر انھوں نے نماز میں سجدہ ادا کیا تو ان کے لیے جائز نہیں لیکن ان کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کا اعادہ کریں۔

﴿سمعوا﴾ جمع سمعا۔ سمعوا یہاں "الف" جمع کے صیغے کو ظاہر کرتی ہے یعنی سننے والے بھی اور پڑھنے والے کے حکم میں ہے

﴿بعد الفراغ﴾ سجدہ تلاوت وقت معین پر واجب نہیں ہے۔ یعنی ایک جگہ آیت سجدہ پڑھی تو اب وہیں کرنا واجب نہیں بلکہ گھر میں آکر سجدہ کر سکتا ہے

Marfat.com

وَمَنْ تَلٰی اٰیَۃَ سَجْدَۃٍ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلَمْ یَسْجُدْھَا حَتّٰی دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَلَاھَا فِی الصَّلٰوۃِ وَسَجَدَ لَھُمَا اَجْزَتْہُ السَّجْدَۃُ عَنِ التِّلَاوَتَیْنِ وَاِنْ تَلَاھَا فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ فَسَجَدَھَا ثُمَّ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَلَاھَا ثَانِیًا سَجَدَھَا ثَانِیًا وَلَمْ تُجْزِہِ السَّجْدَۃُ الْاُوْلٰی عَنِ الثَّانِیَۃِ وَمَنْ کَرَّرَ اٰیَۃَ السَّجْدَۃِ وَاحِدَۃٍ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ یَلْزَمُ سَجْدَۃٌ وَاحِدَۃٌ وَمَنْ اَرَادَ السُّجُوْدَ کَبَّرَ وَسَجَدَ وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَفَعَ رَأْسَہٗ وَلَا تَشَھُّدَ عَلَیْہِ وَلَا سَلَامَ۔

اور جس نے نماز سے پہلے آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ نہیں کیا یہاں تک کہ نماز میں داخل ہو گیا پس نماز میں اسی آیت سجدہ کی تلاوت کی اور ان دونوں کے لیے سجدہ ادا کیا تو دونوں تلاوتوں کا یہی ایک سجدہ اس کو کافی ہے اور اگر آیت سجدہ نماز سے باہر پڑھ کر سجدہ کیا پھر نماز میں داخل ہوا اور دوسری مرتبہ اس آیہ کریمہ کو پڑھا تو اس کے لیے پھر سجدہ کرے دوسری مرتبہ کے لیے پہلا سجدہ کافی نہیں ہے اور جس نے ایک ہی آیت سجدہ کو ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھا تو اس پر ایک سجدہ لازم ہے۔ اور جو سجدہ کرنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور ہاتھ کو نہ اٹھائے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھائے اور اس پر نہ تشہد ہے اور نہ سلام ہے

﴿ثانیا﴾ اس کے لیے الگ دوسرا سجدہ کرے گا۔

﴿سجدة واحدة﴾ ایک جگہ پر بیٹھ کر ایک ہی آیت سجدہ کئی بار پڑھی تو ان سب کے لیے ایک سجدہ کرے گا اور اگر الگ الگ جگہ پر آیت سجدہ پڑھی تو ہر ایک کے لیے الگ الگ سجدہ کرے گا بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رکوع کے اندر سجدہ تلاوت کی نیت کرنے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ

اَلسَّفَرُ الَّذِیْ یَتَغَیَّرُ بِهِ الْاَحْکَامُ هُوَ اَنْ یَّقْصِدَ الْاِنْسَانُ مَوْضِعًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ مَقْصَدِهٖ مَسِیْرَةُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْهَا بِسَیْرِ الْاِبِلِ اَوْ مَشْیِ الْاَقْدَامِ سَیْرًا مُتَوَسِّطًا وَلَا یُعْتَبَرُ فِیْ ذٰلِكَ بِالسَّیْرِ فِی الْمَآءِ وَفَرْضُ الْمُسَافِرِ عِنْدَنَا فِیْ کُلِّ صَلٰوةٍ رُبَاعِیَّةٍ رَکْعَتَانِ وَلَا یَجُوْزُ لَهُ الزِّیَادَةُ عَلَیْهِمَا

مسافر کی نماز

جس سفر سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان ایسی جگہ کا ارادہ کرے کہ اس کے اور اس کے مقصد کے درمیان اونٹ کی رفتار یا پیدل چلنے کی درمیانی رفتار کے اعتبار سے تین دن اور رات کے سفر کا فاصلہ ہو اور اس میں پانی میں جانے کی رفتار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور ہمارے نزدیک ہر چار رکعات والی نماز میں دو رکعت مسافر پر فرض ہیں۔ اور مسافر کے لیے اس سے زیادہ جائز نہیں ہے

﴿مسافر﴾ اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت پر جو ۵۷ ۳/۸ میل بنتے ہیں، جائے اور پندرہ دن سے کم مدت وہاں ٹھہرنا ہو تو وہ مسافر ہے اگر پندرہ دن یا زیادہ کی نیت ہے تو مسافر شمار نہ ہوگا۔

Marfat.com

فَاِنْ صَلّٰی اَرْبَعًا وَقَدْ قَعَدَ فِی الثَّانِیَۃِ مِقْدَارَ التَّشَھُّدِ اَجْزَأَتْہُ الرَّکْعَتَانِ عَنْ فَرْضِہٖ وَ کَانَتِ الْاُخْرَیَانِ نَافِلَۃً وَاِنْ لَّمْ یَقْعُدْ فِی الثَّانِیَۃِ مِقْدَارَ التَّشَھُّدِ وَقَامَ اِلَی الثَّالِثَۃِ وَ قَیَّدَھَا بِسَجْدَۃٍ بَطَلَتِ الْفَرْضُ وَتَحَوَّلَتْ صَلٰوتُہٗ نَفْلًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمَنْ خَرَجَ مُسَافِرًا صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اِذَا فَارَقَ بُیُوْتَ مِصْرِہٖ وَلَایَزَالُ عَلٰی حُکْمِ السَّفَرِ حَتّٰی یَنْوِیَ الْاِقَامَۃَ فِیْ بَلْدَۃٍ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا فَصَاعِدًا فَیَلْزَمُہُ الْاِتْمَامُ وَاِنْ نَّوَی الْاِ قَامَۃَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ یُتِمَّ الصَّلٰوۃَ وَاِنْ دَخَلَ بَلَدًا وَّلَمْ یَنْوِ اَنْ یُّقِیْمَ فِیْہِ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا

اور اگر چار رکعات پڑھیں اور دوسری رکعت میں تشہد کے برابر بیٹھا تو اس کے فرض کے لیے وہ دو رکعات کافی ہیں۔ اور آخری دو رکعات نفل ہو جائیں گی۔ اور اگر دوسری رکعت میں تشہد کے برابر نہیں بیٹھا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور اسے سجدہ کے ساتھ پورا کر لیا تو فرض باطل ہو گیا۔ اور امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک اس کی نماز نفل میں بدل جائے گی۔ اور جو شخص سفر کی نیت سے نکلا تو دو رکعات پڑھے جب اپنے شہر کے گھروں سے جدا ہو جائے اور وہ ہمیشہ سفر کے حکم میں ہو گا یہاں تک کہ شہر میں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔ اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو پوری نماز نہ پڑھے اور اگر شہر میں داخل ہوا اور پندرہ دن ٹھہرے کی نیت نہیں کی

﴿فارق بیوت﴾ یعنی شہر کی چنگی سے نکل جائے تو قصر کرے۔

﴿ولم ینو﴾ "لم" کے آنے سے "ینوی" تبدیل ہوا "ینو" میں۔

Marfat.com

وَ اِنَّمَا يَقُوْلُ غَدًا اَخْرُجُ اَوْ بَعْدَ غَدٍ اَخْرُجُ حَتّٰى بَقِيَ عَلٰى ذٰلِكَ سِنِيْنَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا دَخَلَ الْعَسْكَرُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ فَنَوَوُا الْاِقَامَةَ فِيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يُتِمُّوا الصَّلٰوةَ وَاِذَا دَخَلَ الْمُسَافِرُ فِيْ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ مَعَ بَقَاءِ الْوَقْتِ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ دَخَلَ مَعَهٗ فِيْ فَائِتَةٍ لَمْ يَجُزْ صَلٰوتُهٗ خَلْفَهٗ وَاِذَا صَلَّى الْمُسَافِرُ بِالْمُقِيْمِيْنَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَتَمَّ الْمُقِيْمُوْنَ صَلٰوتَهُمْ وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ اِذَا سَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ مُّسَافِرُوْنَ وَاِذَا دَخَلَ الْمُسَافِرُ فِيْ مِصْرِهٖ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ

سوائے اس کے کہ نہیں کہتا ہے کہ کل نکلوں گا یا پرسوں نکلوں گا یہاں تک کہ کئی سال تک اسی حال پر رہا تو دو رکعات پڑھے اور جب فوج دار الحرب میں داخل ہو اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز نہ پڑھیں اور جب مسافر مقیم کی نماز میں داخل ہو وقت باقی رہنے کے باوجود تو نماز کو پورا کرے۔ اور اگر مسافر مقیم کے ساتھ قضاء نماز میں داخل ہوا تو اس کی نماز مقیم کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ اور جب مسافر مقیم لوگوں کو نماز پڑھائے تو دو رکعات پڑھے اور سلام پھیر دے پھر مقیم لوگ اپنی نماز پوری کریں۔ اور امام کے لیے ان کو یہ کہنا کہ اپنی نماز پوری کر لو مستحب ہے پس بے شک ہم مسافر ہیں۔ اور جب مسافر اپنے شہر میں داخل ہوا تو نماز پوری کرے

﴿دار الحرب﴾ یہاں سے امریکہ، برطانیہ یا چین وغیرہ چلے گئے تو وہ دار الحرب ہے

﴿المسافر﴾ یعنی مسافر کو امام بنایا اور مقتدی سارے مقیم ہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ لَمْ يَنْوِ الْاِقَامَةَ فِيْهِ وَمَنْ كَانَ لَهٗ وَطَنٌ فَانْتَقَلَ عَنْهُ وَاسْتَوْطَنَ غَيْرَهٗ ثُمَّ سَافَرَ فَدَخَلَ فِيْ وَطَنِهِ الْاَوَّلِ لَمْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِذَا نَوَى الْمُسَافِرُ اَنْ يُّقِيْمَ بِمَكَّةَ وَمِنًى خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فِيْ حَالِ الْاِقَامَةِ قَضَاهَا فِي السَّفَرِ اَرْبَعًا وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فِي السَّفَرِ قَضَاهَا فِي الْاِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَاصِيْ وَالْمُطِيْعُ فِي السَّفَرِ وَالرُّخْصَةِ سَوَآءٌ وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ يَجُوْزُ فِعْلًا وَلَا يَجُوْزُ وَقْتًا وَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِي السَّفِيْنَةِ قَاعِدًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ لَا يَجُوْزُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ

اگرچہ اس نے اقامت کی نیت نہ کی ہو اور جس شخص کو ایک وطن تھا پس اس جگہ سے نقل مکانی کی اور دوسری جگہ کو وطن بنایا پھر مسافر ہوا اور اپنے پہلے وطن میں داخل ہوا تو پوری نماز نہ پڑھے اور جب مسافر نے مکہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی تو پوری نماز نہ پڑھے اور جس کی نماز حالت اقامت میں فوت ہو جائے تو سفر میں چار رکعات کی قضا کرے اور جس کی نماز سفر میں فوت ہو جائے تو اقامت میں دو رکعات کی قضا کرے اور گناہگار اور اطاعت گزار سفر اور رخصت میں برابر ہیں۔ اور دو نمازوں کو اکٹھا کرنا از روئے فعل کے جائز ہے مگر از روئے وقت کے جائز نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا ہر حالت میں جائز ہے۔ امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا قیام کی قدرت رکھتے ہوئے ایسا جائز نہیں ہے۔

﴿وطن﴾ وطن تین ہیں "وطن اصلی" جہاں پیدا ہوا۔ وطن اقامت" جہاں پندرہ دن یا زیادہ کی نیت سے اقامت اختیار کی "وطن سکنی" جہاں رہتا ہے ﴿منی﴾ یعنی حکماً جیسے منیٰ میں مغرب وعشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے ہیں

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ

لَایَصِحُّ الْجُمُعَةُ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ فِیْ مُصَلَّی الْمِصْرِ وَلَایَجُوْزُ فِی الْقُرٰی وَلَا یَجُوْزُ اِقَامَتُهَا اِلَّا لِلسُّلْطَانِ اَوْ لِمَنْ اَمَرَهُ السُّلْطَانُ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْوَقْتُ فَتَصِحُّ فِیْ وَقْتِ الظُّهْرِ وَلَا تَصِحُّ بَعْدَهٗ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْخُطْبَةُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ یَخْطِبُ الْاِمَامُ خُطْبَتَیْنِ یَفْصِلُ بَیْنَهُمَا بِقَعْدَةٍ خَفِیْفَةٍ وَیَخْطِبُ قَآئِمًا عَلٰی طَهَارَةٍ فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

نماز جمعہ

جمعہ صحیح نہیں مگر شہر جامع یا شہر کی عید گاہ میں اور دیہاتوں میں جائز نہیں ہے اور اس کا قائم کرنا جائز نہیں مگر بادشاہ کے لیے یا اس شخص کے لیے جس کو سلطان حکم دے اور جمعہ کی شرائط میں سے ایک وقت ہے پس ظہر کے وقت میں جمعہ صحیح ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جائز نہیں۔ اور جمعہ کی شرائط میں نماز سے پہلے خطبہ ہے۔ امام دو خطبے پڑھے اور ان دونوں کے درمیان قدرے بیٹھنے سے فرق کرے اور باوضو کھڑے ہو کر خطبہ دے اور اگر اللہ کے ذکر پر اکتفا کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔

﴿مصر جامع﴾ جامع شہر سے مراد جہاں عدالت ہو حدود قائم ہوں، ڈاکخانہ اور منڈی ہے۔ ﴿السطان﴾ جیسے صدر صاحب نے اوقاف کا وزیر مقرر کیا۔ تو اب اس کو چاہیے کہ مساجد میں خطیب مقرر کرے ﴿الخطبة﴾ یعنی صحیح اور درست ہیں تین دفعہ درود شریف یا قل شریف یا سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ لے بیٹھ کر یعنی لا الہ الااللہ تین مرتبہ یا سبحن اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے لے تو خطبہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

وَقَالَا لَابُدَّ مِنْ ذِكْرٍ طَوِيْلٍ يُسَمّٰى خُطْبَةً فِي الْعَادَةِ وَاِنْ خَطَبَ قَاعِدًا اَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ جَازَ وَيُكْرَهُ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْجَمَاعَةُ وَاَقَلُّ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ثَلٰثَةٌ سِوَى الْاِمَامِ وَقَالَا اِثْنَانِ سِوَى الْاِمَامِ وَيَجْهَرُ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ فِيْهِمَا قِرَاءَةُ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَاتَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى الْمُسَافِرِ وَلَا عَلَى امْرَءَةٍ وَلَا عَلٰى مَرِيْضٍ وَلَاصَبِيٍّ وَلَا عَبْدٍ وَلَا اَعْمٰى فَاِنْ حَضَرُوْا وَ صَلُّوْا مَعَ النَّاسِ اَجْزَأَهُمْ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ

اور امام ابو یوسف و محمد نے فرمایا کہ ضروری ہے ایسا لمبا ذکر کہ عادت میں جس کو خطبہ کا نام دیا جائے ۔ اور اگر بیٹھ کر یا بغیر وضو کے خطبہ دیا تو جائز ہے مگر مکروہ ہے ۔ اور جمعہ کی شرائط میں سے ایک جماعت ہے ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت کے لئے امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہیں ۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ امام کے علاوہ دو آدمی ہیں ۔ اور امام دونوں رکعتوں میں اونچی آواز سے قرات کرے اور دونوں رکعات میں معین سورت کی قرات نہیں ہے اور مسافر، عورت، مریض، بچہ، غلام اور اندھے پر جمعہ واجب نہیں ہے پس اگر وہ حاضر ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو ان کو اس وقت کے فرض کے لیے کافی ہے ۔

﴿ذکر طویل﴾ الحمد لله نحمده ونستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه ونعوذ بالله من شرورانفسنا و من سيئات اعمالنا من يهدى الله فلامضل له و من يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ور سوله ۔ یہ خطبہ مسمّٰی ہے ۔ اب اس میں قرآن مجید کی تین آیتیں بڑھا دو جیسے نبی پاک ﷺ نے بڑھائیں ۔ ایک "یا یھا الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته" دوسری "یا یھاالناس .." اور تیسری یا یھاالذین آمنوا .."۔ ہمارے آئمہ کرام نے دو حدیثیں بڑھا دیں کہ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منا۔ تو اب یہ خطبہ طویل بن گیا ﴿ولا اعمیٰ﴾ اس میں اختلاف ہے صاحبین فرماتے ہیں اندھے پر واجب نہیں جب کہ اس کو لے جانے والا کوئی نہ ہو اور لے جانے والا ہو تو اندھے پر بھی واجب ہے

Marfat.com

وَيَجُوْزُ لِلْمُسَافِرِ وَالْمَرِيْضِ وَالْعَبْدِ اَنْ يَؤُمُّوْا فِى الْجُمْعَةِ وَمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ فِىْ مَنْزِلِهٖ يَوْمَ الْجُمْعَةِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَلَا عُذْرَلَهٗ كُرِهَ ذٰلِكَ وَجَازَتْ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّحْضُرَ الْجُمْعَةَ فَتَوَجَّهَ اِلَيْهَا وَالْاِمَامُ فِيْهَا بَطَلَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ بِالسَّعْىِ اِلَيْهَا وَقَالَا لَايُبْطِلُ حَتّٰى يَدْخُلَ مَعَ الْاِمَامِ وَ يُكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّىَ الْمَعْذُوْرُ الظُّهْرَ بِالْجَمَاعَةِ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فِى الْمِصْرِ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ السِّجْنِ

اور مسافر، بیمار اور غلام کے لیے جمعہ کی امامت کرنا جائز ہے۔ اور جس نے جمعہ کے دن اپنے گھر میں امام کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی اور اسے کوئی عذر بھی در پیش نہیں تو اس کا یہ عمل مکروہ ہے لیکن اس کی نماز جائز ہے۔ پس اگر ظاہر ہوا اس کے لیے جمعہ میں حاضر ہونا پس اس کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں کہ امام نماز میں ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی طرف جلدی جانے سے ظہر باطل ہو گئی۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک باطل نہ ہوئی یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے۔ اور جمعہ کے دن شہر میں معذور کا جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا اور اسی طرح قیدی کا بھی پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿**فتوجه**﴾ یعنی دوڑتے ہوئے ﴿**بالسعی**﴾ صاحبین کے نزدیک سعی ظہر سے کم درجہ ہونے کی وجہ سے ظہر کو پورا ہونے کے بعد نہیں توڑ سکے گی۔ اور جمعہ، ظہر سے بڑھ کر ہے پس جمعہ ظہر کو توڑ دے گا مسجد میں داخل ہونے کے ساتھ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سعی، جمعہ کے لیے خاص ہے۔ پس جب اس نے سعی کی یعنی جمعہ کے لیے جلدی گیا تو اس کی ظہر کی نماز باطل ہو گئی قرآن مجید میں ہے: **یا یھاالذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من الیوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ** "اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو دوڑتے ہوئے آؤ اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف" ﴿**المعذور**﴾ معذور اور قیدی کا جمعہ کے دن جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر وہ گاؤں میں ہوں یا قضا ظہر پڑھیں تو جائز ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلّٰى مَعَهٗ مَا اَدْرَكَ وَبَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ وَاِنْ اَدْرَكَهٗ فِي التَّشَهُّدِ اَوْ فِيْ سُجُوْدِ السَّهْوِ بَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اَنْ اَدْرَكَ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ وَاِنْ اَدْرَكَ اَقَلَّهَا بَنٰى عَلَيْهَا الظُّهْرَ

اور جس نے جمعہ کے دن امام کو پایا تو پڑھے اس کے ساتھ جو پائے اور اس پر جمعہ کی بنا کرے۔ اور اگر امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پائے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر جمعہ کی بناء کرے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت کا اکثر حصہ پایا تو اس پر جمعہ کی بناء کرے اور اگر اس سے کم حصہ پائے تو اس پر ظہر کی بناء کرے

﴿الركعة الثانية﴾ اگرچہ امام کو تشہد میں پائے۔ تو شیخین کے نزدیک دوگانہ جمعہ پورا کرے۔

﴿اقلها﴾ امام محمد کے نزدیک ایک رکعت سے کمتر پائے تو ظہر کی نماز پوری کرے۔

Marfat.com

وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِلْخُطْبَةِ تَرَكَ النَّاسُ الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ وَقَالَا لَابَأْسَ بِاَنْ يَّتَكَلَّمَ مَالَمْ يَبْدَءُ بِالْخُطْبَةِ وَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْاَذَانَ الْاَوَّلَ تَرَكَ النَّاسُ الْبَيْعَ وَالشِّرَآءَ وَتَوَجَّهُوْا اِلَى الْجُمُعَةِ وَاِذَا صَعِدَ الْاِمَامُ الْمِنْبَرَ جَلَسَ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ يَخْطُبُ الْاِمَامُ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور جب امام جمعہ کے دن خطبہ کے لیے نکلے تو لوگ نماز اور گفتگو چھوڑ دیں جب تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ بات کرنے میں حرج نہیں جب تک خطبہ شروع نہ کیا ہو۔ اور جب جمعہ کے دن موذن پہلی اذان دے تو لوگ خرید و فروخت چھوڑ دیں اور جمعہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور جب امام منبر پر چڑھ کر بیٹھ جائے تو موذن منبر کے سامنے اذان دے پھر امام خطبہ دے پس جب خطبہ سے فارغ ہو جائے تو لوگ نماز کھڑی کریں۔

Marfat.com

بَابُ صَلوٰةِ الْعِيدَيْنِ

يَسْتَحِبُّ فِيْ يَوْمِ الْفِطْرِ اَنْ يَّطْعَمَ الْاِنْسَانُ قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَيَغْتَسِلَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَلْبَسَ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمُصَلّٰى وَلَا يُكَبِّرُ فِيْ طَرِيْقِ الْمُصَلّٰى عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا يُكَبِّرُ وَلَا يَتَنَفَّلُ فِي الْمُصَلّٰى قَبْلَ صَلوٰةِ الْعِيْدِ وَيَتَنَفَّلُ بَعْدَهَا فَاِذَا حَلَّتِ الصَّلوٰةُ بِاِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ دَخَلَ وَقْتُهَا اِلَى الزَّوَالِ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسِ خَرَجَ وَقْتُهَا

نماز عیدین

اور چھوٹی عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے کچھ کھانا، غسل کرنا، خوشبو لگانا اچھے کپڑے پہننا اور صدقہ فطر دینا مستحب ہے پھر عید گاہ کی طرف متوجہ ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عید گاہ کے راستے میں تکبیر نہ کہے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک تکبیر کہے۔ اور عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں نفل نہ پڑھے اور جب سورج بلند ہو جائے تو نماز عید کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب سورج ڈھل جائے تو نماز عید کا وقت نکل جاتا ہے

﴿الفطر﴾ فطر کے لغوی معنی توڑنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں چھوٹی عید کو کہتے ہیں کیونکہ یہ رمضان کو ختم کرنے والا ہے

﴿ولا یکبر﴾ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز فطر کے لیے جاتے ہوئے اونچی آواز سے تکبیر نہ کہے اور بڑی عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے تکبیر کہے تا کہ دونوں نمازوں میں امتیاز قائم رہے۔

﴿ارتفاع﴾ ارتفاع، رفع سے ہے یعنی اونچا یا بلند ہونا۔ یرفع اللہ الدرجات۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَيُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الْأُولٰى تَكْبِيرَةَ الْإِحْرَامِ وَثَلٰثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَقْرَءُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةً بَعْدَهَا وَيُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَبْدَءُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا كَبَّرَ ثَلٰثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ يَرْكَعُ بِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيْدَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاَحْكَامَهَا وَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعِيْدِ مَعَ الْإِمَامِ لَمْ يَقْضِهَا

اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور اس کے ساتھ تین تکبیریں کہے۔ پھر سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت قرات سے شروع کرے پس جب قرات سے فارغ ہو جائے تو تین تکبیریں کہے اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کرے اور تکبیرات عیدین میں اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے جن میں لوگوں کو صدقہ فطر اور اس کے احکام کی تعلیم دے اور جس کی نماز عید امام کے ساتھ فوت ہو جائے تو اس کی قضا نہ کرے۔

﴿ویصلی﴾ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔

﴿ثم یخطب﴾ نماز جمعہ میں خطبہ، نماز سے پہلے ہوتا ہے جبکہ عیدین کی نماز میں خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔

﴿لم یقضھا﴾ اس لیے کہ اس کا وقت گذر گیا۔ اور نماز عید خاص وقت کے اندر واجب ہوتی ہے۔

Marfat.com

وَاِنْ غُمَّ الْهِلَالُ عَلَى النَّاسِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ الْاِمَامِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ بَعْدَ الزَّوَالِ
صَلّٰى صَلٰوةَ الْعِيْدِ مِنَ الْغَدِ فَاِنْ حَدَثَ عُذْرٌ مَنَعَ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ لَمْ
يُصَلِّهَا بَعْدَهٗ وَيَسْتَحِبُّ فِيْ يَوْمِ الْاَضْحٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَلْبَسَ اَحْسَنَ
ثِيَابِهٖ وَيُؤَخِّرُ الْاَكْلَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَتَوَجَّهَ اِلَى الْمُصَلّٰى وَهُوَ يُكَبِّرُ
جَهْرًا فِي الطَّرِيْقِ وَيُصَلِّي الْاِمَامُ بِالنَّاسِ يَوْمَ الْاَضْحٰى رَكْعَتَيْنِ كَصَلٰوةِ الْفِطْرِ

اور اگر چاند لوگوں سے چھپ جائے اور گواہ زوال کے بعد امام کے پاس چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھیں اور اگر ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ دوسرے دن نماز پڑھنے سے روک دے تو اس کے بعد نماز عید نہ پڑھیں اور بڑی عید کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا۔ اچھے کپڑے پہننا اور کھانا موخر کرنا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے مستحب ہے۔ پھر عیدگاہ کی طرف جائے اور راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہے۔ اور امام عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کو نماز عید الفطر کی مانند دو رکعتیں پڑھائے

﴿**الامام**﴾ استاد فرماتے ہیں کہ یہاں ''امام'' پر ''ال'' آیا ہے یعنی وہ لوگ جو مقرر ہیں قاضی کی طرف سے ہر کسی کے پاس نہیں جا سکتے
﴿**بعد الزوال**﴾ ساڑھے بارہ بجے کے بعد آئے یعنی ایک بجے، دو بجے یا تین بجے یا بعد میں تو چونکہ نماز عید کا وقت نکل گیا ہے تو اب دوسرے دن نماز عید پڑھیں ﴿**فی الاضحیٰ**﴾ کیونکہ بڑی عید میں نماز کے بعد قربانی ہوتی ہے

Marfat.com

وَيَخْطُبُ بَعْدَهَا خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهِمَا الْاَضْحِيَّةَ وَ اَحْكَامَهَا وَتَكْبِيرَاتِ التَّشْرِيقِ فَإِنْ حَدَثَ عُذْرٌ مَنَعَ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي يَوْمِ الْاَضْحٰى صَلَّاهَا مِنَ الْغَدِ وَ بَعْدَ الْغَدِ وَلَا يُصَلِّيهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَكْبِيرَاتُ التَّشْرِيقِ اَوَّلُهَا عَقِيبَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاٰخِرُهَا عَقِيبَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَتَكْبِيرَاتُ التَّشْرِيقِ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوضَاتِ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اور اس کے بعد دو خطبے دے جن میں لوگوں کو قربانی اور اس کے احکام اور تکبیرات تشریق سکھائے ۔ پس اگر ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ بڑی عید کے دن نماز سے روک دے تو دوسرے یا تیسرے دن نماز پڑھے اور اس کے بعد عید کی نماز نہ پڑھے اور ایام تشریق کی تکبیرات کی ابتداء نماز فجر کے بعد یوم عرفہ کے دن سے ہے اور ان کا اختتام قربانی کے دن نماز عصر کے بعد ہے یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک ہے اور تکبیرات تشریق فرض نمازوں کے بعد ہیں کہ جماعت مستحبہ کے ساتھ پڑھی جائیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

﴿الاضحية﴾ یعنی قربانی۔

﴿ایام تشریق﴾ یعنی حج کے دن ۹ سے ۱۳ ذی الحجہ تک۔

﴿عقیب﴾ یعنی بعد، پیچھے۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

اِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ وَيُطَوِّلُ الْقِرَاءَةَ فِيْهِمَا وَيُخْفِيْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا يَجْهَرُ الْقِرَاءَةَ فِيْهِمَا ثُمَّ يَدْعُوْا بَعْدَهَا

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہو جائے تو امام لوگوں کو نفل کی طرح دو رکعات پڑھائے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع ہے اور دونوں رکعتوں میں لمبی قرات کرے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک آہستہ قرات کرے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ان دو رکعات میں بلند آواز سے قرات کرے۔ پھر ان کے بعد دعا کرے

﴿الکسوف﴾ کسوف، کسف سے ہے۔ یعنی قطع کرنا۔ چھپ جانا، سورج کا۔ دوسرے الفاظ میں سورج گرھن کو کہتے ہیں۔ یعنی سورج گرھن کے وقت کی نماز۔

﴿یطول القراءة﴾ یعنی پوری پوری سورت پڑھے۔

﴿ثم یدعوا﴾ دعا وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ ہر وقت دعا کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان "اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے دعا کرنے والے کی جب وہ دعا کرے" بعض مقامات ہر وقت مقرر ہوتا ہے جیسے کہ سورج گرھن کی نماز کے بعد۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم ان گھبراہٹ والی چیزوں میں سے کچھ دیکھو تو رغبت کرو اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے ساتھ

Marfat.com

حَتّٰى تَنجَلِیَ الشَّمْسَ وَیُصَلِّیَ بِالنَّاسِ الْإِمَامُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ بِهِمُ الْجُمُعَةَ فَإِنْ لَّمْ یَحْضُرِ الْإِمَامُ صَلَّى النَّاسُ فُرَادٰی وَلَیْسَ فِیْ خُسُوْفِ الْقَمَرِ جَمَاعَةٌ وَإِنَّمَا یُصَلِّیْ کُلٌّ وَاحِدٍ بِنَفْسِهٖ وَلَیْسَ فِی الْکُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ خُطْبَةٌ

یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور لوگوں کو وہ امام نماز پڑھائے جو ان کو جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے ۔ پس اگر امام موجود نہیں تو لوگ تنہا نماز پڑھیں اور چاند گرہن میں جماعت نہیں ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ہر ایک اپنی نماز پڑھے۔ سورج گرھن اور چاند گرہن میں خطبہ نہیں ہے۔

﴿حتی تنجلی﴾ اس وقت تک دعا کرنی چاہیے جب تک کہ سورج گرھن ختم ہو جائے اور سورج کھل جائے۔

﴿الخسوف﴾ خسوف، خسف سے ہے۔ یعنی زمین میں دھنسا دینا، چھپ جانا چاند کا۔ بالفاظ دیگر چاند گرھن کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ صَلوٰةِ الْاِسْتِسْقَآءِ

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَيْسَ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ صَلوٰةٌ مَّسْنُوْنَةٌ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنْ صَلَّى النَّاسُ وُحْدَانًا جَازَ وَ اِنَّمَا الْاِسْتِسْقَآءُ التَّضَرُّعُ وَالدُّعَآءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ عِنْدَهٗ وَقَالَا يُصَلِّي الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ يَجْهَرُ فِيْهَا بِالْقِرَآءَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِالدُّعَآءِ وَيَقْلِبُ الْاِمَامُ رِدَاءَهٗ وَلَا يُقَلِّبُ الْقَوْمُ اَرْدِيَتَهُمْ وَلَا يَحْضُرُ اَهْلُ الذِّمَّةِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ

طلب بارش کے لیے نماز

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ طلب باراں میں جماعت کے ساتھ نماز مسنون نہیں ہے۔ اگر لوگوں نے تنہا نماز پڑھی تو جائز ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ استسقاء امام ابو حنیفہ کے نزدیک عاجزی کرنا دعا کرنا اور بخشش طلب کرنا ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ امام لوگوں کو نفل کی طرح دو رکعات پڑھائے اور اس میں بلند آواز سے قرات کرے اور دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے اور امام اپنی چادر کو پلٹ دے اور لوگ اپنی چادریں نہ پلٹیں۔ اور ذمی لوگ طلب باراں میں حاضر نہ ہوں

﴿الاستسقاء﴾ ''استسقاء'' ''باب استفعال سے ہے اور اس کا مادہ ''سقی'' ہے جس کے معنی ہیں ''بارش''۔ چونکہ باب استفعال میں کسی چیز کی طالب پائی جاتی ہے اس لیے جب ''سقی'' اس باب میں آکر ''استسقاء'' بنا تو اس کا معنی ہوئے ''بارش طلب کرنا'' اسی باب سے ہے ''استمرار'' یعنی کسی چیز کے ہمیشہ کرنے کی طلب پائی جانا۔ ''استخراج'' نکالنے یا نکلنے کی طلب کرنا

﴿رداء﴾ جیسا کہ حضور پاک ﷺ سے روایت ہے کہ اگر کپڑا مربعہ یعنی چار کونوں والا ہو تو اسے پلٹ دے گا۔

﴿الذمی﴾ اہل ذمہ یعنی ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ، پارسی، قادیانی وغیرہ جو اسلامی ملک کے باشندے ہوں۔

Marfat.com

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

يَسْتَحِبُّ اَنْ يَّجْمَعَ النَّاسُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَعْدَ الْعِشَآءِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ كُلِّ تَرْوِيْحَةٍ تَسْلِيْمَتَانِ وَيَجْلِسُ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيْحَتَيْنِ مِقْدَارَ تَرْوِيْحَةٍ ثُمَّ يُوْتِرُ بِهِمْ وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِيْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں قیام کرنے کے بیان میں

رمضان کے مہینے میں عشاء کے بعد لوگوں کا جمع ہونا مستحب ہے پس امام ان کو پانچ ترویح پڑھائے ہر اک ترویحہ میں دو سلام ہیں۔اور ہر دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کی مقدار کے برابر بیٹھے۔ پھر امام ان کو وتر پڑھائے اور بغیر ماہ رمضان کے جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھیں۔

﴿**شہر**﴾ شہر کا معنی مہینہ یا ماہ ہے۔

﴿**رمضان**﴾ رمضان، رمض سے نکلا ہے جس کے معنی "جلا دینے" کے ہیں۔ رمضان میں مسلمانوں کے گناہ جل جاتے ہیں۔ دھوپ میں پڑے ہوئے انتہائی گرم پتھر پر جب پانی ڈالا جاتا ہے تو ایک خاص آواز آتی ہے جس کو "رمض" کہتے ہیں۔

﴿**الامام**﴾ اکثر رمضان المبارک میں لوگ داڑھی منڈے حافظ قرآن یا (نابالغ بچہ) کو امام بنا لیتے ہیں۔لہذا اس مسئلہ کی وضاحت نہایت ضروری ہے۔ داڑھی منڈے امام یا حافظ کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ

کتاب الآثار باب صفۃ الشعر من الوجہ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنؤ بھارت

" محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر انه كان يقبض على اللحية ثم يقص ما تحت القبضة قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابى حنيفة" ترجمہ۔ امام محمد رحمت اللہ علیہ، امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے، وہ جناب ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا عمل اسی حکم پر ہے۔ اور حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد ہے،،

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ احناف کے نزدیک قبضہ (مٹھی) برابر داڑھی رکھنے پر فتوی ہے۔لہذا یہ حکم لازمی ہے

Marfat.com

در مختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لایفسدہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ کلکتہ میں ہے۔" واما الاخذ منها وهمی دون ذلك کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یجوزہ احد واخذ کلها فعل الیهود والهنود ومجوس الاعاجم " ترجمہ اور قبضہ سے کم داڑھی کے کترنے کو کسی ایک نے بھی جائز نہیں لکھا جیسا بعض مغربی اور ہیجڑے کرتے ہیں اور ساری داڑھی کا مونڈنا تو یہودیوں، ہندوؤں اور عجمی مجوسیوں کا کام ہے،،

طحطاوی میں ہے :۔"والتشبہ بهم حرام " اور ان کے ساتھ (یہودیوں، ہندوؤں اور عجمی مجوسیوں وغیرہ) مشابہت اختیار کرنی مسلمانوں کے لئے حرام ہے،، حضرت شیخ الہند محدث الکبیر مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ اشعہ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں۔,, حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است ،، داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور داڑھی کا بقدر قبضہ (مٹھی بھر) رکھنا واجب ہے,, حضرت محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق,, ایک قبضہ کے برابر داڑھی رکھنا ،،واجب ہے۔ بلکہ بعض علماء کرام کے نزدیک تو فرض ہے۔

جیسا کہ مولانا مولوی شمس الدین ساکن درویش ہری پور ہزارہ,, داڑھی کی اسلامی حیثیت ،، صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔,, کہ کم از کم ایک قبضہ داڑھی رکھنی فرض ہے۔ انبیاء کا اسلام دین، ملت اور سنت قدیمہ اور فطرت صحیحہ ہے جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور از آدم تا ایں دم تمام رسولوں، نبیوں، صحابیوں، تابعیون، ولیوں، بزرگوں، عالموں اور نیک لوگوں نے از اعلیٰ تا ادنیٰ ایک قبضہ داڑھی رکھی اور اسی کو فرض واجب جانا اور اس کے مونڈنے کترانے کو باجماع واتفاق حرام و معصیت وگناہ سمجھا،، لہذا اس قسم کے واجب ضروری کو ترک کرنا فاسق معلن بنتا ہے۔,, فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ پر ہیشگی کرنا فاسق ہونے کا ثبوت ہے۔ صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں۔" ان الا دمان علی الصغیرة مفسق" ترجمہ :۔ یقیناً گناہ صغیرہ پر مداومت کرنا آدمی کو فاسق بنا دیتا ہے،، طحطاوی فی بیان الاحق بالامتہ صہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر میں فاسق کی تعریف لکھتے ہیں۔" وشرعا خروج عن طاعة الله بار تکاب کبیرة" ترجمہ :۔ یعنی شریعت میں فاسق وہ ہے جو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے،، اور قہستانی سے صاحب طحطاوی نقل کرتے ہیں۔ "ای او اصرار علی صغیرة "

ترجمہ :۔ فسق یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا ہے،، چونکہ داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اس لئے ایسا شخص جو ارتکاب کبیرہ کرتا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اصرار بھی کرتا ہے تو یہ فاسق مُعلن ہے اور فاسق مُعلن کو امام کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ نیز بقول قہستانی تو صغیرہ پر اصرار ہی اس کے فاسق ہونے کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ترک واجب کرنا اور پھر حرام پر اصرار میں ایک سوال کے جواب میں کہ,, داڑھی منڈے شخص کی شہادت قبول کی جائے یا یہ،، فرماتے ہیں،، جب کوئی عورت سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو وہ گنہگار اور لعنتی ہوگئی اگرچہ یہ سر منڈایا یا کتوانا کی اجازت یا حکم سے ہی کیوں نہ ہو۔

"ولذا یحرم للرجل قطع لحیته " اور اسی لئے مرد کو بھی داڑھی کٹانا حرام ہے،، تنقیح الحامدیہ میں ہے :۔

Marfat.com

"فحيث ادمن علی فعل هذا المحرم يفسق "ترجمہ :۔ پس جبکہ ایسے صریح حرام پر جوآدمی ہمیشگی کرے وہ فاسق ہو جاتا ہے ،، لہذا فقہائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد کے مطابق داڑھی منڈانے والااور پھراس پر مداومت کرنے والا فاسق معلن ہے اعلانیہ فاسق ہے اور ایسے امام یا حافظ قرآن کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے ایسا شخص امام نہیں بن سکتا بلکہ ایسا شخص قابل توہین ہے چہ جائیکہ اس کی تعظیم کی جائے اور اس کو عبادت الٰہی میں یہ عزت کا مقام دیا جائے۔

شامی شریف جلد اول بحث امامہ میں ہے۔

"اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه و بان فی تقديمه للا ما مة تعظيمه و قد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفی انه اذا کا ن اعلم من غيره لا تزول العلة " ترجمہ :۔ فاسق کی امامت مکروہ ہونے کی علت ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے دینی امور میں لاپرواہی کرتا ہے اہتمام نہیں کرتا ہے۔ دوسرے اسے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ وہ فاسق ہونے کی وجہ سے مستحق توہین ہے اگرچہ وہ فاسق دوسرے مقتدیوں سے زیادہ صاحب علم ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ علت کراہت تو زائل نہیں ہوتی۔ ،، صرف یہی نہیں کہ فاسق عالم کی امامت ناجائز ہے بلکہ اس کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ کبیری شرح منیہ بحث امامت میں ہے۔" لو قد موا فاسقا يا ثمون بناء علی ان کراهة تقديمه کراهة تحريمه" ترجمہ :۔ اگر مقتدیوں نے فاسق عالم کو امام بنایا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ اسلئے کہ فاسق امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے ،، ایک بات یہاں پر بہت ہی ضروری یاد رکھنی چاہیے اور وہ یہ ہے اگر فاسق عالم امام کے پیچھے کسی مجبوری سے نماز پڑھنی ہی پڑ جائے تو اس نماز کو اپنے وقت میں ہی دوبارہ پڑھے اس لئے کہ وہ مکروہ تحریمہ تھی صاحب درمختار بحث قضاء فوائت میں فرماتے ہیں۔"کل صلوة اديت مع کراهة التحريم تعاد "ترجمہ :۔ جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا دوبارہ پڑھنا لازمی ہے ،، غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صہ ۳۴۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) از مولوی خرم علی صاحب میں کافی بحث کے بعد تحریر ہے۔،، جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ لازم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ خواہ وقت کے اندر ہو یا بعد دونوں صورتوں میں واجب ہے اور یہی قول راجح ہے ،،

مستخلص الحقائق شرح کنزالد قائق ج اول صہ ۲۰۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) حاشیہ نمبر ۴ کراہت امامت کے ضمن میں تحریر ہے ۔" وکره آه الکراهة فی الفاسق تحريمة" ترجمہ :۔ فاسق کو امام کرنا کراہت تحریم ہے ،، یعنی اگر فاسق امام کے پیچھے نماز ادا کی گئی تو وہ نماز مکروہ تحریمہ ہے اور مکروہ تحریمی نماز واجب الاعادہ ہے۔ فتاوی درمختار صہ ۴۷ مطبوعہ کلکتہ میں ہے۔

" و فاسق واعمی و نحوه الا عمش "اور مکروہ ہے امامت فاسق اور اندھے کی اور مثل اندھے کے ہے وہ شخص جس کو رات اور دن میں کم سوجھتا ہو کذا فی النہر ، اندھے کی امامت کی کراہت کی بوجہ نہ بچنے نجاست سے ہے صاحب نہر الفائق نے بحث کی راہ سے کہا کہ اس امر میں کم سوجھ آدمی بھی ایسا ہی ہے۔" الا ان يکون ای غير الفاسق اعلم القوم فهو اولی" مگر مندرجہ افراد میں سے جو بھی قوم میں زیادہ صاحب علم ہو امامت کے لئے بہتر ہے سوائے فاسق کے اگر وہ قوم میں صاحب علم ہی کیوں نہ ہو ،،

Marfat.com

غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار صہ ۲۶۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) میں مولوی خرم علی صاحب تحریر کرتے ہے۔

"فاسق کا استثناء اس لئے کیا کہ باوجود عالم ہونے کے بھی اس کی امامت خالی کراہت سے نہیں کیونکہ امامت میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً مقتدیوں پر اس کی اہانت واجب ہے۔ مفتی ابو السعود نے کہا کہ اس تعلیل کا مفاد یہ ہے کہ امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے۔،،

محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عبادتوں سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جو شخص مقدار شرح سے کم داڑھی رکھتا ہے یا ہمیشہ ترشواتا ہے وہ فاسق معلن ہے۔ ایسے شخص کو امام بنانا مقتدیوں کے گنہگار ہونے کا سبب ہے اور نماز کے مکروہ تحریمہ ہونے کو باعث جو کہ واجب الاعادہ ہے۔

فتاوی رضویہ جلد سوم صہ ۲۱۹۔ ۲۲۰ پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مسئلہ :۔ جو شخص داڑھی اپنی مقدار شرح سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ ترشواتا ہے اس کا امام کرنا نماز میں شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔"

الجواب "وہ فاسق معلن ہے اور اسے امام کرنا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون الخ"

اور اسی فتاوی کے صہ ۲۵۴۔ ۲۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں جبکہ آپ سے پوچھا گیا۔" قاری مکہ معظمہ کا قرات سیکھا ہو اور وہاں پر چند سال رہ کر معلمی کیا ہو لیکن داڑھی ترشواتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ جائز ہے یا نہ بینوا توجروا،،

الجواب "داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، مکہ معظمہ میں رہ کر قرات سیکھنا فاسق کو غیر فاسق نہ کر دے گا، واللہ تعالیٰ اعلم،، نیز اسی فتاوی کے صہ ۲۷۰ پر ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں،، داڑھی منڈانا فسق ہے اور فسق سے متلبس ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعث کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پہن کر یا صرف پائجامہ پہن کر، اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے نماز ہو جانا باایں معنی ہے کہ فرض ساقط ہو جائے گا ورنہ گنہگار ہو گا۔ اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، باقی اگر وہ صف اول میں آئے تو اسے ہٹانے کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،،

مفتی اعظم اہل سنت جناب ابو البرکات سید احمد صاحب صدر مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے مندرجہ ذیل استفتاء کیا گیا جس کو جواب آنجناب مد ظلہ نے تحریر فرمایا۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد کا مفتی غیر حافظ امام موجود ہے۔ رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پاک سننے کے لئے ایک حافظ مہیا کیا گیا جس کی داڑھی کتری ہوئی ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے۔،،

الجواب بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق فاجر ہیں، ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت تراویح مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بمجبوری ان

Marfat.com

کے پیچھے پڑھ لی، یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور مدت گزر چکی ہو۔ کذا فی الشامی داڑھی کترے آدمی سید قاری حافظ عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں داڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ انتہی مختصرا،، اسی استفتاء کا جواب مفتی اعظم مولانا مولوی مظہر اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ، خطیب وامام جامع مسجد فتح پوری دہلی (بھارت) تحریر فرماتے ہیں۔ بے شک یہ شخص اس فعل کی وجہ سے فاسق ہو گیا ہے اور حسب فتوی کبیری وشامی ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ نہ کرے۔،، اسی استفتاء پر علمائے دیوبند کے اکابرین میں سے مفتی ہند مولینا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر مدرسہ امینیہ دہلی (بھارت) جواب تحریر کرتے ہیں۔ نماز تراویح میں کل قرآن شریف سنانا سنت ہے۔ اور ایک قبضہ سے کتر کر داڑھی کا کم کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے وہ داڑھی کترا حافظ فاسق ہو گیا۔ پس اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ایسی صورت میں تراویح متقی امام مسجد کے پیچھے الم ترکیف سے پڑھ لے، فاسق حافظ کے پیچھے نہ پڑھے۔،، اسی استفتاء پر مولانا مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی (بھارت) جواب تحریر فرماتے ہیں۔ ''بے شک یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہیں۔

اسی استفتاء پر علماء دیوبند کے اکابر علماء میں سے مشہور مفسر قرآن مولینا مولوی احمد علی صاحب لاہوری تحریر کرتے ہیں۔

اہل محلہ کے ذمہ لازم ہے کہ داڑھی کترے حافظ کو فوراً الگ کر دیں اور متشرع حافظ قرآن امام کے پیچھے تراویح پڑھیں (یہ سب فتاوی،، داڑھی کی اسلامی حیثیت،، صفحہ ۸۰ تا ۸۱ سے لئے گئے ہیں۔ یہ مولوی شمس الدین صاحب ہزاروی کی تالیف ہے)

﴿ترویحہ﴾ چار رکعتوں کا ایک ترویحہ ہے۔ پانچ ترویح یعنی بیس رکعات پڑھائے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے۔ اور پھر ایک اور بھی وضاحت کرتا چلوں کہ تراویح میں بچہ کی امامت کے مسئلہ پر شمس الائمہ امام سرخسی اپنی کتاب المبسوط جلد اول جز ثانی صفحہ ۱۴۹ ''الفصل الثانی عشر فی امامة الصبی فی التراویح'' میں فرماتے ہیں: **جوز ھا مشائخ خراسان** رحمهم الله تعالى ورضى عنهم **ولم يجوزها مشائخ العراق** رحمهم الله تعالى و رضى الله عنهم **والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب**۔ ترجمہ۔ خراسان کے مشائخ بچہ کی امامت کو جائز کہتے ہیں اور عراق کے مشائخ اسے ناجائز کہتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةُ الْخَوْفِ

اِذَا اشْتَدَّ الْخَوْفُ جَعَلَ الْاِمَامُ النَّاسَ طَائِفَتَيْنِ طَائِفَةً اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَطَائِفَةً خَلْفَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهٰذِهِ الطَّائِفَةِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مَضَتْ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ وَتَشَهَّدَ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُسَلِّمُوْا مَعَهٗ وَذَهَبُوْا اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَآئَتِ الطَّآئِفَةُ الْاُوْلٰى فَيُصَلُّوْنَ وُحْدَانًا رَكْعَةً وَ سَجْدَتَيْنِ بِغَيْرِ قِرَآءَةٍ وَ تَشَهَّدُوْا وَ سَلَّمُوْا

نماز خوف

جب خوف شدید ہو جائے تو امام لوگوں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ دشمن کے سامنے جائے اور ایک گروہ پیچھے رہے پس اس گروہ کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے پس جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ آجائے پس امام ان کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور یہ گروہ اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے۔ پھر پہلا گروہ آئے اور تنہا ایک رکعت اور دو سجدے بغیر قرات کے پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے

﴿خوف﴾ جہاد میں دشمن کا خوف

﴿طائفہ﴾ جماعت یا گروہ

﴿العدو﴾ دشمن ﴿وحداناً﴾ تنہا تنہا، یا اکیلا اکیلا

Marfat.com

وَمَضَوْا اِلٰی وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی فَصَلَّوْا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ بِقِرَاءَةٍ وَتَشَهَّدُوْا وَسَلَّمُوْا فَاِنْ كَانَ الْاِمَامُ مُقِيْمًا صَلّٰی بِالطَّائِفَةِ الْاُوْلٰی رَكْعَتَيْنِ وَ بِالثَّانِيَةِ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالطَّائِفَةِ الْاُوْلٰی رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَ بِالثَّانِيَةِ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَلَا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ حَالِ الصَّلٰوةِ فَاِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بَطَلَتْ صَلٰوتُهُمْ وَاِذَا اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُكْبَانًا وُحْدَانًا يُؤْمُوْنَ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ اِلٰی اَيِّ جِهَةٍ شَاءُوْا اِذَا لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَی النُّزُوْلِ وَ عَلَی التَّوَجُّهِ اِلَی الْقِبْلَةِ

اور دشمن کے سامنے چلے جائیں پھر دوسرا گروہ آجائے اور ایک رکعت اور دو سجدے قرات کے ساتھ پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پس اگر امام مقیم ہو تو پہلے گروہ کے ساتھ اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھے اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اور حالت نماز میں جنگ نہ کریں پس اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ جب ڈر شدید ہو جائے تو سواری کی حالت میں تنہا نماز پڑھیں۔ اور جس طرف بھی چاہیں اشارہ کے ساتھ رکوع و سجود کریں جبکہ سواری سے اترنے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہونے کی قدرت نہ رکھیں۔

Marfat.com

بَابُ الْجَنَائِزِ

اِذَا احْتَضَرَ الرَّجُلَ الْمَوْتُ وُجِّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَلُقِّنَ بِالشَّهَادَتَيْنِ فَاِذَا مَاتَ شُدَّ لِحْيَاهُ وَ غُمِّضَ عَيْنَاهُ وَاِذَا اَرَادُوْا غُسْلَهٗ وَضَعُوْهُ عَلَى السَّرِيْرِ وَجَعَلُوْا عَلٰى عَوْرَتِهٖ خِرْقَةً وَنَزَعُوْا عَنْهُ ثِيَابَهٗ وَ وَضَّئُوْهُ

جنازہ کے بیان

جب آدمی کے مرنے کا وقت آجائے تو دائیں پہلو پر لٹا کر اس کا منہ قبلہ رخ کر دیا جائے اور شہادتین کی تلقین کی جائے۔ پس جب وہ مر جائے تو اس کی ٹھوڑی باندھ دی جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں۔ اور جب نہلانے کا ارادہ کریں تو اسے تختہ پر رکھیں اور اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر اس کے کپڑے اتار لیں اور اسے وضو کرائیں

﴿الجنائز﴾ جنائز، جمع ہے جنازہ کی، جنازہ اس وجود کو کہتے ہیں جس میں روح نہ ہو جیسے ہم میت کہتے ہیں۔

﴿لقن بالشھادتین﴾ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا پڑھنا، تلقین کا یہ مطلب ہے کہ مرنے والے کے پاس جو لوگ ہیں وہ پڑھیں۔ مرنے والے کو پڑھنے کا نہ کہا جائے۔ جب وہاں موجود لوگ پڑھیں گے تو اس کی زبان پر خود بخود شہادتیں جاری ہو جائیں گی۔ دوسری صورت میں اگر مرنے والے کو پڑھنے کا کہا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو بے ایمان مر جائے گا،

﴿شد﴾ ٹھوڑی کو باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے

﴿غمض﴾ غمض، یغمض، تغمیضا۔ یعنی آنکھیں بند کرنا۔

﴿نزعوا﴾ نزعوا، نزع سے ہے یعنی کھینچ لینا، اتار لینا

﴿ثوب﴾ کی جمع ثیاب ہے یعنی کپڑے

Marfat.com

وَلَا یُمَضْمَضُ وَلَا یُسْتَنْشَقُ عِنْدَنَا ثُمَّ یُفِیْضُوْنَ الْمَآءَ عَلَیْهِ وَ یُجَمَّرُ سَرِیْرُهٗ وِتْرًا وَیُغْلٰی الْمَآءُ بِالسِّدْرِ اَوْ بِالْحُرُضِ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فَالْمَآءُ الْقَرَاحُ وَیُغْسَلُ رَأْسُهٗ وَلِحْیَتُهٗ بِالْخَطْمِیِّ ثُمَّ یُضْجَعُ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْسَرِ فَیُغْسَلُ بِمَآءِ السِّدْرِ حَتّٰی یُرٰی اَنَّ الْمَآءَ قَدْ وَصَلَ اِلٰی مَا یَلِیَ التَّحْتَ مِنْهُ

اور ہمارے نزدیک اس سے کلی نہ کرائیں اور نہ ناک میں پانی ڈالیں۔ پھر اس پر پانی بہائیں اور اس کے تختہ کو تین مرتبہ دھونی دیں اور پانی کو بیری کے پتوں یا اشنان کے ساتھ جوش دیں اگر یہ نہ ہوں تو خالص پانی کافی ہے اور گلِ خیرو کے ساتھ اس کے سر اور داڑھی کو دھویا جائے۔ پھر اس سے بائیں پہلو پر لٹا کر بیری والے پانی سے دھویا جائے یہاں تک کہ دیکھ لیا جائے کہ پانی اس کے نیچے تک پہنچ چکا ہے۔

﴿ولا یستنشق﴾ مردے میں سانس نہیں ہوتی اس لیے جب کلی کرائیں گے تو پانی اندر پھنس جائے گا اور بعض اوقات تالو کی نازک رگیں پھٹ جاتی ہیں اور خون آنا شروع ہو جاتا ہے اور ناک میں پانی ڈالنے سے ناک کی کمزور رگیں پھٹ سکتی ہیں اور خون آسکتا ہے۔

﴿یفیضون﴾ "یفیضون" نکلا ہے "افاض" سے بمعنی بہانا۔

﴿بالسدار﴾ بیری کے پتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ یہ میل کو کاٹتا ہے اور میت کا جسم جلدی خراب نہیں ہوتا

﴿حرض﴾ ایک قسم کی خوشبودار گھاس جو پہاڑوں میں اگتی ہے۔ مسجدوں کے فرش پر اسے ڈالا جاتا ہے۔

﴿القراح﴾ خالص پانی۔

﴿خطمی﴾ ایک قسم کی گھاس ہے، گل خیرو۔

﴿یضجع﴾ کروٹ پر لٹایا جائے۔

Marfat.com

ثُمَّ يُضْجَعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَ يْمَنِ فَيُغْسَلُ بِمَآءِ السِّدْرِ حَتّٰى يُرٰى اَنَّ الْمَآءَ قَدْ وَصَلَ اِلٰى مَايَلِيَ التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ يُجْلِسُهُ الْغَاسِلُ وَيُسْنِدُهٗ اِلَيْهِ وَيَمْسَحُ بَطْنَهٗ مَسْحًا رَقِيْقًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَهٗ وَلَا يُعِيْدُ غُسْلَهٗ ثُمَّ يُنَشِّفُهٗ بِثَوْبٍ وَيُدْرِجُ فِيْ اَكْفَانِهٖ وَ يَجْعَلُ الْحُنُوْطَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَالْكَافُوْرَ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ

پھر غسل دینے والا اسے اپنے سہارے سے ٹیک دے کر بٹھائے۔ اور اس کے پیٹ کو نرمی سے ملے پس اگر کچھ چیز نکل آئے تو اس کو دھوئے اور دوبارہ غسل نہ دے۔ پھر کپڑے سے خشک کر کے اسے کفن میں رکھ دیا جائے۔ اور حنوط کی خوشبو اس کے سر اور داڑھی پر لگائی جائے اور کافور اس کی سجدہ والی جگہوں پر لگایا جائے۔

﴿بطن﴾ شکم، پیٹ

﴿رقیقا﴾ آہستہ آہستہ، نرمی کے ساتھ،

﴿اکفان﴾ اکفان جمع ہے کفن کی

﴿حنوط﴾ ایک قسم کی خوشبو ہے۔

﴿لحیة﴾ ڈاڑھی،

﴿مساجد﴾ پیشانی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے۔ اور دونوں پاؤں کا نچلا حصہ

Marfat.com

وَالسُّنَّةُ اَنْ يُّكَفَّنَ الرَّجُلُ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ اِزَارٍ وَّ قَمِيْصٍ وَّ لِفَافَةٍ فَاِنِ اقْتَصَرُوْا
عَلٰى ثَوْبَيْنِ جَازَ فَاِذَا اَرَادُوْا لَفَّ لِفَافَةٍ عَلَيْهِ اِبْتَدَءُوْا بِالْجَانِبِ الْاَيْسَرِ فَاَلْقَوْا
عَلَيْهِ ثُمَّ بِالْاَيْمَنِ فَاِنْ خَافُوْا اَنْ يَّنْتَشِرَ الْكَفَنُ عَنْهُ عَقَدُوْهُ بِخَيْطٍ وَّتُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ
فِیْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ لِفَافَةٍ وَّ اِزَارٍ وَّ دِرْعٍ وَّ خِمَارٍ وَّ خِرْقَةٍ تُرْبَطُ بِهَا ثَدْيَاهَا فَاِنِ
اقْتَصَرُوْا عَلٰى ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ جَازَ وَ هِیَ اللِّفَافَةُ وَ الْاِزَارُ وَ الْخِمَارُ وَيَكُوْنُ
الْخِمَارُ فَوْقَ الْقَمِيْصِ تَحْتَ اللِّفَافَةِ

اور مرد کو تین کپڑوں تہبند، قمیص اور لفافہ میں کفن دینا سنت ہے پس اگر دو کپڑوں پر اکتفا کیا جائے تو جائز ہے۔ پس جب اس پر لفافہ لپیٹنے کو ارادہ کرو تو بائیں جانب سے شروع کرو اور اس پر لفافہ ڈالو پھر دائیں جانب سے لفافہ ڈالو۔ پس اگر میت کو کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو کفن کو دھاگہ سے باندھ دیں اور عورت کو کفن دیا جائے پانچ کپڑوں میں لفافہ، تہبند، کرتہ چادر اور پٹی کہ جس کے ساتھ اس کے دونوں پستانوں کو باندھا جائے۔ پس اگر تین کپڑوں پر اکتفا کیا تو جائز ہے اور وہ لفافہ، تہبند اور چادر ہیں۔ اور چادر کرتہ کے اوپر اور لفافہ کے نیچے ہو گی

﴿قمیص﴾ کفنی۔

﴿لف﴾ لپیٹنا۔

﴿ایسر﴾ بائیں۔

﴿خمار﴾ اوڑھنی۔

﴿خرقه﴾ پٹی

﴿تربط﴾ باندھا جائے ﴿ازار﴾ تہبند، چادر

Marfat.com

وَ يُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيْرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُ الْمَيِّتِ وَلَا لِحْيَتُهٗ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهٗ وَلَا يُقَصُّ شَعْرُهٗ وَيُجَمَّرُ الْاَكْفَانُ قَبْلَ اَنْ يُّدْرَجَ فِيْهَا وِتْرًا فَاِذَا فَرَغُوْا مِنْهُ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاَوْلَى النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ السُّلْطَانُ اِنْ حَضَرَ فَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ فَنَائِبُهٗ فَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ فَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ اِمَامِ الْحَيِّ ثُمَّ الْوَلِيِّ فَاِنْ صَلّٰى عَلَيْهِ غَيْرُ السُّلْطَانِ وَالْوَلِيِّ اَعَادَ الْوَلِيُّ فَاِنْ صَلّٰى عَلَيْهِ الْوَلِيُّ لَمْ يَجُزْ اَنْ يُّصَلِّيَ اَحَدٌ بَعْدَهٗ

اور اس کے بال دو زلفوں کی صورت میں اس کے سینہ پر رکھے جائیں۔ میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے۔ اور اس کے ناخن اور بال نہ کاٹے جائیں۔ اور کفن پر طاق مرتبہ خوشبو لگائی جائے اس سے پہلے کہ اس میں داخل کیا جائے پس جب کفنانے سے فارغ ہو جائیں تو اس پر نماز پڑھو۔ اگر سلطان موجود ہو تو تمام لوگوں سے بڑھ کو وہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق رکھتا ہے۔ پس اگر وہ موجود نہیں تو پھر اس کا نائب حق رکھتا ہے اور اگر وہ بھی موجود نہیں ہے تو محلّہ کے امام کو پھر ولی کو آگے کرنا مستحب ہے پس اگر غیر سلطان اور غیر ولی نے نماز پڑھی تو ولی دوبارہ نماز پڑھا سکتا ہے پس اگر ولی نے نماز پڑھ لی تو اب ولی کے بعد کسی کا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿ولا یقص﴾ جب میت کے بال اور ناخن کاٹنا منع ہے تو آج کل آنکھوں کی (cornia) نکال لیتے ہیں یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے یہ سنت کے خلاف ہے۔ میت کی کوئی چیز ضائع نہیں کی جائے گی۔

﴿یجمر﴾ جمر۔ تجمر، تجمیرا۔ خوشبو لگانا۔

﴿الولی﴾ ولی یعنی جائز وارث جیسے بھائی، چچا باپ، بیٹا۔

﴿احد بعدہ﴾ اسی بناء پر نماز جنازہ ایک بار ہے اور غائبانہ نماز جنازہ بھی نہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ دُفِنَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ صُلِّيَ عَلٰى قَبْرِهٖ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَا يُصَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَازَةِ اَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ فَيُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً يَسْتَفْتِحُ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَاَنْ يَّقُوْلَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اِلٰى اٰخِرِهٖ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً وَّيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً ثَالِثَةً يَدْعُوْا فِيْهَا لِنَفْسِهٖ وَلِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ

اور اگر نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس کے بعد نہ پڑھی جائے۔ اور نماز پڑھانے والا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو جائے۔ اور نماز جنازہ یہ ہے کہ چار تکبیرات پڑھی جائیں اور ایک تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع کرے اور حمد یہ ہے کہ کہے سبحانک اللھم و بحمدک آخر تک پھر ایک تکبیر کہے اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور اس میں اپنے لیے میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔

﴿یدعو﴾ دعا کرے اور مردوں کو ثواب پہنچائے۔

﴿مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ﴾

(شرح فقہ اکبر) از محدث کبیر فقیہ اعظم علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی

"ان دعاء الا حیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم فی علو الدرجات خلا فاللمعتزلۃ"

ترجمہ :- یقیناً زندہ افراد کا مردوں کیلئے دعا کرنا اور صدقہ دینا ان کے درجات کو بلند کرنے کے واسطے انہیں فائدہ دیتا ہے۔ مگر ہاں (فرقہ) معتزلہ اس (فائدہ کے پہنچنے) کا منکر ہے۔، حضرت محدث کبیر علی القاری رحمت اللہ علیہ کافی بحث کے بعد صفحہ ۱۵۹ پر جناب امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں۔

"وعند ابی حنیفہ رحمت اللہ علیہ واصحابہ یجوز ذالک وثوابہ الی المیت"

"اور (حضرت امام اعظم) ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) نزدیک جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب بھی"

Marfat.com

یعنی قرآن حکیم کا ثواب، نماز کا ثواب، روزے کا ثواب، حج کا ثواب، ذکر الٰہی کا ثواب اور دوسری طاعات کا ثواب میت کو پہنچانا اور ان کے لئے صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور صفحہ ۱۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہل کلام میں بدعتی اس کے منکر ہیں،،

" وذهب اهل البدع من اهل الكلام الى عدم وصول شئى لا الدعاء ولا غيره"

''اور اہل کلام میں سے بدعتی اس طرف بہک گئے کہ دعا و غیرہ کسی چیز کا مردوں کو کوئی ثواب نہیں ملتا''

اسی لئے تو یہ آج کل بدعتی مذہب حقہ حنفی کی پیروی ترک کر کے صرف دعا پربس کرتے ہیں اور دیگر امور جن سے میت کو نفع پہنچتا ہے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے، درجات بڑھتے ہیں، برائیاں نیکیوں سے بدلتی ہیں، کے کرنے سے منع کرتے ہیں اور سادہ مزاج لوگوں کو اس کار خیر سے روکتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علامہ موصوف اسی صفحہ ۱۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ **وقوله مردود بالكتاب والسنة** ۔ ''اور ان کی یہ بات قرآن اور سنت سے رد کی گئی ہے'' یعنی ان کا یہ کہنا قرآن حکیم اور سنت علیہ السلام کے خلاف ہے اس لئے قطعاً ناقابل قبول ہے اور یہ بات مردود ہے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار کتاب الصلوٰۃ الجنازہ جلد اص ۴۲۳ سطر ۱۱ مطبوعہ **مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ (بھارت)**

''ويقول السلام عليكم دار قوم مومنين وانا انشاء الله بكم لا حقون ويقراء يس و فى الحديث من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات''

''اور زیارت کرنے والا قبرستان میں یہ الفاظ کہے السلام علیکم سے لا حقون تک، یعنی سلام ہو تم پر اے ایمان دار قوم کے گھر والو بے شک ہم اگر خدا نے چاہا تو تم سے ملیں گے، اور سورہ یٰس پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کو ثواب مردوں کو بخش دے تو مردوں کے شمار کے موافق اس کو ثواب دیا جائے گا'' صاحب درالمختار کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ہم احناف کے نزدیک قرآن حکیم کی تلاوت کا ثواب مردوں کو بخشنا صرف انہی کے لئے نہیں، بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لئے بھی اجر کا باعث ہے۔

(ہدایہ باب الحج عن الغیر جلد اول سطر ۱۱ مطبع مجتبائی دہلی)

" ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة"

'' انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزہ کا ہو صدقہ (خیرات) کا ہو یا سوائے ان کے ہو۔ یہ اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے۔ یعنی تلاوت قرآن حکیم اور اذکار کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ ہدایہ کی اس عبارت کے حاشیہ پر ہے'' کہ معتزلہ نے تمام قسم کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے،، نیز صاحب ہدایہ نے اس عقیدہ صحیحہ پر حدیث شریف سے اس طرح دلیل قائم کی۔

" لما روى عن النبى ﷺ انه ضحى بكبشين املحين احد هما عن نفسه والاخر عن امته "

Marfat.com

ترجمہ :۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو مینڈھے سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔

(منتخلص الحقائق شرح کنزالدقائق صفحہ ۵۰۳ حاشیہ ۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ،بھارت)

"اعلم ان الاصل فی الباب ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنۃ من الصلوۃ والصوم والحج والصدقۃ و التلاوۃ و غیر ھا من جمیع انواع البر ویصل ذالک الی المیت وینفعہ و قالت المعتزلۃ لیس شی من ذالک"

ترجمہ :۔ جان لے کہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ خواہ نماز سے ہو روزے سے ہو، حج سے ہو، تلاوت سے ہو، یا ان کے سوا تمام قسم کی نیکیوں سے ہو۔ یہ میت کو نفع دیتی ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کو (یعنی میت کو) کسی قسم کا فائدہ نہیں دیتی ہیں،،

(باب الحج عن الغیر فتاوی درالمختار صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ مطبع قدوسی)

"الاصل ان کل من اتی بعبادۃ مالیۃ جعل ثوابہ لغیرہ و ان نواھا عند الفعل لنفسہ بظاھر الادلۃ"

"اصل یہ ہے کہ جو شخص کوئی مالی عبادت کرے جائز ہے کہ اس کا ثواب غیر شخص کے واسطے کر دے اگرچہ عبادت کرتے وقت اپنی ذات کے واسطے نیت کی ہو۔ یہ اصل ثابت ہے دلائل قرآن احادیث کی ظاہر دلالت سے بلا ارتکاب تاویل"

(باب الحج عن الغیر ترجمہ درالمختار بنام غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۶۰۸ از مولوی خرم علی صاحب بہ تکمیل مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نوتوی مطبوعہ نول کشور لکھنؤ (بھارت)

قرآن مجید میں اولاد کو ارشاد ہوا کہ والدین کے واسطے یوں دعا کرے" رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا" "یعنی اے میرے رب میرے والدین پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھ کو لڑکپن میں پالا" تو اگر انسان کا عمل دوسرے کو مفید نہ ہوتا تو اولاد کی دعا والدین کے حق میں بے فائدہ ہوتی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اور حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ" فرشتے مومنین کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں،، تو ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو مفید ہوتا ہے۔ اور احادیث تو نیابت اور ثواب رسانی میں بکثرت ہیں۔ از اں جملہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ" رسول خدا ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے،، اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عبادت مالی میں نیابت صحیح ہے۔ اس حدیث کے مضمون کو ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور حاکم اور طبرانی اور ابن شیبہ اور اسحٰق اور ابو یعلی اور بزاز اور دار قطنی نے چند صحابہ سے روایت کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قدر مشترک یہ حدیث مشہور ہے، اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے رسول خدا ﷺ سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ تھے جن سے میں ان کی زندگی میں نیکی کرتا تھا۔ سو اب کیونکر میں ان کے ساتھ نیکی کروں۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

کہ بعد موت کے نیکی یہ ہے کہ نماز پڑھا کر ان کے واسطے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھا کر ان کے واسطے اپنے صوم کے ساتھ ،،اور یہ بھی اس نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ,, رسول خدا علیہ نے فرمایا کہ جو قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسکو ثواب دیا جائے گا بقدر اموات کے ،،اور ابو حفص عسکری نے روایت کی کہ ,, حضرت انس نے رسول خدا علیہ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم خیرات کرتے ہیں اپنے مردوں کی طرف سے ،اور حج کرتے ہیں ان کی طرف سے اور دعا کرتے ہیں ان کے واسطے ،کیا ان کو یہ پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں البتہ ان کو پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اس سے جیسے کوئی تم میں خوش ہوتا ہے طبق سے جب کوئی اس کو تحفہ بھیجے ،،اور سنن ابی داؤد میں مروی ہے کہ ,, رسول اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر یٰسین پڑھا کرو ،، تو ان احادیث کثیرہ سے ثابت ہوا کہ اعمال صالحہ کا ثواب غیر کو نافع ہوتا ہے۔ "فتح القدیر"

(مشکوۃ شریف باب صدقۃ المراۃ من مال الزوج پہلی فصل صفحہ ۱۷۲ سطر نمبر ۱۶۔ ۱۷ مطبوعہ ملک سراج دین لاہور)

عن عائشة قالت ان رجلا قال للنبی علیہ ان امی افتلتت نفسها و اظنها لو تکلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنها قال نعم (متفق علیہ)

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ سے عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہو گئی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرنے کی وصیت کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا۔ حضور سید عالم و عالمیان علیہ نے فرمایا ہاں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث شریف کے حاشیہ پر صاحب لمعات فرماتے ہیں۔

"و فی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقة یصل الی المیت و کذا حکم الدعاء هذا هو مذهب اهل الحق"

ترجمہ :۔"اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ میت کو صدقہ (خیرات) کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ نیز اہل حق کا یہی مذہب ہے۔،، نیز حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۶۹ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ بھارت پر لکھتے ہیں۔

,, وریں حدیث دلیل است بر آنکہ ثواب صدقہ میرسد بہ میت وہمچنیں دعا و استغفار برائے میت و مذہب اہل حق کہ اہل سنت و جماعت اند ایں است ،،

ترجمہ :۔اور یہ حدیث میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنے پر دلیل ہے اور میت کے لئے دعا و بخشش طلب کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اہل حق جسے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں ان کا یہی مذہب ہے ،،

بخاری شریف باب اذا قال ارضی او بستانی صدقة لله عن امی فهو جائز وان لم یبین لمن ذلک جلد اول صفحہ ۳۸۶ سطر ۵، ۶، ۷ نور محمد اصح المطابع دہلی (بھارت)

Marfat.com

حدثنا محمد حدثنا مخلد بن يزيد اخبرني ابن جريج اخبر ني يعلى انه سمع عكرمة يقول انبانا ابن عباس ان سعد بن عبادة توفيت امه وهو غائب عنها فقال يا رسول الله ان امی توفیت و انا غائب عنها اينفعها شی ان تصدقت به عنها قال نعم قال فانی اشهدك ان حائطی المخراف صدقة عليها ،،

ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوئی اور میں موجود نہ تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے کسی چیز کا صدقہ (خیرات) کروں تو کیا اس کو نفع (فائدہ) پہنچے گا۔ شفیق امت پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (اس میت کو فائدہ پہنچے گا) اس نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ کھجور کا باغ ہے یہ میں اس کی طرف سے صدقہ (خیرات) کرتا ہوں،، اس حدیث شریف کے حاشیہ ۵ پر ہے۔ " وفیه ان ثواب الصدقة عن الميت يصل الى الميت وينفعه "اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ یقیناً صدقہ (خیرات) کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور ان کو نفع (فائدہ) پہنچتا ہے

(مشکوۃ شریف باب فضل الصدقة دوسری فصل صفحہ ۱۶۹ سطر ۳، ۴ مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور)

" عن سعد بن عبادة قال قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فاى الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرا وقال هذه لام سعد " (رواہ ابو داؤد والنسائی)

" سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی والدہ فوت ہو گئی ہے۔ سو کونسا صدقہ افضل ہے تو سید دو عالم ﷺ نے فرمایا پانی (سب سے بہتر ہے) سو اس نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے،، اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اسلام خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی تحریر فرماتے ہیں،، اس حدیث شریف میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی فرما رہے ہیں۔ ھذہ لام سعد کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے اس سے صراحۃ ثابت ہوا ہے کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے۔ اگر اس صدقہ و خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے لئے ہے، یا یہ کھانا، یا یہ نیاز صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار، یا غوث اعظم، یا خواجہ غریب نواز کے لئے ہے تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا و نیاز وغیرہ حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا حالانکہ اس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا۔ معاذ اللہ کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جس کنویں کے پانی کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ اس کنویں کا پانی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک حلال و طیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کے لئے ہے یا، نیاز وغیرہ فلاں کے لئے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال وطیب ہے،،(ثواب العبادات صفحہ نمبر ۲۱،۲۲)

(تفسیر خازن از علاؤالدین علی بن محمد البغدادی)

''ان الصدقة عن الميت تنفع الميت ويصله ثواب ها و هو اجماع''

یقیناً میت کی طرف سے صدقہ (خیرات) دنیا میت کو نفع (فائدہ) دیتا ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔''

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از حضرت علامہ ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ)

''اتفق اهل السنة على ان الاموات ينتفعون من سعي الاحياء''

''اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کی سعی سے فائدہ پہنچتا ہے''

گویا اس قبر کی زندگی میں جو کہ عالم برزخ ہے مردوں کو اس بات کی بہت ہی ضرورت ہے۔ صدقہ، خیرات، دعا، تلاوت قرآن حکیم اور دیگر طاعات کے ساتھ اس کی مدد کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ تیسری فصل صفحہ ۲۰۶ سطر نمبر ۲، ۳، ۴، ۵ مطبوعہ سراج الدین۔ لاہور)

''عن عبد الله ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ما الميت في القبر الا كا الغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق فاذا لحقته كان احب اليه من الدنيا وما فيها و ان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم'' (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

''عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مردہ کا حال قبر میں اس فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو ڈوب رہا ہو۔ مردہ انتظار کرتا ہے اس کا باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اسے دعا پہنچے اور جب اس میت کو کسی ایک کی دعا پہنچتی ہے تو اس دعا کا پہنچنا اس کو دنیا اور سب دنیا کی لذتوں سے محبوب تر ہوتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے مردوں پر پہاڑوں کے برابر اجر و رحمت عطا فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف۔ یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش کی دعا کی جائے''

(تفسیر عزیزی پ عم سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور (پاکستان) از محدث کبیر شاہ عبدالعزیز دہلوی)

اس برزخی زندگی کے متعلق آیہ کریمہ والقمر اذا اتسق کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ کے فرزند دلبند تحریر فرماتے ہیں۔ ''ومدد زندگان بمردگان دریں حالت زود تر می رسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازیں طرف می باشند۔'' اس حالت میں زندوں کی مدد مردوں کو فوراً پہنچتی ہے۔ اور مردے اس طرف سے اس مدد کے انتظار میں ہوتے ہیں،،

Marfat.com

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں :۔ ”و نیز وارد است کہ مردہ درانحات مانند نحر سیقی است کہ انتظار فریادرسی می برد و صدقات وادو فاتحہ دریں وقت بسیار بکاری آید“ ترجمہ ۔ اور نیز احادیث میں آیا ہے کہ مردہ اس حالت میں اس شخص کی طرح ہے جو کہ ڈوب رہا ہو اور مدد چاہنے کے لئے فریاد کررہا ہو۔ اس وقت اس مردہ کو صدقات، دعائیں، فاتحہ درور کی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے جو اسے کام آسکتی ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ مطبوعہ مطبع نعیمی مرادآباد (بھارت) از مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری مرحوم)

مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب حضرت مولانا مولوی حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے مرید خاص ہیں۔ حضرت حاجی صاحب نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے اور لکھا (انوار ساطعہ صہ ۷ سطر ۲۳ مطبوعہ مطبع نعیمی مرادآباد)

”فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و شرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید جزاکم اللہ خیر الجزاء“

ترجمہ :۔ یعنی ، یہ کتاب (انوار ساطعہ) اس فقیر اور فقیر کے بزرگوں کے مذہب و شرب کے موافق ہے بہت ہی اچھی لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاعطا فرمادے۔

حضرت شاہ امداداللہ صاحب مہاجر مکی اکابرین دیوبند کے شیخ ہیں۔ اور خصوصا دیوبند مکتبہ فکر کے حکم الامۃ اشر فعلی صاحب تھانوی کے بھی پیرومرشد ہیں۔ وہ اس کتاب انوار ساطعہ کو بہترین کتاب اپنے مذہب و شرب کے موافق تحریر فرمارہے ہیں۔ یہ حوالہ اسی کتاب کا ہے فرماتے ہیں۔ اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسائل میں اس عاجز کی نظر سے یہ روایت مجموعہ الرواۃ کی گزری ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر حمزہ کے لئے تین دن اور دسویں اور چالیسویں روز اور چھٹے مہینے اور برسی کے دن صدقہ دیا۔ اگر یہ حدیث کسی قدر قابل اعتماد ہے تو یہ سب رسمیں گویا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہو گئیں۔،،

(تفسیر عزیزی پ عم سورہ انشقت صہ ۱۱۱ سطر ۲۲ مطبوعہ محمدی لاہور از محدث کبیر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

اس برزخی زندگی میں صدقات دعائیں اور فاتحہ کی ضرورت پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

,,ازینجا است کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد و کوشش تمام می نمائند۔،،

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم مرنے کے بعد مردے کیلئے اس طریقہ پر (یعنی صدقات، ادعیہ فاتحہ) عموما ایک سال تک اور خصوصا چالیس روز تک امداد اور پوری کوشش کرتے ہیں۔،، گویا چالیس روز تک تو فاتحہ، صدقات اور ادعیہ ضرور کرنی چاہیے کیونکر میت کو اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

(فتاویٰ اوز جندی)

(ملا علی قاری رحمہ الباری ہدیۃ الحرمین باب ۱۳ حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ بحوالہ الفقیہ امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۴۱ء مولوی حکیم عبدالرزاق صاحب خطیب راہواں ضلع جالندھر)

Marfat.com

"جناب رسول اللہ کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر ملال کا تیسرا دن تھا کہ اسی دن صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ کچھ نان جویں، کھجور، دودھ لیکر حاضر ہوئے، حضور ﷺ کی خدمت میں، آپ ﷺ نے اس پر سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر ہاتھ اٹھائے، اور دعا فرما کر چہرہ اقدس پر پھیر لئے، پھر آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دے۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا"

جناب مولانا عبدالرزاق صاحب یہ نقل فرماتے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔" چونکہ اس روایت کو حضرت علی قاری اور شاہ ولی اللہ صاحب نے موضوعات میں سے نہیں فرمایا اور نہ ہی دیگر کتب موضوعات میں اس کو موضوع تحریر کیا گیا ہے لہذا یہ روایت صحیح ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیاں۔"

مشکوۃ شریف باب فی المعجزات تیسری فصل صہ ۵۴۴ سطر نمبر ۳ تا ۱۰ مطبوعہ مطبع سراج دین اینڈ سنز لاہور

"عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله ﷺ فی جنازة فرایت رسول الله ﷺ وهو علی القبر یوصی الحافر یقول او سع من قبل راسه فلما رجع استقبله داعی امراته فاجاب و نحن معه فجئی بالطعام فوضع یده ثم وضع القوم فاکلو افنظرنا الی رسول الله ﷺ یلوك لقمة فی فیه ثم قال اخذت بغیر اذن اهل ها فارسلت المراة تقول یا رسول الله ﷺ انی ارسلت الی النقیع وهو موضع یباع فیه الغنم لیشتری لی شاة فلم توجد فار سلت الی جار لی قد اشتری شاة ان یر سل بها الی یثمنها فلم یوجد فارسلت الی بها فقال رسو ل الله ﷺ اطعمی هذا الطعام الاسری. (رواہ ابوداؤد البیهقی فی دلائل النبوة)

ترجمہ:۔ ایک انصاری نے عاصم بن کلیب سے کہا کہ ایک جنازے کیلئے ہم رسول کریم ﷺ کو جلو میں نکلے۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ قبر پر گورکن کو فرماتے تھے کہ قبر کو سرپاؤں کی طرف سے فراخ کر، پھر جب دفن کے بعد واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ آنحضور ﷺ نے منظور فرمایا اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کھایا تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضور پاک ﷺ لقمہ چبارہے ہیں یعنی نگلتے نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔ عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں کسی کو بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نقیع میں آدمی بھیجا تھا، نقیع وہ جگہ ہے جہاں بکریاں فروخت ہوتی ہیں۔ تاکہ ایک بکری خرید لائے۔ لیکن وہاں پر بکری نہ ملی تو میں نے پڑوس میں آدمی بھیجا کہ انہوں نے جو بکری خریدی ہے وہ مجھے قیمتا دے دے۔ وہ ہمسایہ بھی نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا اس عورت نے اپنے خاوند سے بغیر اجازت لئے مجھے بھیج دی۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (یہ روایت ابوداؤد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ سے لی ہے)

صاحب انوار ساطعہ صہ ۱۰۹ پر اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔" اور کہا ابراہیم حلبی نے شرح کبیر منیہ میں کہ روایت کیا اس

Marfat.com

حدیث کو امام احمد نے ساتھ اسناد صحیح کے۔ الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کو دعوت قبول کرنی جائز ہے اور چونکہ نبی کریم ﷺ بھی سب جماعت کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بھی جو مصرف صدقہ نہیں ایسی دعوت میں شریک ہو جائے تو درست ہے پس مبنیٰ جواز کا اس بات پر رہا جب اہل میت کھانا تیار کرے نہ واسطے ریا و سمعہ کے، بلکہ بنظر ثواب و قربت وہ جائز ہے۔" مولانا شاہ عبد الغنی محدث رحمت اللہ علیہ نے جن سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حدیث پڑھی تھی۔

کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔ "واما صنعة الطعام من اهل الميت اذ كان للفقراء فلا باس به لان النبی ﷺ قبل دعوة المرأة التی مات زوجها كما فی سنن ابی داؤد"

ترجمہ:۔ یعنی کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کیلئے ہووے کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ نے قبول کی دعوت اس عورت کی کہ جس کا خاوند مر گیا تھا جیسا کہ سنن ابی داؤد،، میں ہے۔

(غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار ج اکتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ صہ ۵۲۸)

"وان لم يوص و تبرع وليه جاز انشاء الله ويكون الثواب للولی اختيار"

اگر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی نے بطور احسان فدیہ دیا تو وہ جائز ہے انشاء اللہ اور ثواب واسطے ولی کے ہوگا۔ (اختیار) مترجم فرماتے ہیں اختیار کی عبارت میں نے اس طرح دیکھی ہے:۔

"وان لم يوص لا يجب على الورثة الا طعام لانها عبادة فلا يؤدى الابامره وان فعلوا ذلك جازو يكون له ثواب انتهى" "اور اگر وصیت نہیں کی تو وارثوں پر کھانا دینا واجب نہیں اس لئے کہ فدیہ عبادت ہے تو بدون میت کے امر کے ادا نہ ہوگا۔ اور اگر وارث کھانا دیں گے تو جائز ہوگا اور میت کو ثواب ہوگا"

مترجم فرماتے ہیں اور کچھ شبہ نہیں کہ ضمیر نہ میت کی طرف ہے اور یہی ظاہر ہے کیونکہ نے میت ہی کی طرف سے صدقہ دیا ہے نہ اپنی طرف پس ثواب میت کو ہوگا۔ جیسا کہ ہدایہ میں تصریح کی ہے کہ انسان کو پہنچ سکتا ہے کہ اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو دے صلوۃ ہو یا صوم یا صدقہ وغیرہ ہاں اگر کسی غیر کی طرف صدقہ دے گا تو اس ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (قالہ الشامی)

(مشکوۃ شریف کتاب العلم پہلی فصل صہ ۳۲ سطر ۲۲ مطبوعہ مطبع ملک سراج دین لاہور)

"عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة صدقه جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يد عوله" (رواه مسلم)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عملوں کا تعلق (اس سے منقطع نہیں ہوتا) ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم کہ اس سے نفع لیا جائے یا ۳۔ نیک اولاد کہ دعا کرے اس کے لئے۔

Marfat.com

(شرح الصدور صہ ۱۲۹ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ بحوالہ ثواب العبادات صہ ۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے مر جانے کو بعد اس کے گھر والے اس کیلئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ وخیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جا کر کہتے ہیں۔ " يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهدها اليك اهلك فاقبلها فتد خل عليه فيفر ح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لم يهدى اليه شى "

ترجمہ:۔اے گہری قبر والے یہ ہدیہ وتحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا تو اس کو قبول کر، تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کو بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے۔ اس کے ہمسائے جن کی طرف ان کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین وافسردہ ہوتے ہیں۔،،

(توضیح العقائد یعنی رکن الدین حصہ اول صہ ۱۰۵ مطبوعہ اللہ والے کی قومی دوکان لاہور بحوالہ حاشیہ ہدایہ)

"ان المسلمين يجتمعون فى كل عصر و زمان و يقرء ون القران و يصلون ثوابه لموتاهم و على هذا اهل الصلاح و الديانة من كل مذهب من الما لكيه و الشا فعية و غير هم ولا ينكر ذالك منكر و كان اجماعا عند اهل السنة و الجماعة خلافا للمعتزلة "

ترجمہ:۔بے شک ہر عصر اور ہر زمانہ میں مسلمان جمع ہوتے رہتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی میت کے لئے ثواب کے تحفے بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اسی پر ہیں صلاح و دیانت والے ہر مذہب کے، مالکی شافعی وغیرہ سے اور اس کا انکار نہیں کرتا کوئی منکر۔ پس ہو گیا اجماع اہلسنت وجماعت کے نزدیک بر خلاف معتزلہ کے۔،،

یعنی فرقہ معتزلہ اس ثواب کے بخشنے کا انکار کرتا ہے اور مذہب اہل حق اس کا اقرار کرتے ہیں۔ لہذا اس طریقہ مروجہ کا انکار کرنے والے سنی نہیں بلکہ معتزلہ ہیں۔

(عقائد الاسلام صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶ از حضرت مفسر قرآن حکیم مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق مطبوعہ مطبع انصاری دہلی بھارت ۱۳۰۲ھ)

صاحب ,,عقائد الاسلام،، فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں ,,کسی جگہ غیر معتبر کتاب اور قول ضعیف کا حوالہ نہیں دیا نیز فرماتے ہیں ,,ہر مسئلہ میں افراط و تفریط سے اجتناب تمام کیا ہے۔،، (دیباچہ کتاب) چونکہ حضرت علامہ موصوف نے مسئلہ مذکورہ پر قرآن حکیم، سنت نبی کریم ﷺ اور فقہائے امت محمدیہ ﷺ کے واضح احکام کی روشنی میں تبصرہ کیا ہے۔

اس لئے اسے من وعن نقل کرتا ہوں تاکہ اہل سنت کا مذہب حقہ روشن ہو کر سامنے آجائے اور منکرین کا مذہب بھی آشکارا ہو جائے۔

جس کا عنوان ہے۔"زندہ مومنوں کی دعا اور صدقہ دینے سے مردہ مومن کو نفع پہنچتا ہے"

تحریر فرماتے ہیں۔,,اگر مرد مومن عذاب میں مبتلا ہو گا تو اس کو دعا اور خیرات سے تخفیف ہو جائے گی بالکل معاف ہو جائے گا۔ اور اگر

Marfat.com

عذاب میں مبتلا نہیں تو اس دعا اور خیرات سے اس کے لئے وہاں درجات زیادہ ہو جاتے ہیں بہر طور اس کو نفع ہوتا ہے اور قرآن و احادیث اور اجماع صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کے لئے دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاؤا من بعد هم یقولون ربنا اغفرلنا و لا خواننا الذین سبقونا بالا یمان اور واسطے ان لوگوں کے جو انصار و مہاجرین کے بعد آئے اور کہتے ہیں الٰہی ہم کو بخش اور ہم سے پہلے مومن ہیں ان کو بخش اور یہ ظاہر ہے کہ یہ دعا اموات کو بھی شامل ہے اگر اس دعا سے سابقوں کو کچھ نفع نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد والوں کو دعا میں ذکر نہ فرماتا بلکہ یہ دعا فعل عبث گنا جاتا۔ اور جنازے پر نماز پڑھنا حضرت ﷺ کے عہد (مبارک) سے اب تک جمہور اہل اسلام کے ہاں چلا آتا ہے۔ پس اگر میت کو اس سے کچھ نفع نہیں ہے تو گویا ایک فضول امر ہے اور کس طرح سے فضول ہو سکے۔ حالانکہ نبی ﷺ اس کی نسبت نہایت تاکید فرماتے ہیں اور میت کو نفع ہونے کی صراحت کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس میت پر چالیس آدمی جو مشرک نہ ہوں نماز پڑھیں تو اللہ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے اور طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ قبر میں جو گنہگار داخل ہوں گے۔ بسبب دعا اور استغفار مسلمانوں کی قبر سے بے گناہ ہو کر اٹھیں گے۔ اور صدقہ کے نافع ہونے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میری ماں یکایک بے وصیت کئے مر گئی ہے اور مجھے گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو وصیت کرتی اب اس کو ثواب ہو گا۔ اگر میں صدقہ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہو گا۔ بخاری شریف نے ابن ماجہ سے روایت کیا ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے پس اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اسے نفع ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہو گا۔ سعد نے کہا اب میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔ امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی ماں کے لئے پوچھا کہ ان کو کونسا صدقہ نافع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ نافع ہے۔ پس سعد نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سے صدقہ کر دیا۔ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر والے کسی میت کی طرف سے بعد موت کے صدقہ دیتے ہیں تو جبریل علیہ سلام نور کے طباقوں میں لگا کر اس کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ نہایت خوش ہوتا ہے اور اس کے پاس والے کہ جن کے پاس کسی نے ہدیہ نہیں بھیجا غمگین ہوتے ہیں۔ بیہقی اور دیلمی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے مردہ قبر میں غریق کی مانند دعا کا منتظر رہتا ہے۔ پس جب ماں باپ یا دوست خاص کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو اس کو دنیا اور مافیہا سے محبوب سمجھتا ہے اور بلاشک زندوں کی دعا کو قبر میں پہاڑ کی مانند بنا نے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے استغفار تحفہ ہے۔ غرض اور بہت احادیث اس مضمون کی کتب احادیث میں وادر ہیں کہ ان کو شمار سے باہر کہیں تو بجا ہے اور سلف سے خلف تک کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے لیکن معتزلہ منکر ہیں۔ مالی عبادت کے ثواب پہنچنے میں سب اہل سنت متفق ہیں۔ ہاں بدنی عبادت میں اختلاف ہے امام شافعی انکار کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ

Marfat.com

رحمت اللہ علیہ انہیں ادلہ کے عموم سے ثابت کرتے ہیں۔ دوسری اور بہت احادیث ان کے لئے ہیں۔ چنانچہ بخاری اور مسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ اپنے ذمہ لے کر مر جاوے تو اس کی طرف سے کوئی قرابت دار ادا کر دیوے۔ مسلم نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں پر دو مہینے کے روزے واجب تھے۔ اگر اس کی طرف سے میں ادا کر دوں آیا کافی ہو جاویں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس روزہ کا بدنی عبادت ہونا تو خود ظاہر ہے لیکن حج بھی بدنی عبادت ہے۔ کیونکہ جس قدر ارکان حج ہیں انہیں کہیں روپے کی ضرورت نہیں اسی لئے کہ جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے ان کو روزے رکھنے کا حکم ہے۔ روپیہ فقط کعبہ پہنچنے کے لئے شرط ہے اور اسی سبب سے فقیر پر بھی مکہ میں پہنچنے سے حج واجب ہو جاتا ہے اور اسی لئے سب اہل مکہ پر فرض ہے۔ پس بدنی عبادت کو نفع پہنچنا میت کو صاف ثابت ہو گیا۔ کس لئے کہ میت پر کوئی چیز واجب نہیں رہتی فقط زندگی میں تکلف شرعی تھی، پس میت کی طرف سے واجب ادا کرنے کے یہی معنی ہیں کہ میت حالت حیات کے واجب ترک کرنے کے سبب جو ماخوذ تھا اس وارث کے ادا کرنے سے رہا ہو گیا۔ اور یہی نفع ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ مالی عبادت ثواب اور بدنی میں حج و روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو جمیع فقہاء اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن کے پڑھنے اور اعتکاف اور نوافل وغیرھا عبادت بدنیہ کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے،،

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور جلد اول صہ ۷۶۳ سطر نمبر ۱۲ تا ۲۴ از خاتم المحدثین شیخ محقق مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ)

,, مستحب است تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم ہفت روز تصدق از میت نفع می کند او را بے خلاف میان اہل علم وارد شدہ است در آں احادیث صحیحہ خصوصاً آب و بعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسید میت مگر صدقہ و دعا و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند از دے یا نہ اللہ تعالیٰ اعلم،،

ترجمہ :۔ میت کے اس جہان سے جانے کے بعد مستحب ہے کہ اس کی طرف سے سات دن تک صدقہ دیا جائے علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ صدقہ میت کی طرف سے دینا فائدہ مند ہے۔ اس کے متعلق صحیح احادیث وادر ہیں۔ خصوصاً پانی کے متعلق بعض علماء کہتے ہیں کہ میت کو طرف صدقہ و دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے خویش و اقارب صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،،

(انوار ساطعہ صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ از مولانا مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری)

,, باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اموات کیا گیا اور فقراء ہی کو کھلایا۔ لیکن کوئی غنی شخص بھی اس میں شریک کئے گئے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ ایک بار مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مرحوم کے سامنے پیش کیا گیا کہ مولانا

Marfat.com

اسحٰق مرحوم کے مائتہ مسائل سوال پنجاہ ویکم میں ہے۔

"طعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقرا از اموات پرند تا ثواب پرند تا ثواب بایشاں رسد جز فقیر رابنور چہ تصدق بر فقرا می باشد و ہدیہ مرا غنیارا"

اور اس وقت مولانا موصوف الصدر کیمپ میرٹھ کو ٹھی شیخ الٰہی بخش خاں بہادر مرحوم میں کھانا گیارہویں کا تناول فرمارہے تھے۔ موقع بھی یہی تھا کہ جناب مولینا بفضل حق سبحانہ، خوشحال و متمول و صاحب تجارت تھے اور وہ کھانا ایصال ثواب روح پر فتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کے لئے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں اغنیاء کے کھانے میں اس درجے کا ثواب نہیں پہنچتا جس طرح فقراء کے کھانے کا پہنچتا ہے اور یہ نہیں کہ اغنیاء کے کھانے کا بالکل ثواب نہ پہنچے اس لئے کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیاء ہی کو ہو۔ منکرات سے نہیں بلکہ معروفات شرعیہ سے ہے انتہی الکلام مولانا المحدث،،

(کشف الغمہ عن جمیع الامتہ جلد اول، باب الدفن واحکام القبور و ما یتعلق بذالک (فرع فی انتفاع المیت بالقراءۃ والدعاء والصدقہ وسائر القربات صہ ۲۵۱) از الامام العلامہ قطب دائرۃ المحققین الشیخ عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ)

"قال ابن عباس رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ ﷺ یحث علی الدعاء والصدقۃ والقرب المهداۃ للاموات من اقاربهم و اخوانهم و یقول ان ذالك كله ینفعهم"

ترجمہ:۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ مردوں کے لئے ان کے رشتہ داروں اور ان کے بھائیوں کو دعا، صدقہ (خیرات) اور نیکیوں کا تحفہ بھیجنے کی بہت ہی تحریص فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سب چیزیں ان مردوں کو نفع پہنچاتی ہیں۔

(ارشاد الطالبین صہ ۲۵۱ مطبوعہ فیض عالم دہلی از حضرت علامہ مولانا بالفضل اولینا مولوی اخوند درویزہ صاحب ننگہاری قدس سرہ العزیز، م ۱۰۴۶ھ)

"در انیس الاتقیا مسطور است کہ چوں مردہ را دفن کنند و در خانہ بیانید ہمدراں روز باید کہ چیزے تصدق از جہت او بکنند کہ مطلق رسید نیست و بدو میرسد و خلاف معتزلہ را کہ ایشاں قبول ندارند تصدق را۔"

ترجمہ:۔ انیس الاتقیا میں لکھا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد جب گھر پر واپس آجائیں تو اس دن اس مردہ کی طرف سے صدقہ (خیرات) کریں کہ اسے پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں کہ مردوں کو صدقہ نہیں پہنچتا ہے۔،،

(فضائل ذکر صہ ۸۴، ۸۵ مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ از الحافظ الحاج مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور)

Marfat.com

,, شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لاالہ الااللہ پڑھے۔ اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے میں نے یہ خبر سن کو ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے، جنت و دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتہ اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے۔ اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب (یعنی ستر ہزار بار کلمہ) اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا اور دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔،، ثابت ہوا کہ کلمہ شریف کے ایصال ثواب کی برکت سے عذاب موقوف ہو جاتا ہے۔

(فضائل صدقات حصہ اول صہ ۹۵ از الحافظ الحاج مولانا محمد ذکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ناشر ادارہ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی، بھارت)

"امام نووی رحمت اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی مذہب حق ہے اور بعض لوگوں نے جو لکھ دیا ہے کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا۔ یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے۔ یہ قرآن پاک کے خلاف ہے یہ حضور اقدس ﷺ کی احادیث کے خلاف ہے۔ یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں۔"

(مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ، از (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی)

ناشر:۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور سن اشاعت بار دوئم ۱۹۹۲ء

طالب دعا:۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً رَابِعَةً وَسَلَّمَ عَقِيبَهَا وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْاُولٰى وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ فَاِذَا حَمَلُوْهُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اَخَذُوْا بِقَوَائِمِهِ الْاَرْبَعِ

پھر چوتھی تکبیر کہے اور اس کے بعد سلام پھیر دے اور سوائے پہلی تکبیر کے اوروں میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ اور میت پر نماز نہ پڑھے اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہے۔ پس جب اس سے چارپائی پر اٹھاؤ تو چارپائی کے چاروں پائے پکڑ لو۔

﴿**ولایرفع**﴾ امام ابو حنیفہ کے نزدیک رفع یدین نہیں۔ اہل شیعہ اور وہابی حضرات کرتے ہیں۔

﴿**ولایصلی علی میت فی مسجد جماعة**﴾ جہاں پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو۔ اس مسلہ پر بڑا فساد ہوا تھا جب مولانا فدا محمد کے بھائی عظیم صاحب فوت ہوئے۔ تو جنازہ کو سیٹھیوں کی مسجد میں لے گئے۔ میں نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ حافظ قادر صاحب اور دوسرے علماء بھی موجود تھے۔ میں جنازہ کو مسجد سے اٹھوا کر باہر نہر کے کنارے پر لے گیا اور وہاں نماز جنازہ پڑھی۔ بعد میں انھوں نے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب کا مسئلہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ حافظ قادر نے کہا کہ حرمین میں لوگ ایسا کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہاں تو آمین بالجہر اور رفع یدین بھی کرتے ہیں تم یہ کیوں نہیں کرتے۔ اگر ایسا کرو تو لوگ تمھیں وہابی کہتے ہیں یا نہیں۔ آٹھ دن کے بعد میں نے "مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ" کے عنوان سے کتابچہ چھپوا دیا اگر کوئی عذر ہے جیسے جنازہ گاہ کی چھت نہیں اور شدید بارش ہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ مگر بلا عذر جائز نہیں۔ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی ۱۶ رمضان ۱۳۹۲ھ

﴿مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ﴾

نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ صفحہ ۱۶۰ جلد اول باب جنازے کے احکام میں

جس مسجد میں جماعت ہو اس کے اندر مردے کو رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اس کے باہر ہو تو اس میں اختلاف ہے باہر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جنازہ اور کچھ نماز پڑھنے والے خارج از مسجد ہو اور باقی نماز پڑھنے والے مسجد میں ہو تو بالاتفاق مکروہ نہیں (کذا فی البنایہ)

شرح وقایہ صفحہ ۲۸ سطر ۸۔۹ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

عربی عبارت یہ ہے" وكرهت في مسجد جماعة ان كان الميت فيه وان كان خارجه اختلف المشائخ"

تنویر الابصار

وكرهت تحريما في مسجد جماعة هي فيه واختلف في الخارجة والمختار الكراهة۔

Marfat.com

جس مسجد میں باجماعت نماز ہوتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے اور مسجد کے باہر جنازہ ہو اور نمازی مسجد میں، اس میں اختلاف ہے، اور مختار مذہب یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار مطبع نول کشور لکھنؤ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازۃ صفحہ ۱۱۶۰ سطر ۲۔۳

وکرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارج عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا كذافي الخلاصة بناء على ان المسجد انما بنى لمكتوبة و توابعها كنا فلة وذكر وتدريس عالم وهو الموافق لا طلاق حديث ابى داؤ د من صلى على ميت في المسجد فلا صلوة له

ترجمہ !۔ اور مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جس مسجد میں نماز باجماعت ادا ہوتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ یعنی جامع مسجد یا محلّہ کی مسجد میں کہ مردہ اس کے اندر ہو تنہا یا کل یا بعض نمازیوں کے ساتھ اور اختلاف ہے مسجد سے باہر ہونے کی صورت میں تنہا ہو۔ یا کچھ نمازیوں کے ساتھ باہر ہو اور قول مختار یہ ہے کہ ہر صورت میں مکروہ ہوتا ہے۔ کذافی الخلاصۃ، اس وجہ سے کہ مسجد صرف نماز فرض وقتی اور اس توابع کے لیے بنی ہے، جیسے نفل نماز اور یاد الٰہی اور عالم کا پڑھنا ہے اور یہی قول کراہت کا موافق ہے واسطے اطلاق حدیث ابو داؤد کے جس نے نماز پڑھی مردے پر مسجد کے اندر تو اس کے لیے نماز نہیں۔

فتاویٰ قاضی خان مطبوعہ مطبع عالی لکھنؤ جلد اول صفحہ ۱۳۱ کتاب الطہارۃ فصل فی المسجد سطر ۴۰

وتكلموا فى صلوة الجنا زة فى المسجد الذى يقام فيه الجماعة قا ل عامة المشائخ يكره الا من عذر من مطراو نحوه سواء كان الميت والقوم فى المسجدا والقوم خارج المسجد او كان الميت خارج المسجد والامام والقوم فى المسجد واختلفوا فى وجه واحد وهو ما اذا كان الميت والامام وبعض القوم خا رج المسجد وسا ئرالناس فى المسجد قال بعض هم لايكره لان سبب الكراهته اد خال الميت فى المسجد او اختلا ف المكانين بين الامام وبين الميت وبعض هم كرهوا على كل حال لان عادة السلف جرت لصلوة الجنازة باعداد الواضع عليحدة فلولم يكره ذلك لما اعد لها موضعا عليحدة

ترجمہ !۔ جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں علماء کے ارشادات ہیں عامۃ المشائخ کے نزدیک (اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہو) نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے مگر کسی عذر کی وجہ سے بارش وغیرہ یا اسی طرح کے عذر سے میت اور قوم مسجد میں ہو یا میت مسجد میں ہو اور قوم مسجد سے باہر ہو اور امام و قوم مسجد میں ہو یہی حکم ہے اور ایک صورت میں اختلاف کیا گیا ہے اور وہ یہ صورت ہے کہ جب میت امام اور کچھ لوگ تو مسجد سے باہر ہوں اور باقی تمام لوگ جو کہ نماز پڑھ رہے ہوں مسجد کے اندر ہوں تو بعض نے کہا ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ کراہت کا سبب تو میت کو مسجد میں داخل کرنے سے ہے، یا امام اور میت کے درمیان دو جگہوں کا

Marfat.com

اختلاف ہے اور بعض نے کہا ہے ہر حالت میں مکروہ ہے، کیونکہ سلف کی یہ عادت مبارکہ رہی ہے کہ نماز جنازہ کے لیے جگہ علیحدہ کر رکھی ہیں۔

ہدایہ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی کتاب الصلوۃ صفحہ ۱۶۱ سطر ۱۰۔۱۱

ولا یصلی علی میت فی مسجد جماعة لقول النبی ﷺ من صلی علی الجنا زة فی المسجد فلا اجرله . ولا نه بنی لاداء المکتوبات ولانه یحتمل تلویث المسجد وفیما اذکان المیت خارج المسجد اختلف المشائخ

ترجمہ !۔اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہو میت پر نماز نہ پڑھیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھی اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اس لیے کہ مساجد فرضی پانچ وقتا نمازوں کے لیے بنوائی گئی ہیں اور اس لیے کہ مسجد کی تلویث کا اندیشہ ہے اور جب کہ میت مسجد سے خارج ہو تو مشائخ میں اختلاف ہے۔

صاحب عنایہ حاشیہ پر لکھتے ہیں !۔,, **اذا کانت الجنازة فی المسجد فالصلوة علیها مکروهة باتفاق اصحابنا**

جب جنازہ مسجد میں ہو پس اس پر نماز مکروہ ہے۔ ہمارے تمام اصحاب کا اس پر اتفاق ہے

کنز الدقائق مطبوعہ پشاور باب الجنائز صفحہ ۱۲۰ سطر ۱

,, **ولم یصلوا رکبانا ولا فی مسجد** ,, اور نہ پڑھیں نماز سواری پر اور نہ ہی مسجد میں

المستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۲۳۰ سطر ۴ تا ۷

ولا فی مسجد عطف علی قوله و لم یصلوا رکبانا ای ان صلوا علی جنازة فی مسجد جماعة لا یجزهم لقو له علیه السلام من صلی علی جنازة فی المسجد فلا اجرله ولا نه بنی لا داء المکتوبات فیه ولا نه یحتمل تلویث المسجد وفیما اذاکان المیت خارج المسجد اختلف المشائخ فیه ثم هذا عندنا

ترجمہ !۔اور نہ ہی مسجد میں (پڑھیں) یہ عطف ہے ولم یصلوا رکبانا (اور نہ پڑھیں سواری پر) یعنی اگر ایسی مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جس میں جماعت ہوتی ہو تو جائز نہیں جب کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھی تو اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ اس لئے کہ مساجد تو فرضی پانچ وقتہ نمازوں کی ادائگی کیلئے بنوائی گئی ہیں اور اس لیے کہ مسجد کے لتھڑنے کا اندیشہ ہے جب کہ میت مسجد سے خارج ہو تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ یہ ہمارے یعنی احناف کا مسلک ہے۔

مصفی و مسوی شرح موطاء مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی جلد ا سطر ۱۰ از خاتم المجتہدین الامام شاہ ولی اللہ دہلوی

مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر انه قال صلی علی عمر بن خطاب فی مسجد

عبداللہ بن عمر گفت نماز گزاردہ شد بر عمر بن الخطاب در مسجد۔

Marfat.com

مترجم گوید:۔اختلاف کردند در گزاردن نماز بر جنازہ در مسجد، شافعیہ بجواز آن قائل اند

وابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ گفتہ لا یصلی علیھا فی المسجد (مسجد میں اس پر نماز نہ پڑھیں) اور عربی شرح مسوی میں فرماتے ہیں۔

قلت وعلیه الشافعی و قال ابو حنیفه رضی الله عنه لا یصلی علیهافی المسجد

الزجاج المصابیح مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) جلد ا صفحہ ۴۶۲۔۴۶۳

از حضرت العلامہ محدث کبیر السید عبداللہ بن السید مظفر حسین الحنفی الحیدرآبادی،

عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء له رواه ابو داؤد واحمد والطحاوی وقال فی البنایه وسکت ابو داؤد فهذا دلیل رضاء به وانه صحیح عنده انتهی وحقق ابن القیم فی زادالمعاد وغیره ان سنده حسن محتج به ویویده ان النبی ﷺ لم یکن من عادته الصلوة علی الجنازة فی مسجده مع شرفه بل کان یخرج الی المصلی قاله فی عمدة الرعایه وقال محمد فی موطاه لا یصلی علی جنازة فی المسجد وکذلك بلغنا عن ابی هریرة وموضع الجنازة بالمدینة خارج المسجد وهو الموضع الذی کان النبی ﷺ یصلی علی الجنازة فیه انه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی جنازة فی المسجد فلیس له شیء راوه ابن ماجه واسناده حسن وفی روایه الطیالسی وابن ابی شیبه فلا صلوة له.

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ سرور عالم وعالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی پس اس کو ثواب نہیں۔ اس کو ابو داؤد، احمد اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔ البنایہ میں ہے ابو داؤد نے سکوت کیا لہذا ان کا سکوت ان کی رضامندی کی دلیل ہے اور یہ کہ ان کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ انتہی اور ابن قیم نے زاد المعاد وغیرہ ثابت کیا ہے۔ کہ اس کی سند حسن ہے محتج ہے اس بات سے مزید تائید کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ نہیں تھی کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے باوجود اسکے کہ جو شرف اس کو حاصل تھا ۔بلکہ جنازہ کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ قالہ عمدۃ الرعایہ اور امام محمد اپنی موطا میں فرماتے ہیں۔ کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھیں اور ابی ہریرہ کی اس قسم کی حدیث بھی ہمیں پہنچی ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کی اصل جگہ مدینہ منورہ میں مسجد سے باہر تھی۔ اور وہ جگہ تھی جہاں حضور پاک ﷺ جنازہ پر نماز پڑھتے تھے اور اس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں۔ اور طیالسی وابن شیبہ کی روایت میں کہ اس کے لئے کوئی نماز کا ثواب نہیں،،

الزجاج المصابیح مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) جلد ا صفحہ ۴۵۸ از حضرت العلامہ المحدث الکبیر السید عبداللہ بن السید مظفر حسین حنفی حیدرآبادی

وخرج بھم الی المصلی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

وفیه حجة الحنفیه والمالکیتة فی منع الصلوة علی المیت فی المسجد لا نه ﷺ خرج بهم الی المصلی فصف بهم

Marfat.com

وصلی علیه ولو صاع ان یصلی علیه فی المسجد لما خرج بهم الی المصلی قاله فی عمدة الرعایه ..

نجاشی کی موت والی حدیث نے خرج بهم الی المصلی کی تشریح فرماتے ہیں۔

اس حدیث سے حنفیوں اور مالکیوں نے یہ حجت قائم کی ہے کہ میت پر مسجد میں نماز منع ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ باہر جنازہ گاہ پر تشریف لے گئے۔ صفیں بنوائیں اور نماز جنازہ پڑھیائی اگر مسجد میں اس پر نماز پڑھنی جائز ہوتی تو حضور شفیع المذنبین ﷺ جنازہ گاہ کی طرف کیوں تشریف لے جاتے۔

شرح معانی الاثار المعروف بالطحاوی مطبوعہ المطبع الاسلامیہ لاہور۔ جلد اباب الصلوة علی الجنازة هل ینبغی ان تکون فی المساجد اولا صفحہ ۴۲۸ تا ۳۰ ۷ از الامام ابو جعفر الطحاوی الحنفی رحمتہ اللہ علیہ

حدثنا احمد بن داؤد حدثنا یعقوب قال محمد بن اسماعیل عن الضحاك بن عثمان عن ابی النصر مولی عمر بن عبید الله عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشة حین توفی سعد بن ابی وقاص قالت اد خلوا به المسجد حتی اصلی علیه فانکر الناس ذلك علیها فقالت لقد صلی رسول الله ﷺ علی سهیل ابن البیضاء فی المسجد حدثنا ابن مرذوق قال ثنا القعبنی قال ثنا مالك عن ابی النصر عن رسول الله ﷺ بذلك ..،،

جب سعد بن وقاص نے وفات پائی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بات پر آپ سے انکار کر دیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ حضور پاک ﷺ نے مسجد میں پڑھی تھی۔ ابی النصر رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آں حضور ﷺ نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی،،

حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا ابن ابی عمر قال ثنا عبد العزیز بن محمد عن عبدالواحد بن حمزة عن عباد بن عبد الله بن الزبیر ان عائشة امرت بسعد بن وقاص ان یمربه فی المسجد ثم ذکرمثل حدیثه عن یعقوب ،،

عباد بن عبداللہ بن الزبیر روایت کرتا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امر کیا کہ سعد بن وقاص کیا جنازہ مسجد میں رکھا جائے، پھر مثل حدیث یعقوب کے ذکر،،

قال ابو جعفر فذهب قوم الی هذالحدیث فقالوا لا باس بالصلوة علی الجنازة فی المسجد ،،

یعنی امام جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک گروہ اس حدیث کی طرف گیا اور کہا ہے کہ مساجد میں جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں،،

" واحتجوا فی ذلك ایضا بما حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا احمد بن ابی عمر قال حدثنا عبالعزیز بن محمد عن مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر ان عمر صلی علیه فی المسجد ،،

اور احتجاج اس حدیث سے کیا ہے ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی،،

Marfat.com

وخالفهم فی ذلك آخرون فکر هوا الصلوة علی الجنازہ فی المساجد ،،

,,اور باقی اہل علم نے اس سے اختلاف کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے ،،

واحتجوا فی ذلك بما حدثنا سلیمٰن بن شعیب قال ثنا اسد قال ثنا ابن ابی ذئب عن صالح مولی التومة حدثنا ابی صالح عن ابی هریره عن النبی ﷺ اله وسلم قال من صلی علی جنازة فی مسجد فلا شئ له ،،

انھوں نے احتجاج اس حدیث سے کیا ہے ،،ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور پاک ﷺ نے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ،،

فلما اختلف الروایات عن رسول الله ﷺ فی هذالباب فکان فیما روینا فی الفصل الاول اباحة الصلوة علی الجنازة فی المسجد فیما روینا فی الفصل الثانی کراهة ذلك احتجنا الی کشف ذالك لتعلم المتاخر منه فنجعله ناسخا

پس اس باب میں رسول مقبول ﷺ سے رواتین مختلف واقع ہوئی ہیں کیونکہ پہلی فصل کی حدیثوں میں اباحت مذکور ہے اور دوسری فصل کی حدیثوں میں کراہت تو ہم نے چاہا کہ معلوم کریں کہ کون سی حدیث متقدم ہے اور کون سی متناخر تاکہ متقدم کو منسوخ اور متناخر کو ناسخ سمجھیں۔

ترجمہ :۔ پس چونکہ حدیث عائشہ صدیقہ میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ لوگوں نے مسجد میں نماز جنازہ ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ عام لوگوں کو اس سے ذھول ہو گیا تھا کہ پہلے کس مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تھی یا نہیں ؟ پس حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک ترک کراہت کی دلیل نہ تھی۔ بلکہ وہ سمجھتی تھیں کہ جس طرح مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے۔ اسی طرح اور جگہ بھی۔ اس لیے آپ نے سعد بن وقاص کے جنازہ میں فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں رکھ دو۔ تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھوں مگر اصحاب رسول ﷺ نے انکار کیا۔ اور ابی ھریرہ تو جانتے ہی تھے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے۔ اسی حدیث سے جو انھوں نے رسول مقبول ﷺ سے سنی تھی۔ پس حدیث ابی ھریرہ سے معلوم ہوا کہ یہ ترک ترک نسخ تھا۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی نسبت حدیث ابی ھریرہ پر عمل کرنا اولی ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث میں اس امر کی خبر ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مسجد میں سہیل کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ پس یہ اس وقت کا حکم ہے جب مسجد میں نماز جنازہ مباح تھی اور حدیث ابی ھریرہ اس امر کی خبر ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا۔ لہذا حدیث ابی ھریرہ، حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کی ناسخ ہوئی۔ اور اصحاب رسول ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انکار کرنا دلالت رکھتا ہے۔ کہ وہ بر خلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے ورنہ ہر گز انکار نہ کرتے پس یہ جو ہم نے بیان کیا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا قول ہے۔ ،،

Marfat.com

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۲ تا ۸۴ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ نئی دار اشاعت مبارک پور ضلع اعظم گڑھ ۔ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت العلامہ مولانا ابالفضل اولینا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمت اللہ علیہ نے مسئلہ مذکورہ کو نہایت ہی واضح اور احسن طریقہ سے فرمایا ہے چنانچہ یہ مسئلہ الفتاوی الرضویہ جلد چہارم میں پانچ، چھ مقامات پر موجود ہے۔ اس فقیر نے ان صفحات کا حوالہ دے دیے ہیں۔ جو شخص چاہے وہاں ملاحظہ کر کے تسلی کر سکتا ہے۔ یہاں آپ رحمت اللہ علیہ کے ایک فتاوی کی نقل کر رہا ہوں۔ صفحہ ۵۷ بعنوان مسئلہ نمبر ۴۴ اس مسئلہ کے ضمن میں چار سوال کیے گئے ہیں، چونکہ دو سوالوں کا تعلق اسی موضوع سے اس لئے وہی پیش خدمت ہے

سوال نمبر ۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسائل کے بارے میں ؟

رمضان مبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں مسلمانوں کا جنازہ آیا نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت تھی نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جاوے گی تو نہ صفیں سیدھی ہوگیں۔ بسبب قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں بسبب زیادی کے اور دھوپ تکلیف دہ تھی۔ روزہ داروں کو اس صورت مذکورہ عذرات کو مدنظر رکھتے ہوئے نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھائی جاوے یا نہیں ؟ اور ثواب ہوگا کہ نہیں۔

جواب :۔ جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے تنویر الابصار میں ہے کہ **کرہت تحریما فی مسجد جماعۃ ھی فیہ و اختلف فی الخارجۃ والمختار الکراھۃ** نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہونے والی چیز ہے۔ اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اس کیلئے مکروہ تحریمی کو گوارا کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں رہی نماز وہ ادا ہو جائے گی۔ فرض اوتر ہو جائے گا اور مخالفت حکم کا گناہ اور نفس نماز کا ثواب اللہ عزوجل کے ہاتھ کوئی مغصوب زمین پر نماز پنجگانہ پڑھے۔

سوال نمبر ۲ :۔ اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے عذرات مذکورہ بالا صحیح ہیں اور اندرون مسجد نماز جنازہ آگیا ہے اور نماز جمعہ بھی ہو چکی ہے مگر وہ جنازہ کو مسجد سے باہر کرتا اور باہر کر کے نماز جنازہ پڑھاتا ہے اور جگہ کی تنگی اور صفوں کی شکستگی اور روزہ داروں کی دھوپ میں کھڑے ہونے کی پروا نہ کرتے ہوئے نمازیوں کی خواہش شرکت نماز جنازہ کو فوت کرے کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ اس نے مذہب پر عمل کیا۔ جوبات مذہب میں منع تھی اس سے روکا، نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ جو مسلمان تنگی جگہ کے سبب نہ مل سکے اور ملنے کو خواہش رکھتے تھے انہیں انشاء اللہ العزیز ملنے ہی کا ثواب ہے۔ حدیث میں جو جماعت کی نیت سے مسجد کو چلا۔ نماز ہو چکی اس کے لئے ثواب لکھا گیا۔

قال اللہ تعالیٰ فقد وقع اجرہ علی اللہ وقال ﷺ انما لکل امرء مانوی. واللہ اعلم

ایک اور اعتراض اور جواب

اعتراض کیا گیا کہ ,, اس وقت حرم شریف اور مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ لہذا یہاں مساجد میں کیوں نہ پڑھا جائے ؟

حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مسوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مساجد میں نماز جنازہ پر شافعیہ کا عمل ہے۔ چونکہ اس وقت

Marfat.com

حرمین الشریفین پر حنفیہ کا اقتدار نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کا اقتدار اور تسلط ہے جو حنفی نہیں ہیں۔ تو وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کا عمل ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ ان کی نماز حنفیوں کی نماز نہیں ان کی تکبیر بھی حنفیوں کی تکبیر کی طرح نہیں۔ ان کی تراویح بھی حنفیوں کی طرح نہیں اور وہ یہ سب حرمین الشریفین کے اندر کرتے ہیں۔ لہذا وہ حضرات جنہوں نے یہ اعتراض کیا ہے۔ وہ اپنی مساجد میں رفع الیدین، آمین بالجہر، تکبیر کے الفاظ میں کمی، تراویح آٹھ رکعت، وتر ایک رکعت ادا کریں۔ کیونکہ حرمین الشریفین میں ایسا ہوتا ہے۔ تو فوراً تمام لوگ انہیں کہہ دیں گے کہ حضرت یہ تو وہابی غیر مقلد کرتے ہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بھی اسی گروہ کے عقائد قبول کر کے ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ مجدد مائتہ حاضرہ حضرت علامہ مولا بالفضل اولنا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمت اللہ علیہ سے بھی یہی سوال پوچھا گیا۔

الفتاوی الرضویہ جلد ۲ صفحہ ۸۴ مسئلہ ۷ ۵ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ

سوال :۔ خانہ کعبہ اور مسجد اقدس نبوی میں نماز جنازہ کیوں ہوتی ہے اور جب کعبہ شریف میں نماز پڑھتے ہیں تو مسجد میں کیا حرج ہے؟

جواب :۔ ہاں شافعیہ کے طور پر ہوتی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

تمت بالخیر

از (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور اشاعت بار دوئم ۱۹۹۲ء

طالب دعا :۔ کمپوزر باسط حسین قادری

Marfat.com

وَيَمْشُوْنَ بِهٖ مُسْرِعِيْنَ دُوْنَ الْخَبَبِ فَاِذَا بَلَغُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ كُرِهَ لِلنَّاسِ اَنْ يَّجْلِسُوْا قَبْلَ اَنْ يُّوْضَعَ مِنْ اَعْنَاقِ الرِّجَالِ وَ يُحْفَرُ الْقَبْرُ وَيُلَحَّدُ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ فِيْهِ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ فَاِذَا وُضِعَ فِى اللَّحْدِ قَالَ الَّذِىْ يَضَعُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور دوڑے بغیر اس کے ساتھ جلدی جلدی چلو۔ پس جب اس کی قبر پر پہنچ جائیں تو لوگوں کا بیٹھ جانا مکروہ ہے اس سے پہلے کہ لوگ اس کو اپنے کندھوں سے نیچے رکھیں۔ پھر قبر کھود کر لحد بنائی جائے اور میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل کیا جائے۔ پس جب لحد میں رکھ دیا جائے تو وہ شخص کہ جس نے اسے رکھا بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ پڑھے۔

﴿یمشون به﴾ جنازہ کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث مبارکہ :۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مرر تم بر یا ض الجنته فارتعوا قالوا و ما ریاض الجنته قال حلق الذکر۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ سے روایت ھے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم جس وقت جنت کے باغوں سے گزرو تو میوہ خوری کرو۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین) نے عرض کیا کہ بہشت کے کون سے باغ ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر الٰہی کے حلقے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ کی وصیت

جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو، جنازہ کے آگے پڑھیں تو تم پہ کروڑوں درود اور ذریعہ قادریہ،، (وصیت ۵)

یہ وصیت انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور نے زیر نگرانی حضرت صدر العلماء علامہ عصر ابو البرکات سید احمد صاحب صدر انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور طبع کی ہے۔ اور پھر اس وصیت پر باقاعدہ عمل کیا گیا یعنی اعلیٰ حضرت مرحوم و مغفور کے جنازے کے آگے یہ نظمیں پڑھی گئیں۔ چنانچہ اسی وصایا شریف کے صہ ۱۷ سطر ۸ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ حسب وصیت کروڑوں درود والی نظم نعت

Marfat.com

خوان پڑھ رہے تھے۔

حاجی الحرمین الشریفین حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ کے جنازہ کے ساتھ ذکر الہی

ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ نے انتقال کے وقت مولوی اسماعیل صاحب سے فرمایا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے جنازے کے ساتھ ذکر بالجھر کیا جائے انہوں نے کہا حضرت یہ تو نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک نئی بات ہے جس کو فقہا نے اس خیال سے کہ عوام سنت نہ سمجھ لیں۔ پسند نہیں کیا۔ فرمایا بہت اچھا جو مرضی ہو۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی۔ اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ کیونکہ خلوت میں گفتگو ہوئی تھی۔ مگر جب جنازہ اٹھا تو ایک عرب کی زبان سے نکلا اذکروا اللہ۔ بس پھر کیا تھا بے ساختہ سب لوگ ذکر کرنے لگے۔ اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں برابر قبرستان تک بلند ہوتی رہیں۔ بعد میں مولوی اسماعیل صاحب اس گفتگو کو نقل کر کے کہتے تھے کی ہم نے حضرت کو منوادیا مگر اللہ تعالیٰ کو کیونکہ منوائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی تمنا پوری کر دی سچ ہے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہر یزداں مراد متقین

اللہ تعالیٰ متقین کی مراد پوری کرتا ہے۔ انہیں اللہ کا نام سننے سے زندگی میں بھی لذت آتی ہے اور مرنے کے بعد بھی، اور موت کے بعد غفلت کا کوئی سبب نہیں تو پھر غافل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ فضائل صبر و شکر صہ ۴۲۳

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب۔ تھانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی الہ واصحابہ اجمعین لاسیما علی سید نا الشیخ القطب الربانی والغوث الصمدانی السید ابو محمد عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ المکین الامین اما بعد

کثرت سے ذکر الہی کرو۔

ذکر الہی ہر وقت۔ ہر طریقہ پر، ہر حال میں کوئی منع نہیں ہے۔ ناجائز نہیں ہے، ناروا نہیں ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ ہر آن اور لمحہ یاد الہی سے غافل اور بے پرواہ ہرگز نہ رہے۔ اور کثرت سے ذکر الہی کرے رب تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو! اللہ جلالہ، کو بہت ہی زیادہ یاد کرو (پ ۲۲ الاحزاب آیت ۴۱)

اسم اللہ کے ذکر کرنے کا حکم۔

پارہ ۲۹ سورہ المزمل آیت ۸ میں امر وجوبی کے ساتھ ارشاد خداوندی ہے۔

واذکر اسم ربک اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کا ذکر کر،

Marfat.com

نماز کے ساتھ ذکر الٰہی کا حکم

دین اسلام کے بنیادی ارکان کی ادائیگی کے ساتھ ذکر الٰہی کا حکم الٰہی موجود ہے۔ پ ۲۸ آیت ۱۰ سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے

" فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ط فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم"

ترجمہ :۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ پھر جب تم نماز پڑھ چکو۔ تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (پ ۵ انسا ۱۰۲)

حج کی ادائیگی کے بعد ذکر الٰہی کا حکم

پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۲۰۰ میں ارشاد خداوندی ہے کہ جب مناسک حج پورے کر چکو تو بکثرت یاد الٰہی کرو۔

" فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم ابآءکم او اشد ذکرا (الآیہ)

ترجمہ :۔ پھر جب حج کے کام پورے کر چکو۔ تو اللہ کا ذکر کرو۔ جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ بلکہ اس سے زیادہ ۔

جہاد میں ذکر الٰہی کا حکم

جب جہاد ہو رہا ہو، معرکہ کارزار گرم ہو، موت سامنے دکھائی دے رہی ہو تو اس وقت بھی ارشاد خداوند قدوس ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا و اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ہ

ترجمہ :۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو (انفال۔ ۴۵)

ذکر الٰہی سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو اپنے ان بندوں کو ذکر ہی ان مبارک الفاظ کے ساتھ کیا ہے جو کہ اس ذات اقدس کی طرف کلی طور پر رجوع کرتے ہیں۔ اور اس کے فضل و کرم سے یاد الٰہی کر کے دولت ایمان اور عمل صالح کی نعمت لازوال ان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی بدولت اللہ جل شانہ کے انعامات کثیرہ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

نیز دنیا اور آخرت میں کامیاب و سرخرو ہو جاتے ہیں۔ (پ ۱۳ رعد آیت ۲۸۔ ۲۹)

" الذین امنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ ط الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہ الذین امنوا و عملوا الصلحت طوبی لھم وحسن مآب ہ." ترجمہ :۔ وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں۔ سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔۔

ذکر الٰہی کرنے والے ہی صاحبان عقل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو صاحبان عقل کی تعریف ہی یہی فرمائی ہے کہ وہ تمام احوال میں یاد الٰہی کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

"الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم (الآیہ)

ترجمہ :۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر (پ ۴ آل عمران آیت ۱۹۱)

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی معافی ذکر الٰہی پر موقوف ہے۔

جب کسی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے۔ تو اس کی بخشش اور معافی بھی ذکر الٰہی پر موقوف رکھی (آل عمران میں ارشاد ہے)

"والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفر والذنوبھم ." (الآیہ)

ترجمہ :۔ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی اور اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔

مومنوں کے دل یاد الٰہی سے ڈرتے ہیں،

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں مومنین کی تعریف میں یہ فرمایا کہ جب ان پر قرآن مجید کی تلاوت ہو تو ان کا ایمان ترقی پاتا ہے۔ اور ان کا بھروسہ اپنے رب و تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ وہ نماز کو قائم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ ہماری عطا کی ہوئی دولت سے خرچ کرتے والے ہوتے ہیں۔ وہاں پر ان ایمان داروں کی پہلی صفت ہی یہ بیان فرمائی کہ جب اللہ کی یاد کی جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ (انفال آیت ۲۔ ۳)

"انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھتم ایتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون و الذین یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون ہ"

ترجمہ :۔ ایمان والے وہی کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔

بے ایمان اللہ وحدہ لاشریک کی یاد سے کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں

جن لوگوں کا آخرت پر یقین نہیں ہے وہی تو یاد الٰہی کے وقت کبیدہ خاطر اور متنفر نظر آتے ہیں انہی کے چہروں سے ناگواری کے اثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ (پ ۲۴ الزمر آیت ۴۵)

" واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ "(الآیہ)

ترجمہ :۔ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل سخت کبیدہ اور متنفر ہو جاتے ہیں۔

منافق کی شناخت :۔

منافق کی علامات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی علامت بیان فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہی نہیں اور کرے تو بہت کم۔

"ان المنافقین یخدعون اللہ وھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یرآون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا"

ترجمہ :۔ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ انکو اس دھوکہ کی سزا دینے والا ہے۔ اور یہ منافق جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو محض لوگوں کے دکھلانے کو بڑی کاہلی اور بددلی سے کھڑے ہوتے ہیں اور خدا کا ذکر بھی

Marfat.com

نہیں کرتے مگر بہت کم۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے یاد الٰہی کرنے والوں کو راستوں میں تلاش کرتے ہیں۔

"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائکة یطوفون فی الطریق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون الله تنادوا هلموا الی حاجتکم قال فیحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنیا" (مشکوۃ ج ا۔ ۱۹۷)

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے، راہوں میں پھر کر ذکر نے والوں کو ڈھونڈھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی جماعت کو پالیتے ہیں۔ تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلب کی طرف آؤ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے ان کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔

بہترین۔ بلند اخلاق اعلیٰ کردار کا مالک وہ ہے جس کی زبان پر مرتے دم تک ذکر الٰہی جاری ہو۔

"عن عبد الله بن بسر قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال ای الناس خیر قال طوبی لمن طال عمره و حسن عمله قال یا رسول الله ﷺ ای الاعمال افضل قال ان تفارق الدنیا و لسانك رطب من ذکر الله رواه احمد والترمذی (مشکوة المصابیح صه ۱۹۸)."

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا پھر عرض کیا کہ کونسا عمل بہتر ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا خوشحالی اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے رسول اللہ نے فرمایا یہ کہ تو دنیا سے رخصت ہو اور تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

ارشاد سید الکائنات ﷺ۔ ذکر الٰہی کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔

"وعن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وماریاض الجنة قال حلق الذکر.

(رواه الترمذی)."

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم جس وقت بہشت کے باغوں سے گزرو تو میوہ خوری کرو۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا کہ جنت کے کونسے باغ ہیں۔ (رسول اکرم ﷺ نے) فرمایا ذکر کے حلقے ہیں۔

جو مجلس ذکر الٰہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے۔ اس پر افسوس اور حسرت ہے۔

"عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون الله فیه الا قاموا عن مثل جیفة حمار وکان علیهم حسرة رواه احمد ابو داؤد (مشکوة المصابیح صه ۱۹۸)"

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کھڑی ہوئی قوم کسی مجلس سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو مگر کھڑے ہوئے مردار گدھے کی طرح اور ان پر حسرت وافسوس ہے۔

Marfat.com

ذکر الہی ہی ایک ایسا پاکیزہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

" عن معاذ بن جبل قال ما عمل العبد عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله رواه مالك والترمذی و ابن ماجة "

ترجمہ :۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذاب الہی سے بہت زیادہ نجات دے بغیر ذکر اللہ تعالیٰ کے روایت کیا اسکو امام مالک و ترمذی اور ابن ماجہ نے بوقت ذکر ذاکر کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

"عن ابی هریرة قا ل قال رسول الله علیه وسلم ان الله یقول انا مع عبدی اذ ا ذکر نی و تحرکت بی شفتاه رواه البخا ر ی ." (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کیساتھ ہوں جس وقت وہ مجھے یاد کرتا۔

اور میرے ذکر کے ساتھ اپنے دونوں ہونٹ ہلاتا ہے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ ذکر الہی سے قلب کے زنگ اتر جاتے ہیں

"عن عبد الله بن عمر عن البنی ﷺ انه کا ن یقول لکل شی صقا لة و صقالة القلوب ذکر الله وما من شی انجی من عذاب الله من ذکر الله قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع رواه البیهقی فی الدعوات الکبیر (مشکوة المصابیح) ."

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ۔ ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر بندے کو کوئی شے زیادہ نجات دینے والی نہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے) عرض کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں (آنحضور ﷺ نے) فرمایا یہاں تک تلوار چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے تو بھی نہیں اس حدیث کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

قرآن مجید اور احادیث مبارک سے واضح ہو گیا کہ ذکر الہی کرنے کا حکم ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہر آن اور ہر لحہ امر وجوبی ہے۔ اسی لئے حضرات فقری اسلام وصوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ " یک دم غافل سودم کافر " اب رہا جنازہ کے آگے ذکر الہی کرنا، تو جنازہ کے آگے ذکر الہی کرنا نہ فرض ہے نہ واجب، بلکہ علماء اہل سنت وجماعت فقری اسلام اور صوفیاء کرام نے اس کو مستحن لکھا ہے اور تقریباً چھ سو برس سے حضرات علماء کرام اس کے مستحن ہونے پر فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ اسی وجہ سے مدت مدید اور زمانہ قدیم سے پشاور شہر میں حضرات سادات کرام کے جنازوں کے آگے ذکر الہی کے حلقے ہوتے ہیں۔ اور صلوۃ و سلام پڑھا جاتا ہے، کبھی بھی اور کسی وقت بھی علمائے اہل سنت وجماعت نے سادات کرام کے حلقہ ہائے ذکر الہی کرنے یا صلواۃ سلام کہنے پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ خود بنفس ان حلقہ ہائے ذکر میں شامل ہوئے۔ یہاں تک کہ جس وقت علمائے اہل سنت وجماعت سے کوئی عالم فوت ہوا۔ تو اس کے جنازہ کے آگے بھی ذکر الہی کیا گیا۔ حضرت استاذ گرامی شیخ التفسیر والحدیث، عالم علوم ظاہری و باطنی، علامہ وقت مولینا باالفضل اولینا حافظ گل فقیر احمد

Marfat.com

صاحب گولڑوی خطیب جامع مسجد میاں صاحب قصہ خوانی رحمت اللہ علیہ نے اس فقیر کو احباب کی موجودگی میں فرمایا کہ میرے جنازے کے آگے بہت زیادہ ذکر کرنا۔ الحمد اللہ کہ آپ کا ارشاد پورا ہوا۔ آپ کے جنازے میں سینکڑوں علماء فضلاء اور مشائخ کرام موجود تھے، حلقہ ہائے ذکر الہی میں شامل ہوئے اور آپ کے جنازے پر ہر مکتبہ فکر کے علماء تشریف لائے ہوئے تھے۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح مفتی سرحد استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب پوپلزئی مرحوم ومغفور کے جنازے کے آگے ذکر الہی ہوتا رہا نہ تو کسی نے اعتراض کیا۔ اور نہ ہی منع کیا۔

گذشتہ دنوں یہ فقیر بیمار تھا کہ استاذ گرامی منزلت محدث جلیل حضرت علامہ مولینا مولوی عبدالمنان صاحب رحمت اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ چنانچہ حسب معمول ایک عالم اجل کے جنازے کے آگے ذکر الہی ہوا۔ بعض بزعم خویش ,,علامہ،، قسم کے مولویوں نے منع کیا اور قلت عرفان اور کمی علم کی بناء پر شدت اختیار کرتے ہوئے اس ذکر کو حرام تک کہدیا" نعوذ باللہ من ذالک اور جب ذاکر حضرات اور عوام مصر ہوگئے۔ تو پھر کہا کہ جنازہ کے آگے ذکر نہ کرو پیچھے کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ سادات کرام کا زمانہ قدیم سے یہ معمول ہے کہ وہ جنازہ کیساتھ ذکر الہی کرتے ہیں لہذا جو سید صاحب اس فقیر کی عیادت کو تشریف لائے۔ انہوں نے اس جھگڑے کا تذکرہ کیا۔ اور اس قسم کا مطالبہ کیا کہ اس مسئلہ پر واضح طور پر روشنی ڈالی جائے تاکہ یہ سستی شہرت حاصل کرنے والے برائے نام ,,علامہ،، عوام میں بے اتفاقی، جھگڑا اور فساد کی ایک نئی بنیاد نہ کھڑی کریں۔

نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ مستحبات اور امور مستحسنہ پر حضور شفیع المذنبین رحمت اللعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے اور ان کے اندر افتراق وتشتت کا بیج بویا جاتا ہے۔ اس وقت تو سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات مبارکہ پر آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر اور حضور پر نور ﷺ کے عزت وناموس پر امت مرحومہ کو جمع کیا جائے۔ متحد کیا جائے۔ متفق کیا جائے۔ تاکہ یہ بگڑی ہوئی حالت درست ہو نہ کہ ان میں بے اتفاقی پیدا کی جائے، جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے روف ورحیم نبی کریم ﷺ نے ہر ممکن طریقہ سے منع فرمایا ہے۔ از (فقیر) محمد امیر قادری یکہ توت پشاور

﴿القبر﴾ قبر دو قسم پر ہے، ایک لحد اور دوسری شق (چیر دیں) دونوں سنت ہیں۔ حضور ﷺ کی اپنی قبر مبارک لحد ہے، حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ مسلہ ہوا کہ قبر مبارک کیسی بنائے جائے اس وقت حضرت طلحہ لحد کھودنے میں اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح شق (چیر دیں) کھودنے میں ماہر تھے۔ فیصلہ یہ ہوا جو پہلے آئے گا وہی قبر بنائیگا۔ حضرت طلحہ پہلے آئے اس لیے آپ کی قبر مبارک لحد بنائی گی

﴿ملت﴾ ملت کے معنی طریقہ دین اور مذہب کے ہیں۔ یعنی ہم نے تم کو حضور کے دین پر سپرد کیا

Marfat.com

وَ يُوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَيُحَلُّ الْعُقْدَةُ عَنْهُ وَيُسَوَّى اللَّبَنُ عَلَى اللَّحَدِ وَيُكْرَهُ الْاٰجُرُّ وَ الْخَشَبُ وَلَا بَأْسَ بِالْقَصَبِ ثُمَّ يُهَالُ التُّرَابُ عَلَيْهِ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُسَطَّحُ وَمَنِ اسْتَهَلَّ بَعْدَ الْوِلَادَةِ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَ كُفِنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ ثُمَّ دُفِنَ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَهِلَّ اُدْرِجَ فِيْ خِرْقَةٍ وَلَمْ يُغَسَّلْ وَدُفِنَ وَ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ

اور دائیں پہلو پر اس کو قبلہ رخ کیا جائے اور کفن کی گرہیں کھول دی جائیں۔ اور کچی اینٹیں اس پر برابر رکھ دی جائیں۔ اور پکی اینٹیں اور لکڑیاں مکروہ ہیں۔ مگر بانس وغیرہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر اس پر مٹی ڈال کر کوہان والی قبر بنائی جائے اور ہموار نہ کی جائے اور جس نے پیدا ہونے کے بعد آواز نکالی تو اس کا نام رکھا جائے اسے غسل اور کفن دیا جائے اور اس پر نماز پڑھ کر اسے دفن کیا جائے اور اگر آواز نہیں نکالی تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اور اسے غسل نہ دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے۔

﴿یوجه الی القبلة﴾ ہمارے یہاں ہر کوئی اپنی بولتا ہے جبکہ حکم یہ ہے کہ قبلہ رخ کر دیا جائے

﴿الخشت﴾ اگر زمین کمزور ہے یا بنوے وغیرہ ہیں تو فقہاء نے اجازت دی ہے کہ پکی اینٹیں اور کانٹے دار گھاس لگا سکتے ہیں ہمارے یہاں کائی ہوتی ہے اور پھوڑی بھی ڈالی جاتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں

﴿یسنم القبر﴾ عیسائی اور یہودیوں کی قبریں ہموار ہوتی ہیں اس لیے مشابہت سے بچنے کے لیے یہ حکم ہے تاکہ مسلمان کی قبر کا پتہ چل سکے۔

Marfat.com

بَابُ الشَّهِيْدِ

اَلشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهُ الْمُشْرِكُوْنَ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ قَتِيْلًا وَّبِهٖ اَثَرُ الْجِرَاحَةِ اَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ ظُلْمًا وَّلَمْ يَجِبْ بِقَتْلِهٖ دِيَةٌ فَاِنَّهٗ يُكَفَّنُ مَعَ ثِيَابِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُغَسَّلُ وَاِذَا اسْتُشْهِدَ الْجُنُبُ غُسِّلَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

شہید کے بیان میں

شہید وہ ہے کہ جسے مشرکین قتل کریں یا میدان جنگ میں قتل کیا ہوا پایا جائے اور اس پر زخم کا نشان ہو یا مسلمانوں نے ناجائز طور پر اسے قتل کیا ہو۔ اور اس کے قتل سے دیت واجب نہیں ہوتی ۔پس تحقیق اسے انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے کہ جن میں وہ تھا اور اس پر نماز پڑھی جائے اور غسل نہ دیا جائے۔ اور جب شہید جنب کی حالت میں ہو تو امام ابو حنیفہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس سے غسل دیا جائے۔

﴿شہید﴾ شہید کے لغوی معنی ہیں گواہ، موجود۔ شاہد اسی سے نکلا ہے جیسے "بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے" اصطلاح شریعت میں شہید کے دو قسمیں ہیں

(۱) شہید حقیقی۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جہاد میں کافروں سے لڑتے ہوئے جان دے دے۔ اس کو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن۔ انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا۔ ہمارے یہاں ایسے شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے جبکہ بعضوں کے نزدیک اس کی نماز جنازہ بھی نہیں۔

(۲) شہید حکمی۔ جیسے عورت بچہ جنتے ہوئے مر جائے، طاعون میں، پیٹ کی بیماری سے، دیوار کے گرنے سے یا پانی میں ڈوب کے مر جائے۔ ان لوگوں کو غسل اور کفن دیا جائیگا۔ نماز پڑھی جائے گی۔ اور شریعت کے مطابق دفن کیا جائے گا۔

Marfat.com

وَكَذٰلِكَ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَقَالَا لَا يُغَسَّلُ وَلَا يُغْسَلُ عَنِ الشَّهِيْدِ دَمُهٗ وَلَا يُنْزَعُ عَنْهُ ثِيَابُهٗ وَيُنْزَعُ عَنْهُ الْفَرْوُ وَالْخُفُّ وَالْحَشْوُ وَالسِّلَاحُ وَالْقَلَنْسُوَةُ وَمَنِ ارْتُثَّ غُسِّلَ وَالْاِرْتِثَاثُ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْيَشْرِبَ اَوْ يُدَاوِيَ اَوْ يَبْقٰى حَيًّا حَتّٰى يَمْضِيَ عَلَيْهِ وَقْتُ صَلٰوةٍ كَامِلَةٍ

اور اسی طرح بچہ کو اور مجنون کو اور حیض والی کو اور نفاس والی کو بھی غسل دیا جائے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ غسل نہیں دیئے جائیں گے۔ اور شہید کا نہ خون دھویا جائے اور نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں لیکن پوستین، موزے، روئی دار کپڑے، ہتھیار اور ٹوپی اتاری جائے۔ اور جس شخص نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے غسل دیا جائے اور نفع حاصل کرنا یہ ہے کہ کھائے یا پیئے یا علاج کروائے یا اتنی دیر زندہ رہا کہ اس پر پوری نماز کا وقت گذر گیا

﴿الصبی﴾ بچہ اگر شہید ہو گیا تو اسے غسل دیا جائے گا کیونکہ شہادت حقیقی کے لیے عاقل وبالغ ہونا شرط ہے

﴿الفرو﴾ جیسے چمڑے اور فر کی بنی ہوئی چیزیں۔ جیکٹ یا کوٹ وغیرہ۔

﴿الحشو﴾ سوئیٹر وغیرہ۔

Marfat.com

وَهُوَ يَعقِلُ اَوْ يُنقَلُ مِنَ الْمَعْرَكَةِ حَيًّا وَمَنْ قُتِلَ فِيْ حَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ غُسِّلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَمَنْ قُتِلَ مِنَ الْبُغَاةِ اَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ عَمَدًا اَوْ خَطَاءً صُلِّيَ عَلَيْهِ وَغُسِّلُ عِنْدَنَا وَ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ

اس حال میں کہ وہ عاقل تھا۔ یا میدان جنگ سے زندہ لے جایا گیا۔ اور جو حد یا قصاص میں قتل کیا گیا تو غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر باغیوں یا راہزنوں میں سے کوئی قتل ہوا تو غسل دیا جائے مگر اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور جس نے جان بوجھ کر یا غلطی سے خودکشی کر لی تو ہمارے نزدیک اس پر نماز پڑھی جائے اور غسل بھی دیا جائے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ جو باغی یا راہزن مارا جائے اس پر بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

﴿حد﴾ یعنی اس پر زنا کا الزام ثابت ہوا اور اسے رجم کیا گیا

﴿قصاص﴾ اس پر قتل کا الزام ثابت ہو گیا اور سزا میں اس کو موت دی گئی

﴿البغاة﴾ شرعی حاکم کے خلاف بغاوت کی اور مارا گیا

﴿قطاع الطریق﴾ قطاع نکلا ہے قطع سے یعنی کاٹنا، روکنا اور طریق کا معنی ہے راستہ، یعنی راستہ کاٹنے والا

﴿یصلی علیہ﴾ یہ زجر و توبیخا ہے اور سزا کے طور پر ہے یہ امام ابو یوسف سے روایت ہے۔ امام محمد سے روایت ہے کہ غسل دیا جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جائے، جان لو کہ جب باغی پکڑا جائے اور سزا کے طور پر قتل کیا جائے تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ہو گی۔ اور جب قتل ہو مقابلہ کرتے ہوئے تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے

﴿عمدا﴾ جس نے ارادے سے خودکشی کی تو بعضوں نے کہا کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے، جب "قال بعضھم" آئے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ قول ضعیف ہے۔ حلوانی نے کہا میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھی جائے۔ امام ابو علی سعدی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے اس لیے کہ اس نے اپنی جان سے بغاوت کی اور باغی پر نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ غسل دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اس پر، ہمارے نزدیک۔ اس لیے کہ وہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْکَعْبَةِ

اَلصَّلٰوۃُ فِی الْکَعْبَۃِ جَآئِزَۃٌ فَرْضُھَا وَنَفْلُھَا فَاِنْ صَلَّی الْاِمَامُ بِجَمَاعَۃٍ فِیْھَا فَجَعَلَ بَعْضُھُمْ ظَھْرَہٗ اِلٰی ظَھْرِ الْاِمَامِ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ وَمَنْ جَعَلَ مِنْھُمْ ظَھْرَہٗ اِلٰی وَجْہِ الْاِمَامِ لَمْ یَجُزْ صَلٰوتُہٗ وَاِذَا صَلَّی الْاِمَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَتَحَلَّقَ النَّاسُ حَوْلَ الْکَعْبَۃِ وَصَلُّوْا بِصَلٰوۃِ الْاِمَامِ

خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا جائز ہے فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو۔ اور اگر خانہ کعبہ میں امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو اگر بعض مقتدی اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف کرلیں تو ان کی نماز جائز ہے اور مقتدیوں میں سے جو اپنی پیٹھ امام کے منہ کی طرف کرے تو اس کی نماز جائز نہیں ہے اور جب امام مسجد حرام میں نماز پڑھے تو لوگ کعبہ کے گرداگرد حلقہ بنا کر امام کے ساتھ نماز پڑھیں

﴿کعبہ﴾ کعبہ شریف وہ عمارت ہے جو مسجد حرام کے صحن میں مربع شکل میں ہے اور حج وعمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں۔ ایسے بیت اللہ الحرام بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہوں اسی کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

﴿فرضھا ونفلھا﴾ کعبہ شریف کے اندر ہر نماز جائز ہے۔ فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا جماعت سب طرح جائز ہے (درمختار)

Marfat.com

فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ اَقْرَبَ اِلَى الْكَعْبَةِ مِنَ الْاِمَامِ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ جَانِبِ الْاِمَامِ وَمَنْ صَلّٰى عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَيُكْرَهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَاِنْكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ فَلَا يُكْرَهُ

اور ان میں سے جو امام کی نسبت کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو اس کی نماز جائز ہے جبکہ امام کی جانب نہ ہو۔ اور جس نے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھی تو اگرچہ اس کے سامنے سترہ نہ ہو پھر بھی ہمارے نزدیک اس کی نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے سامنے سترہ ہو۔ اور اگر اس کے سامنے سترہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

﴿جانب الامام﴾ کیونکہ اس طرح وہ امام سے آگے بڑھ جائے گا

﴿سترة﴾ سترہ، اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ نمازی کے آگے کھڑی کی جاتی ہے تاکہ اگر لوگ اس کے آگے سے گزریں تو اس کی نماز پر فرق نہ پڑے۔

﴿ظهر الكعبة﴾ کیونکہ آسمان تک تمام فضاء کعبۃ اللہ کی فضا ہے لہذا عمارت کے اوپر نماز جائز ہے البتہ بے ادبی کے پیش نظر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

کتاب زکوۃ

﴿الزکوٰۃ﴾ اسلام کے پانچ ارکان جنہیں بناء الاسلام کہا جاتا ہے یعنی کلمہ طیبہ ۔**لا اله الاالله محمد رسول الله** نماز، زکوۃ، روزہ اور حج میں سے زکوۃ تیسرا رکن ہے اس کے لغوی معنی پاک ہونے، پاک کرنے اور بڑھنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں چالیسواں حصہ مال نصاب کا، پورا قمری سال گزرنے پر مستحقین کو خدا کی راہ میں تقسیم کر کے اس مال کے مالک بنا دینے کا نام زکوۃ ہے جو لوگ زکوۃ پابندی احکام کے ساتھ پوری ادا کرتے ہیں ان کے مالوں میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے حضور سرکار دوعالم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ''زکوۃ نکالنے سے مال نہیں گھٹتا'' زکوۃ نہ نکالنے والوں کے مالوں میں بسا اوقات بربادی، تباہی اور غرقابی دیکھی جاتی ہے۔ چونکہ اس سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے اس کا دینے والا گناہوں سے صاف ہو کر درجات وثواب میں بہت بڑھ جاتا ہے وہ اس لئے اس کہ مسلمان کے لئے دعوی صحت ایمان میں اس کی ادائیگی اس کے صدق وصداقت اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کا ذکر اور تاکید بقول اکثر فقہاء ۲۸ جگہ اور بہ حوالہ بیان طحطاوی نماز زکوۃ کا ملا ہوا حکم ۳۲ جگہ بتاکید آیا ہے اتنی تاکید اور کثرت کیساتھ احکام نافذ فرمانے سے اس کی اہمیت، شان اور وقعت کا انداز ہو سکتا ہے طحطاوی نے یہ پھر بھی لکھا ہے کہ نماز کے بعد زکوۃ باقی تمام عبادات سے افضل اور بہتر ہے **'' ذکرت بعد الصلوة لانها افضل العبادات''**

قرآن کریم میں پہلے ہی پارہ سے اس کا ذکر شروع ہوتا ہے اور تقویٰ دار پرہیزگاروں کے لئے ایمان بالغیب کی صفت فرما کر دو بنیادی اصول قائم فرمائے گئے۔ (۱) **يقيمون الصلوة** (۲) **وممارزقنهم ينفقون** ۔ صاحب اعظم التفاسیر نے لکھا ہے کہ ان سے مراد عبادت بدنی اور عبادت مالی ہے۔ تمام بدنی عبادتوں میں سب سے ضروری اور سب پر مقدم عبادت نماز ہے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن پہلے محاسبہ نماز کا ہوگا۔ دوسرا شعبہ مالی عبادتوں کا ہے جن میں انفاق یعنی خرچ کرنے کا حکم ہے ان مالی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت زکوۃ ہے۔ حدیث شریف میں نماز کو ستون دین اور زکوۃ کو اسلام کا پل بتلایا گیا ہے۔ دیکھیے ایک ستون ٹوٹ جانے سے چھت کا بچے رہنا ممکنات سے ہو سکتا ہے لیکن پل ٹوٹ جانے سے بچاؤ کی صورت بہت ہی مشکل پڑ جاتی ہے۔ جو لوگ سیم وزر جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے نہ زکوۃ ادا کرتے ہیں ان کے لیے قرآن حکیم نے ایک غضبناک لہجہ میں **فبشر هم بعذاب اليم** فرمایا ہے یعنی انہیں عذاب دردناک کی بشارت دیجیے پھر ارشاد عالی ہے کہ جس دن اس کو جہنم کی آگ پر گرم کر کے انگارہ بنایا جائے گا پھر ان (مانعین زکوۃ) کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ ''یہ تمہارا وہی جمع کیا ہوا مال ہے جو اپنے نفسوں کے لیے جمع کر رکھا تھا اب اس جمع کی ہوئی دولت وخزانہ کا خوب عذاب ومزہ چکھو''۔ (پ ۱۰ ار ۱۱، ۱)

Marfat.com

حدیث شریف کی کتابوں میں ایک طویل حدیث مبارک بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدیں خلاصہ آتی ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ دینے والے کے لئے قیامت کے دن اس کے مال سے سونے، چاندی کے تختے آگ میں ایسے گرم کئے جائیں گے گویا آگ ہی کے بنے ہوئے ہیں پھر اس مالدار کی پیشانی، پیٹھ اور پہلوؤں کو داغا جائے گا داغنے کے بعد پھر اس مال کو دوبارہ تاپ کر داغ دیئے جاتے رہیں گے۔ اس قیامت کے دن میں جو پچاس ہزار سال کا ہو گا۔" **کان مقدارہ خمسین الف سنته** (القرآن الحکیم) عرض کی گئی حضور علیہ ﷺ اونٹ، گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہو گا؟ تو ارشاد ہوا کہ "ان میں زکوۃ نہ دینے والے مالک کو منہ کے بل اوندھا گرا کر ہر ایک جانور کو پوری طاقت اور جسامت کے ساتھ ان کے اوپر سے گزرنے کا حکم دے کر ان لوگوں کو لتاڑا جائے گا"۔ جب سائل نے گھوڑوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ "گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک قسم کے گھوڑے تو باعث گناہ، دوسرے باعث حیاو پردہ اور تیسرا قسم کے گھوڑے باعث ثواب واجر۔ ریاو نمود نیز مسلمانوں کی دشمنی کے لئے جو شخص گھوڑے باندھتا ہے تو ایسے گھوڑے اس کے لئے وبال جان اور باعث گناہوں گے۔ اور جو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی راہ محبت میں نیک نیتی کے ساتھ باندھے ہوں جن پر سوار ہو کر تجارت، جہاد یا اپنی زمینوں پر سفر کرتا ہے، لوگوں پر اپنی آسودہ حالی اور عدم افلاس ظاہر کرنے کی خاطر باندھ رکھے ہوں ایسے گھوڑے مالک کیلئے باعث پردہ ہوتے ہیں..... فرمایا کہ وہ گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے راہ خدا میں چراگاہ میں باندھ رکھے تو یہ گھوڑے باعث اجر و درجات ہیں۔ ان گھوڑوں کی ہر نقل و حرکت، چلنا، چرنا، کھانا، پینا، ہر ایک میں مقدار کھانے پینے وغیرہ کے مالک کے لئے درجات اور ثواب لکھا جاتا ہے۔ (مشکوۃ، کتاب الزکوۃ) ایک اور حدیث شریف میں حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ ان میں سے زکوۃ ادا نہیں کرتا تو" **مثل له ماله یوم القیامة شجاعا اقرع** "بنایا جائے گا اس کے لیے اس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے یعنی داغ ہوں گے (اس قسم کا سانپ بھیانک اور سخت خطرناک ہوتا ہے) یہ سانپ مانع زکوۃ کے گلے میں طوق بن کر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں اس کے بعد حضور علیہ ﷺ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔ **ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم الله من فضله ھو خیر الھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلوا به یوم القیامة** (صحیح البخاری پارہ ۶ باب مانع الزکوۃ) یعنی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا ہو اور وہ اس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہوں تو یہ بخیلی اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ اس کے لئے (بلا زکوۃ) مال جمع کرنا بہت ہی برا ہے جو مال اللہ کی راہ میں دینے سے وہ بخیلی کرتے ہوں تو قریب ہے کہ قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا ہار بنایا جائے گا" (القرآن الحکیم پارہ ۴)

زکوۃ:۔ عام طور پر اس کو "**نما**" کے معنی میں بولا جاتا ہے جس کا معنی "بڑھنا" ہے چونکہ قیامت میں ثواب اور دنیا میں مال و دولت بڑھنے کا سبب ہے لہذا اسے زکوۃ کہا گیا ہے (مظاہر الحق جلد دوئم صفحہ ۸۶) یہ کب فرض ہوئی:۔ بقول شارح مشکوۃ المصابیح یکم ماہ رمضان المبارک ۲ ھجری میں فرض ہوئی دراصل یہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکی تھی پھر اس کی تفصیل، تعمیل اور مفصل بیان مدینہ منورہ میں ہوا (مظاہر الحق جلد دوئم) صاحب در مختار نے ۲ ھجری رمضان مبارک کی فرضیت سے پہلے اس کی فرضیت لکھی ہے۔

Marfat.com

اَلزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ الْعَاقِلِ الْبَالِغِ اِذَا مَلَكَ نِصَابًا كَامِلًا مِلْكًا تَامًّا وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ وَلَيْسَ عَلٰى صَبِيٍّ وَلَا مَجْنُوْنٍ وَلَا مُكَاتِبٍ وَلَا عَبْدٍ زَكٰوةٌ

آزاد مسلمان عاقل بالغ پر زکوۃ واجب ہے جبکہ وہ کامل نصاب کا مکمل طور پر مالک ہو اور اس نصاب پر ایک سال گزر گیا ہو۔ بچہ، مجنون، مکاتب اور غلام پر زکوۃ نہیں ہے

﴿واجب﴾ کا معنی ہے فرض ضروری، لازمی زکوۃ کی فرضیت کی شرطیں:۔ زکوۃ کی فرضیت کی شرائط میں نیت کا کرنا ضروری شرط ہے خواہ یہ نیت مال زکوۃ کے نکالنے کے وقت ہی کرے یا ادا کرنے کے وقت نیت کرلے دونوں صورتیں درست ہیں۔اسی طرح اسلام، حریت مکلف نصاب نامی کا ہونا بھی شرط ہے۔ اسلام کی شرط کا یہ مستفاد ہے کہ جس طرح اسلام وجوب زکوۃ کے لئے شرط اسی طرح بقائے زکوۃ کے لئے شرط ہے فرض کرو کہ ایک مسلمان صاحب نصاب (معاذ اللہ) مرتد ہو جاتا ہے۔ دو تین سال کے بعد پھر توبہ کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام بن جاتا ہے تو امام ارتداد کی زکوۃ اس سے ساقط رہے گی (عالمگیری)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم وغنی کو مرتد خبیث کے مال کی ضرورت نہیں وہ مرتد خود پلید تھا۔ اللہ تعالیٰ غنی وحمید ہے اسے پلید مال کی ضرورت نہیں۔ مکلف سے مراد عاقل وبالغ ہے۔ پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک مجنون اور نابالغ لڑکے کے مال پر زکوۃ نہیں ہوتی۔ امام مالک، امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ ان کے ولی کو ان کی طرف سے زکوۃ ادا کرنی چاہیے شرطیہ وہ نصابی رقم، ضروریات خاصہ یعنی حاجت اصلی سے فارغ ہو اس صورت میں زکوۃ لازم آئے گی ورنہ نہیں۔ حریت کی شرط سے یہ ثابت ہے کہ غلام پر زکوۃ نہیں۔ غلام میں قن مدبر، مکاتب اور ام ولد سب شامل ہیں جن پر زکوۃ نہیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کے مالک نے اسے لکھ دیا ہو کہ اگر تو اس قدر رقم کما کر ادا کر دے تو تجھے آزاد کروں گا۔ ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے اولاد جنی ہو

﴿الحر﴾ آزاد آ گیا تو غلام نکل گیا یعنی غلام پر واجب نہیں

﴿المسلم﴾ معلوم ہوا کہ کافر پر زکوۃ نہیں

﴿عاقل﴾ عاقل آیا تو مجنون نکل گیا یعنی مجنون پر زکوۃ نہیں

﴿بالغ﴾ جب بالغ کہا تو نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں

﴿نصاب﴾ نصاب:۔ لغت میں ''اصل'' کو کہتے ہیں شریعت میں مال کی وہ مقدار نصاب ہے جس سے کم پر زکوۃ واجب نہ ہو یعنی

Marfat.com

حضور سرکار دوعالم ﷺ نے جو خاص مقدار مال رکھنے کی مقرر فرما کر حکم دیا ہو کہ جب اتنی مقدار سے مال بڑھ جائے تو اس مال پر اتنی رقم ،اس مقدار میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکال کر مستحقین پر تقسیم کر دینا چاہیے۔ جس شخص کے پاس مال نصاب ہو جائے تو اس شخص کو مالک یا صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ یہ نصاب دو قسم پر ہے جس کی تفصیل نقشہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

<table>
<tr><th colspan="3">نصاب</th></tr>
<tr><td colspan="2">نامی
وہ مال جو کہ بڑھنے والا ہو یہ دو قسم کا ہے</td><td rowspan="2">غیر نامی
نہ بڑھنے والے مال کو کہتے ہیں جو حاجت اصلی کے سوا ہو جیسے ،اسباب وغیرہ</td></tr>
<tr><td>حقیقی
سوداگری کا مال جو کہ نفع میں بڑھ جاتا ہے یا جانور جو سبب بچوں کے بڑھتے ہیں یہ نصاب نامی کی قسم حقیقی ہے۔</td><td>تقدیری
سونا ، چاندی جو کہ بظاہر تو نہیں بڑھتے لیکن بڑھنے کی صلاحیت ان میں موجود ہے</td></tr>
<tr><td colspan="2">نصاب نامی کے ہونے سے زکوٰۃ دینا فرض اور صدقہ فطر و قربانی کا کرنا واجب ہو جاتا ہے صاحب نصاب نامی کو زکوٰۃ ، خیرات ، نذر یا صدقات واجبہ کا لینا درست نہیں۔</td><td>صاحب نصاب غیر نامی پر زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن صدقہ فطر اور قربانی کا کرنا واجب ہے صدقات واجبہ اور زکوٰۃ کا لینا بھی اسے جائز نہیں۔</td></tr>
</table>

﴿الحول﴾ رجب کے مہینے میں آپ مالک نصاب ہوئے پھر اس پر ایک سال گذر گیا اور پھر رجب کا مہینہ آیا اور آپ نصاب کے مالک ہیں تو زکوٰۃ آپ پر واجب ہو گی ،اور اگر سال کے گذرنے سے پہلے آپ مالک نصاب نہ رہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهِ فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ وَاِنْ كَانَ مَالُهٗ اَكْثَرَ مِنَ الدَّيْنِ زَكَّى الْفَاضِلَ اِذَا بَلَغَ نِصَابًا كَامِلًا وَلَيْسَ فِيْ دُوْرِ السُّكْنٰى وَثِيَابِ الْبَدَنِ زَكٰوةٌ وَكَذٰلِكَ اَثَاثُ الْمَنْزِلِ

اور جس شخص پر اس کے مال کے برابر قرض ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر اس کا مال قرض سے زیادہ ہو تو زائد مال پر زکوٰۃ دے جبکہ کامل نصاب کو پہنچ جائے رہاشی گھروں اور پہننے کے کپڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اسی طرح گھریلوں سامان

﴿دین﴾ دین دال کی زبر سے قرض کو کہتے ہیں اور دین دال کی زیر سے قانون شریعت کو کہتے ہیں۔

﴿اکثر من الدین﴾ کسی کے پاس پچاس ہزار روپے ہیں اور اتنا ہی اس پر قرض ہے تو اب اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر مال ایک لاکھ روپے اور قرض پچاس ہزار تو باقی پچاس ہزار پر زکوٰۃ دے گا۔ اسی طرح کسی نے قرض لیکر کاروبار شروع کیا اور ایک سال میں نصاب سے زیادہ منافع ہوا تو قرض کی رقم نکال کر اگر نصاب تک باقی رقم پہنچتی ہے تو زکوٰۃ ادا کرے گا۔

﴿دور السکنی﴾ حاجت اصلی کا ذکر:۔ آپ نصاب غیر نامی اور بحث مکلف میں حاجت اصلی کا نام پڑھ چکے ہیں اس لئے اسے بھی سمجھنا ضروری ہے جو مال اصلی حاجتوں میں لگا ہوا ہے جیسے کپڑے یہ حاجت اصلی ہے رہائشی مکان گھر کا اسباب ،بدن کے کپڑے ، سوٹ بوٹ ، سواری کا جانور ، موٹر ، بائیسکل ، خدمت کا غلام ، استعمال کے ہتھیار ، عالم کے لئے اس کا کتب خانہ (لائبریریاں) صنعت و حرفت پیشہ لوگوں کے لئے ان کے اوزار ، ڈاکٹروں کے قیمتی الات وغیرہ یہ سب حاجت اصلی میں داخل ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں ہوتی (ہدایہ ملخصا) لیکن اگر ایسی چیزیں حاجت اصلی سے فارغ ہوں مگر ان میں تجارت کی نیت نہ ہو خواہ کتنے ہی مکانات ، دکانیں وغیرہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہو جاتی ہے اسی طرح مال ضمار میں زکوٰۃ دینی نہیں پڑتی کیونکہ اس کی ملکیت تو آپ کے لئے ثابت ہے لیکن وہ آپ کے تصرف میں نہیں۔ دیگر مستثنیات زکوٰۃ یعنی وہ چیزیں جن میں زکوٰۃ فرض نہیں جواہرات تانبے پیتل ، گلٹ کے برتنوں اور دکانات کرایہ میں جن میں تجارت کی نیت نہ ہو زکوٰۃ معاف ہے مرہونہ یعنی گروی چیزوں میں بھی ایام رہن کی زکوٰۃ نہیں ، مثلاً زید نے بکر کے پاس کچھ زیورات گرو رکھے پھر دو سال کے بعد فک کرائے (یعنی ان زیورات کو چھڑا لیا) ان دو سالوں کی بابت راہن (یعنی گرو رکھنے والا) اور مرتہن (وہ شخص جس کے پاس کوئی چیز گرو رکھی جائے) دونوں پر زکوٰۃ نہ ہوگی (ہدایہ) مسلہ :۔ اگر پھر مال تجارت کی نیت سے خرید الیکن خریدنے کے بعد سال دو سال تک اس پر قبضہ نہ ہوا۔ جیسا کہ آج کل بہری تجارتوں میں مدتوں مال نہیں پہنچتا۔ تو

Marfat.com

تاوقتیکہ وہ معطل مال قبضہ میں نہ آجائے۔ زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہے (شرح وقایہ) فقیر راقم الحروف کے نزدیک (اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے) اس میں جی پی فنڈ کی تعویق والتوا کی زکوٰۃ واجب واللہ واعلم اسی طرح ہندوں کے قرضوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے اور وہ ایسے قرضے ہیں جن کا مطالبہ ہندوں کی طرف سے نہیں ہو سکتا ہے مثلاً نذر، کفارہ، صدقہ فطر وغیرہ (شرح وقایہ) ہندوں کے قرضہ کی مثال یہ ہے کہ اگر آپ زید کے دو سو روپوں کے قرضدار ہیں اور آپکے پاس نقد دو سو روپے موجود ہیں تو آپ اس کی زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں

"من کان علیه دین یحیط بما له فلاز کوٰۃ علیه" اگر قرضہ کی رقم محسوب (حساب کی گئی) کرنے کے بعد باقی مال نصاب سے کم رہ جائے تو وہ بھی زکوٰۃ سے مستثنی ہے۔ آپ کے پاس ۱۳۰ روپے تھے اور ۱۰۰ روپیہ قرضہ۔ قرض کی رقم مجرا (یعنی کٹوتی) کرنے کے بعد باقی ۳۰ روپے پر زکوٰۃ نہیں ہوگی کیونکہ ۳۰ روپے نصاب میں نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر آپ کا کسی پر قرضہ ہے یعنی آپ قرض خواہ ہیں آپ کا قرض دینے والا خواہ تونگر ہو خواہ مفلس ہو قرضہ کی ادائیگی مانتا ہو خواہ نہیں البتہ اس قرضہ پر گواہ موجود ہوں یا قاضی وقت کو اس کا علم ہو تو ایسے قرضے پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ البتہ اس قسم کے قرضے کی مختلف صورتیں اور ادائیگی زکوٰۃ کے مختلف طریقے ہیں۔ شارح مشکوٰۃ المصابیح نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر ایسا قرضہ مال تجارت کے بدلہ میں ہو تو جس وقت نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے تو پچھلے دنوں کی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔ اگر یہ قرضہ بعوض مال تجارت کے نہیں مثلاً گھر کے پہننے کے کپڑے خدمت کا غلام یا سکونتی مکان وغیرہ فروخت کر دیا اور خریدار کے ذمہ رقم قرض رہ گئی تو جس وقت بقدر نصاب (دو سو درہم) رقم وصول ہو اس وقت پچھلے دنوں کی زکوٰۃ واجب الادا ہو گی۔ اگر قرضہ بدل بلا مال کے ہو مثلاً مہر، وصیت، بدل خلع تو اس میں ایام تعطلہ کی زکوٰۃ نہیں جس وقت ایسی رقوم بقدر نصاب وصول ہوں اور ان پر سال کامل گزر جائے تو زکوٰۃ واجب الادا ہو گی، ورنہ نہیں۔ (مظاہر الحق جلد دوئم کتاب زکوٰۃ)

مسئلہ :۔ اگر کسی یتیم کو ادائے زکوٰۃ کی نیت سے کھانا کھلایا تو زکوٰۃ کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ اس میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ لیکن اگر کھانے کی چیز مثلاً فروٹ وغیرہ خرید کر یتیم کے حوالے کر دیا تو زکوٰۃ میں مجرا (کٹوتی) ہو سکے گی پہلی آپ نے یتیم کے لئے مال مباح کیا جو محسوب نہ ہوا۔ دوسری صورت میں فروٹ خرید کر اس کے حوالے کر دینا تملیک ہے چونکہ تملیک یعنی حق دار کو اس چیز کا مالک کر دینا زکوٰۃ کا ایک رکن ہے اس لئے اس نے کفایت کی۔ (سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ، از حضرت علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان رحمتہ اللہ علیہ)

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور

طالب دعا :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

وَدَوَابُّ الرُّكُوْبِ وَعَبِيْدُ الْخِدْمَةِ وَسِلَاحُ الْاِسْتِعْمَالِ وَلَا يَجُوْزُ اَدَاءُ زَكٰوةٍ اِلَّا بِنِيَّةٍ مُّقَارِنَةٍ لِلْاَدَاءِ اَوْ بِنِيَّةٍ مُّقَارِنَةٍ لِعَزْلِ مِقْدَارِ الْوَاجِبِ وَمَنْ عَلَيْهِ زَكٰوةٌ فَتَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ فَرْضُهَا عَنْهُ وَمَنْ تَصَدَّقَ بَعْضَ مَالِهٖ وَلَا يَنْوِي الزَّكٰوةَ لَا تَسْقُطُ

سواری کے جانوروں، خدمت کرنے والے غلام اور استعمال کیے جانے والے ہتھیاروں میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں مگر اس کی ادائیگی کے وقت نیت کرلے یا مال سے مقدار واجب علیحدہ کرتے وقت نیت کرے۔ جس پر زکوٰۃ واجب تھی پس اس نے اپنا تمام مال صدقہ میں دے دیا اور زکوٰۃ کا ارادہ نہیں کیا تو زکوٰۃ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔ اور جس نے زکوٰۃ کا ارادہ کیے بغیر اپنے مال کا کچھ حصہ صدقہ کیا تو اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہو گی۔

﴿استعمال﴾ ان تمام چیزوں یعنی رہائشی گھر سے ہتھیار تک میں اس وقت زکوٰۃ نہیں جب یہ ذاتی استعمال کیلیے ہوں۔ اور تجارت کے ذریعے ان سے منافع نہ کمایا جاتا ہو۔

﴿اداء﴾ کہ میں زکوٰۃ ادا کر رہا ہوں۔

﴿مقارنۃ﴾ اباحت اور تملیک کا فرق:۔ اباحت اور تملیک میں یہ فرق ہے کہ اباحت سے کسی چیز کا کام میں لانا مباح ہو جاتا ہے یہ نہیں ہو تا کہ وہ اس مال اپنا تصرف کر سکے آپ نے یتیم کو دستر خوان پر بٹھا کر اوروں کے ساتھ کھانا کھلا دیا اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ یتیم جسے چاہے لا کر اپنے ساتھ کھانا کھلا دے یا وہ طعام اس کو دے دے جبکہ تملیک میں مالکانہ حقوق کے ساتھ اسے ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہو جاتا ہے اس باریک مسئلہ کو یاد رکھنا چاہیے

Marfat.com

بَابُ زَكٰوۃِ الۡاِبِلِ

لَيۡسَ فِيۡ اَقَلَّ مِنۡ خَمۡسِ ذَوۡدٍ مِّنَ الۡاِبِلِ السَّآئِمَةِ صَدَقَةٌ فَاِذَا بَلَغَتۡ خَمۡسًا سَآئِمَةً وَحَالَ عَلَيۡهَا الۡحَوۡلُ فَفِيۡهَا شَاةٌ اِلٰى تِسۡعٍ فَاِذَا كَانَتۡ عَشۡرًا فَفِيۡهَا شَاتَانِ اِلٰى اَرۡبَعَ عَشَرَةَ فَاِذَا كَانَتۡ خَمۡسَ عَشَرَةَ فَفِيۡهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى تِسۡعَ عَشَرَةَ فَاِذَا كَانَتۡ عِشۡرِيۡنَ فَفِيۡهَا اَرۡبَعُ شِيَاهٍ اِلٰى اَرۡبَعٍ وَّعِشۡرِيۡنَ

اونٹ کی زکوٰۃ

پانچ چرنے والے اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب پانچ چرنے والے اونٹ ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو (۹) نو اونٹوں تک ان میں ایک بکری ہے پس اگر دس (۱۰) ہو جائیں تو چودہ (۱۴) اونٹوں تک ان میں دو بکریاں ہیں اور جب پندرہ (۱۵) ہو جائیں تو ان میں انیس (۱۹) تک تین بکریاں ہیں۔ پس جب بیس (۲۰) ہو جائیں تو ان میں چوبیس (۲۴) تک چار بکریاں ہیں۔

﴿سائمہ﴾ جانوروں میں سے زکوۃ :۔ چرنے والے جانور مثلاً اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ، بکری سب میں زکوٰۃ ہے البتہ وقفی مویشی ور سوائم یعنی چرنے والوں میں جو حمل، رکوب (باربرداری یا سواری کے ہوں) یا جو گھر سے گھاس کھانے والے بلانیت تجارت ہوں یا کھیتی کے بیلوں یا اندھے، پاؤں کٹے مواشی میں زکوٰۃ نہیں ہے، گھوڑوں کی زکوٰۃ میں اختلاف ہے۔ صاحبین کے نزدیک گھوڑوں پر بھی زکوۃ نہیں ہے (غایہ)

Marfat.com

فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّ ثَلٰثِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِذَا كَانَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ اِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ تُسْتَانَفُ الْفَرِيْضَةُ فَيَكُوْنَ فِي الْخَمْسِ شَاةٌ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ وَفِي الْعَشْرِ شَاتَانِ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ

اور جب پچیس (۲۵) تک پہنچ جائیں تو ان میں پینتیس (۳۵) تک بنت مخاض ہے اور جب چھتیس (۳۶) ہو جائیں تو ان میں پینتالیس (۴۵) تک بنت لبون ہے۔ پس جب چھیالیس (۴۶) ہو جائیں تو ان میں ساٹھ (۶۰) تک حقہ ہے اور جب اکسٹھ (۶۱) ہو جائیں تو ان میں پچھتر (۷۵) تک جذعہ ہے۔ پس جب چھہتر (۷۶) ہو جائیں تو ان میں نوے (۹۰) تک دو بنت لبون ہیں اور جب اکیانوے (۹۱) ہو جائیں تو ان میں ایک سو بیس (۱۲۰) تک دو حقے ہیں پھر فرض از سر نو شروع کیا جائے گا۔ پس پانچ میں دو حقوں کے ہمراہ ایک بکری ہو گی۔ دس میں دو حقوں کے ہمراہ دو بکریاں ہوں گی۔

﴿بنت مخاض﴾ اونٹنی کے بچہ کو کہتے ہیں جو دوسرے سال میں پاؤں ڈال دے

﴿بنت لبون﴾ اونٹنی کا وہ بچہ جو تیسرے سال میں قدم رکھ دے

﴿حقه﴾ اونٹنی کا وہ بچہ جو چوتھے سال میں قدم رکھ دے

﴿جزعه﴾ جو پانچویں سال میں قدم رکھ دے،

Marfat.com

وَفِیْ خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلٰثُ شِیَاہٍ مَعَ الْحِقَّتَیْنِ وَفِی الْعِشْرِیْنَ اَرْبَعُ شِیَاہٍ مَعَ الْحِقَّتَیْنِ وَفِیْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰی مِائَةٍ وَّخَمْسِیْنَ فَیَکُوْنُ فِیْهَا ثَلٰثُ حِقَاقٍ

پندرہ میں دو حقوں کے ہمراہ تین بکریاں ہوں گی۔ بیس میں دو حقوں کے ہمراہ چار بکریاں ہوں گی اور پچیس سے ایک سو پچاس (۱۵۰) تک دو حقوں کے ہمراہ ایک بنت مخاض ہوگا۔ پس ان میں تین حقے ہو جائیں گے۔

اونٹوں کی زکوٰة کا نقشہ

نصاب	زکوٰة	نصاب	زکوٰة	نصاب	زکوٰة
۵	ایک بکری	۱۰	دو بکریاں	۱۵	تین بکریاں
۲۰	چار بکریاں	۲۵	بنت مخاض	۳۶	بنت لبون
۴۶	ایک حقہ	۶۱	ایک جزعہ	۷۶	دو بنت لبون
۹۱_۱۲۰	دو حقے	۱۲۵	ایک بکری دو حقے	۱۳۰	دو بکریاں دو حقے
۱۳۵	تین بکریاں دو حقے	۱۴۰	چار بکریاں دو حقے	۱۴۵	بنت مخاض دو حقے
۱۵۰	تین حقے	۱۵۵	ایک بکری تین حق	۱۶۰	دو بکریاں تین حقے
۱۷۰	چار بکریاں تین حقے	۱۷۵	تین حقے ایک بنت مخاض	۱۸۶	تین حقے ایک بنت لبون
۱۹۶	چار حقے	۲۰۰	چار حقے		

Marfat.com

ثُمَّ تَسْتَانِفُ الْفَرِيْضَةُ فَفِي الْخَمْسِ شَاةٌ وَفِي الْعَشْرِ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشَرَةَ ثَلٰثُ شِيَاهٍ وَفِي الْعِشْرِيْنَ اَرْبَعُ شِيَاهٍ وَفِي خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِي سِتٍّ وَّثَلٰثِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى مِائَةٍ وَّخَمْسٍ وَّتِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَةً وَسِتًّا وَّتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ حِقَاقٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ ثُمَّ تَسْتَانِفُ الْفَرِيْضَةُ اَبَدًا كَمَا تَسْتَانِفُ فِي الْخَمْسِيْنَ الَّتِي بَعْدَ الْمِائَةِ وَالْخَمْسِيْنَ وَالْبُخْتُ وَالْعِرَابُ سَوَآءٌ

پھر فرض زکوۃ از سر نو شروع کیا جائے گا۔ پس پانچ میں ایک بکری، دس میں دو بکریاں پندرہ میں تین بکریاں، بیس میں چار بکریاں، پچیس میں بنت مخاض اور چھتیس سے ایک سو پچانوے (۱۹۵) تک بنت لبون ہے پس جب ایک سو چھیانوے (۱۹۶) ہو جائیں تو ان میں دو سو (۲۰۰) تک چار حقے ہیں۔ پھر فرض زکوۃ ہمیشہ از سر نو شروع کیا جائے جیسا کہ ان پچاس میں شروع کیا جاتا ہے جو ایک سو پچاس کے بعد ہیں۔ بختی اور عرابی اونٹ اس حساب میں برابر ہیں۔

﴿بخت﴾ بخت جمع ہے "بختی" کی۔ وہ اونٹ جو عربی اور عجمی اونٹوں کے ملاپ سے پیدا ہو۔

﴿العراب﴾ عراب جمع ہے عربی کی وہ اونٹ جو خالص عربی النسل ہو۔

Marfat.com

بَابُ زَکٰوۃِ الْبَقَرِ

لَیْسَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِیْنَ مِنَ الْبَقَرِ السَّآئِمَۃِ صَدَقَۃٌ فَاِذَا بَلَغَتْ ثَلٰثِیْنَ سَآئِمَۃً وَحَالَ عَلَیْهَا الْحَوْلُ فَفِیْهَا تَبِیْعٌ اَوْ تَبِیْعَۃٌ وَفِیْ اَرْبَعِیْنَ مُسِنٌّ اَوْمُسِنَّۃٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلَی الْاَرْبَعِیْنَ یَجِبُ فِی الزِّیَادَۃِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ اِلٰی سِتِّیْنَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فَیَکُوْنُ فِی الْوَاحِدَۃِ الزَّائِدَۃِ رُبْعُ عُشْرِ مُسِنَّۃٍ وَفِی الثِّنْتَیْنِ نِصْفُ عُشْرِ مُسِنَّۃٍ وَفِی الثَّلٰثَۃِ ثَلٰثَۃُ اَرْبَاعِ عُشْرِ مُسِنَّۃٍ

گائے کی زکوٰۃ

تیس (۳۰) چرنے والی گائیوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب تیس (۳۰) چرنے والیوں تک تعداد پہنچ جائے اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان میں ایک بچھڑا یا بچھڑی ہے اور چالیس (۴۰) میں ایک مسن یا مسنہ ہے۔ پس جب چالیس سے زیادہ ہو جائیں تو ساٹھ (۶۰) تک زیادہ میں اس کے حساب سے واجب ہو گا۔ پس ایک زائد میں مسنہ کا چالیسواں حصہ، دو میں مسنہ کا بیسواں حصہ اور تین میں مسنہ کے چالیس حصوں کے تین حصے ہوں گے۔

﴿تبیع﴾ تبیع وہ گائے کا ایک سال نر بچہ

﴿تبیعة﴾ تبیعة گائے کا ایک سالہ مادہ بچہ

﴿مسن﴾ گائے کا دو سالہ نر بچہ

﴿مسنة﴾ مسنہ۔ گائے کا دو سالہ مادہ بچہ۔

Marfat.com

وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا شَيْءَ فِي الزِّيَادَةِ حَتَّى يَبْلُغَ سِتِّيْنَ وَهُوَ الْاَصَحُّ ثُمَّ فِي السِّتِّيْنَ تَبِيْعَانِ وَفِي السَّبْعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَتَبِيْعَةٌ وَفِي ثَمَانِيْنَ مُسِنَّتَانِ وَفِي تِسْعِيْنَ ثَلٰثُ تَبِيْعَاتٍ وَفِي مِائَةٍ تَبِيْعَتَانِ وَمُسِنَّةٌ وَعَلٰى هٰذَا يَتَغَيَّرُ الْفَرْضُ فِي كُلِّ عَشْرٍ مِنْ تَبِيْعٍ اِلٰى مُسِنَّةٍ وَالْبَقَرُ وَالْجَوَامِيْسُ فِيْهِ سَوَآءٌ

صاحبین فرماتے ہیں کہ زیادہ میں کچھ نہیں یہاں تک کہ ساٹھ ہو جائیں اور یہ قول صحیح تر ہے۔ پھر ساٹھ (۶۰) میں دو ایک سالہ بچھڑے یا بچھڑیاں ستر (۷۰) میں ایک دو سالہ اور ایک یکسالہ بچھڑی اسی (۸۰) میں دو مسنے، نوے (۹۰) میں تین ایک سالہ بچھڑیاں اور سو (۱۰۰) میں دو یکسالہ بچھڑیاں اور ایک دو سالہ بچھڑی ہے اسی طریقے پر فرض زکوٰۃ ہر دس میں، ایک سالہ بچھڑے سے دو سالہ بچھڑی کی طرف بدلتا رہے گا۔ گائیں اور بھینسے اس حکم میں برابر ہیں۔

﴿بقر﴾ گائے بھینس نر ہوں خواہ مادہ ان میں نصاب ۳۰ ہے

گائے بیل کی زکوٰۃ کا نقشہ					
گائے	زکوٰۃ	گائے	زکوٰۃ	گائے	زکوٰۃ
۳۰	یکسالہ بچھڑا یا بچھڑی	۴۰	دو سالہ بچھڑے یا بچھڑی	۶۰	یکسالہ دو بچھڑے
۷۰	ایک یکسالہ ایک دو سالہ	۸۰	دو بچھڑے دو سالہ	۹۰	تین بچھڑے یکسالہ
۱۰۰	ایک دو سالہ دو یکسالہ				

Marfat.com

بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ

لَيْسَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً سَائِمَةً وَّحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ وَّتِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعَ مِائَةٍ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ ثُمَّ فِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَالضَّانُ وَالْمَعْزُ فِيْهِ سَوَآءٌ

بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ

چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ بس جب چالیس (۴۰) چرنے والی بکریاں ہو جائیں۔ اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک ان میں ایک بکری ہے پس جب ایک زیادہ ہو جائے تو دو سو (۲۰۰) تک ان میں دو بکریاں ہیں پس جب ایک زیادہ ہو جائے تو ان میں تین سو ننانوے (۳۹۹) تک تین بکریاں ہیں۔ پس جب چار سو (۴۰۰) ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں پھر ہر سو (۱۰۰) میں ایک بکری ہے۔ بھیڑ اور بکریاں اس حکم میں برابر ہیں۔

﴿غنم﴾ بھیڑ بکری دنبہ میں نصاب چالیس ہے ایک سے انتالیس تک معاف ہے

نصاب بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا

نصاب	زکوٰۃ	نصاب	زکوٰۃ
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری	۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۲۹۹ تک	تین بکریاں	۴۰۰ میں	چار بکریاں

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الْخَيْلِ

لَيْسَ فِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ اِلَّآ اِذَا كَانَتِ الْخَيْلُ سَآئِمَةً ذُكُوْرًا وَّ اُنَاثًا وَّحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَصَاحِبُهَا بِالْخِيَارِ اِنْ شَآءَ اَعْطٰى عَنْ كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارًا وَ اِنْ شَآءَ قَوَّمَهَا وَ اَعْطٰى مِنْ كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ فِيْ ذُكُوْرِهَا مُنْفَرِدَةً زَكٰوةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَفِي الْاُنَاثِ وَحْدَهَا رِوَايَتَانِ

گھوڑوں کی زکوٰۃ

گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر جبکہ چرنے والے گھوڑے اور گھوڑیاں ہوں اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو ہر گھوڑے کے بدلے میں ایک دینار دے اور اگر چاہے تو ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درھم پر پانچ درھم دے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تنہا گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ تنہا گھوڑیوں کے متعلق دو روایات ہیں۔

﴿الخیل﴾ گھوڑوں کا گروہ۔

﴿لیس فی خیل﴾ صاحبین کے نزدیک سائمہ گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ "مسلمان پر اس کے غلام میں اور گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں" اس حدیث شریف کی تخریج ائمہ ستہ نے ابو ہریرہ سے کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھوڑے سائمہ ہوں گے (یعنی باہر چرنے والے) یا علوفہ (گھر میں چارہ کھانے والے) ان میں سے ہر ایک برائے تجارت ہوگا یا نہیں' اگر تجارت کے لیے ہوں تو بالاتفاق زکوٰۃ واجب ہے۔ سائمہ ہوں یا علوفہ، اور اگر تجارت کے لیے نہ ہوں تو مال برداری سواری اور جہاد کے لیے ہوں گے اس صورت میں بالاتفاق زکوٰۃ نہیں۔

﴿ذکورھا منفردۃ﴾ کیونکہ صرف گھوڑوں سے افزائش نسل یعنی نمو اور بڑھوتری نہیں ہوسکتی

Marfat.com

وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا زَكٰوةَ فِي الْخَيْلِ اَصْلًا وَلَا شَيْءَ فِي الْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ لِلتِّجَارَةِ وَلَيْسَ فِي الْحُمْلَانِ وَالْفُصْلَانِ وَالْعَجَاجِيْلِ صَدَقَةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ مَعَهَا كِبَارٌ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَجِبُ فِيْهَا وَاحِدَةٌ مِنْهَا وَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ مُسِنٌّ فَلَمْ يُوْجَدْ اَخَذَ الْمُصَدِّقُ اَعْلٰى مِنْهَا وَ رَدَّ الْفَضْلَ اَوْ اَخَذَ دُوْنَهَا وَ اَخَذَ الْفَضْلَ وَيَجُوْزُ دَفْعُ الْقِيْمَةِ فِي الزَّكٰوةِ وَلَيْسَ فِي الْعَوَامِلِ وَالْحَوَامِلِ وَالْعُلُوْفَةِ صَدَقَةٌ وَلَا يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ خِيَارَ الْمَالِ وَلَا رُذَالَتَهُ وَاِنَّمَا يَاْخُذُ الْوَسْطَ مِنْهُ

اور صاحبین فرماتے ہیں کہ گھوڑے میں ہرگز زکوٰۃ نہیں ہے خچر اور گدھے مین کچھ چیز نہیں ہے مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں۔ امام ابو حنیفہ وامام محمد کے نزدیک بکریوں، اونٹیوں اور گائے کے چھوٹے بچوں پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ ان کے ساتھ بڑے ہوں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ان میں انھیں میں سے ایک واجب ہے۔ اور جس شخص پر مسن واجب ہوا پس مسن نہ پایا تو زکوٰۃ لینے والا اس سے بہتر لے اور زائد لوٹا دے یا اس سے کمتر لے اور باقی دام بھی لے لے۔ اور زکوٰۃ میں قیمت ادا کرنا جائز ہے۔ اور کام کرنے والے بوجھ لے جانے والے اور گھر میں چارہ کھانے والے چوپایوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور زکوٰۃ لینے والا بہتر مال نہ لے اور نہ ہی ردی مال لے بلکہ ان میں سے درمیانہ درجہ کا مال لے۔

بغال جمع بغل خچر، **حمیر** جمع حمار پالتو گدھا، **حملان** جمع حمل بکری کا بچہ، **فصلان** جمع فصیل اونٹنی کا بچہ جو ایک سال سے کم کا ہو، **عجاجیل** جمع عجول بمعنی عجل بچھڑا ، **فضل** زیادتی

﴿**وسط**﴾ نہ بہت زیادہ تندرست و توانا اور نہ بہت کمزور و ضعیف لے بلکہ درمیانہ جانور لے

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ لَهُ نِصَابٌ فَاسْتَفَادَ فِيْ اَثْنَاءِ الْحَوْلِ مِنْ جِنْسِهٖ ضَمَّهُ اِلٰى مَالِهٖ وَ زَكَّاهُ بِهٖ وَالسَّآئِمَةُ هِيَ الَّتِيْ تَكْتَفِيْ بِالرَّعِيِّ فِيْ اَكْثَرِ السَّنَةِ فَاِنْ اَعْلَفَهَا نِصْفَ الْحَوْلِ اَوْ اَكْثَرَهَا فَلَا زَكٰوةَ فِيْهَا وَالزَّكٰوةُ يَتَعَلَّقُ بِالنِّصَابِ دُوْنَ الْعَفْوِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ تَجِبُ فِيْهِمَا وَاِذَا هَلَكَ الْمَالُ بَعْدَ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ سَقَطَتْ فَاِنْ قَدَّمَ الزَّكٰوةَ عَلَى الْحَوْلِ وَهُوَ مَالِكُ النِّصَابِ جَازَ

اور وہ شخص کہ جس کے پاس نصاب تھا پس اس نے سال کے دوران نصاب کی ہی قسم سے مزید مال حاصل کر لیا تو اسے اپنے مال کے ساتھ ملا کر اس پر زکوٰۃ ادا کرے۔ اور سائمہ وہ جانور ہیں جو سال کے اکثر حصے میں چرنے پر اکتفا کریں۔ پس اگر چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گھر پر کھلایا تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک زکوٰۃ کا تعلق نصاب سے ہے نہ کہ عفو سے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں میں واجب ہے۔ اور جب زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بعد مال برباد ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو گئی پس اگر سال سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی اس حال میں کہ نصاب کا مالک ہے تو جائز ہے۔

﴿عفو﴾ دو نصابوں کے درمیان کے عدد کو عفو کہتے ہیں

﴿اکثر السنہ﴾ اگر اکثر سال سات یا آٹھ یا نو یا دس یا گیارہ ماہ کے بعد زکوٰۃ دے دی تو جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ زَكٰوۃِ الْفِضَّۃِ

لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَا شَيْءَ فِي الزِّيَادَةِ حَتّٰى تَبْلُغَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَتَكُوْنُ فِيْهَا دِرْهَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ثُمَّ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَقَالَ صَاحِبَاهُ مَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَزَكٰوتُهٗ بِحِسَابِهٖ وَاِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الْوَرَقِ الْفِضَّةُ فَهُوَ فِيْ حُكْمِ الْفِضَّةِ وَاِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَيْهَا الْغِشُّ فَهُوَ فِيْ حُكْمِ الْعُرُوْضِ اِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ يُعْتَبَرُ الْقِيْمَةُ اِذَا بَلَغَتْ نِصَابًا تَجِبُ وَاِلَّا فَلَا

چاندی کی زکوٰۃ

دو سو درھم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب دو سو درھموں پر ایک سال گذر جائے تو ان پر پانچ درھم ہیں۔ اور زیادہ پر کچھ نہیں یہاں تک کہ چالیس درھم تک پہنچ جائے۔ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان میں ایک درھم ہوگا۔ پھر ہر چالیس درھم پر ایک درھم ہوگا۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جو دو سو سے بڑھ جائیں تو اس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے ہے۔ اور جب چاندی کے ورق پر چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اور جب کھوٹ غالب ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہے۔ جب تجارت کے لیے ہو تو اس کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا تو جب نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نہیں پہنچی تو واجب نہیں۔

﴿فضہ﴾ چاندی میں ۱۴۰ مثقال مساوی دو سو درہم نصاب ہے جو کہ ۶۳۰ ماشے بنتے ہیں اس دو سو درہم یعنی ۶۳۰ ماشے چاندی میں

Marfat.com

۵ درہم یا ۵ ماشے ۶ رتی چاندی زکوٰۃ کے حساب میں آئے گی، ساڑھے باون تولے چاندی پورا سال قمری مہینوں کا گزار دے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا فرض ہوگا ورنہ جہنم میں جکڑے رہیں گے، آسان طریقہ یہ لکھا ہے کہ جتنا مال نصاب میں ہے اس کے چالیسویں حصہ میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی سو روپے میں اڑھائی اور چالیس میں سے ایک زکوٰۃ کا ہوتا ہے

﴿مائتین﴾ صاحبین کے نزدیک ہر دو سو کے بعد پانچ درھم بڑھ جائیں گے۔ نقود میں دراہم پر کسر حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک معاف ہیں اور صاحبین کے نزدیک یہ عفو خاص ہے سوائم میں نہ نقود میں (جیسے بکریاں میں چالیس اور چالیس سے ایک سو بیس تک صرف ایک ہی بکری نصاب میں آئے گی) مثلاً اگر آپ کے پاس دو سو درہم پر دس درہم بڑھ جائیں تو تاوقتیکہ یہ کسر کو پورا کر کے چالیس درہم تک نہ پہنچ جائیں امام صاحب کے نزدیک وہی پانچ درہم زکوٰۃ آئے گی اگرچہ صاحبین اس کے بر خلاف ہیں لیکن یہی بہتر مسلک ہے جو حضرت امام نے اختیار فرمایا۔

(سراج المشکوۃ فی مسائل الزکوۃ، از حضرت علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان)

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور، طبع بار دوئم ۱۹۹۶ء

طالب دعا :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

بَابُ زَكوٰةِ الذَّهَبِ

لَيْسَ فِيمَا دُونَ عِشْرِينَ مِثْقَالًا مِّنَ الذَّهَبِ صَدَقَةٌ فَإِذَا كَانَتْ عِشْرِينَ مِثْقَالًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ مِثْقَالٍ ثُمَّ فِي كُلِّ أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ قِيرَاطَانِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ صَدَقَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا مَا زَادَ عَلَى الْعِشْرِينَ فَزَكوٰتُهٗ بِحِسَابِهَا وَ فِي تِبْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَحُلِيِّهِمَا وَأَوَانِيْهِمَا الزَّكوٰةُ عِنْدَنَا

سونے کی زکوٰۃ

بیس مثقال سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ہے پس جب بیس مثقال پر ایک سال گذر جائے تو ان میں آدھا مثقال ہے پھر ہر چار مثقال پر دو قیراط ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار مثقال سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک بیس مثقال سے جو زیادہ ہو تو اس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے ہے اور ہمارے نزدیک سونے و چاندی کے ٹکڑوں، زیورات اور برتنوں پر زکوٰۃ ہے۔

﴿ذهب﴾ سونے کا نصاب ۲۰ مثقال بوزن دہلی ساڑھے سات تولہ ہے جس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔ جب آپ کے پاس ساڑے سات تولے سونا پورا سال قمری مہینوں کا گزار دے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا فرض ہوگا ورنہ جہنم میں جکڑے رہیں گے، آسان طریقہ یہ لکھا ہے کہ جتنا مال نصاب میں ہے اس کے چالیسویں حصہ میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی سو روپے میں اڑھائی اور چالیس میں سے ایک زکوٰۃ کا ہوتا ہے۔ ﴿عشرين﴾ یعنی ہر بیس پر آدھا آدھا مثقال بڑھتا جائے گا ﴿الذهب والفضة﴾ مسئلہ سونے چاندی برتن زیور سچا گوٹہ، ٹھپہ کناری سب پر زکوٰۃ واجب ہے اس لیے کہ سونے و چاندی کی قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں اور زکوٰۃ ہر اس چیز پر ہے جس میں نمو ہو۔ امام شافعی کے نزدیک ذاتی استعمال میں آنے والے سونے و چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ نہیں۔

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الْعُرُوْضِ

اَلزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ فِى الْعُرُوْضِ اِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ كَائِنَةً مَّا كَانَتْ اِذَا بَلَغَتْ قِيْمَتُهَا نِصَابًا كَامِلًا مِّنَ الْوَرِقِ اَوِالذَّهَبِ وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ وَيُقَوِّمُهَا بِمَا هُوَ اَنْفَعُ لِلْمَسَاكِيْنِ وَالْفُقَرَآءِ مِنْهُمَا وَ اِذَا كَانَتِ النِّصَابُ كَامِلًا فِىْ طَرَفِى الْحَوْلِ فَنُقْصَانُهٗ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ لَا يُسْقِطُ الزَّكٰوةَ وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ اِلَى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ كَذٰلِكَ يُضَمُّ الذَّهَبُ اِلَى الْفِضَّةِ بِالْقِيْمَةِ حَتّٰى يَتِمَّ النِّصَابُ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ

سامان کی زکوٰۃ

سامان میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ تجارت کے لیے ہو۔ جو بھی سامان ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس کی قیمت ان دونوں میں سے اس کے ساتھ لگائے جو مسکینوں اور فقیروں کے لیے نافع تر ہو۔ اور جب سال کے دونوں کناروں پر نصاب پورا ہو تو سال کے درمیان میں نصاب کا کم ہونا زکوٰۃ کو ساقط نہیں کرتا ہے۔ اور سامان کی قیمت سونے و چاندی کی طرف ملائی جائے یہاں تک کہ نصاب پورا ہو جائے اور اسی طرح سونے کو چاندی کی طرف از روئے قیمت کے ملایا جائے یہاں تک کہ نصاب پورا ہو جائے۔ یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے

﴿عروض﴾ عرض کی جمع عروض ہے۔ اس کے معنی ہیں سامان۔ نقد ہو یا غیر نقد

Marfat.com

وَقَالَا لَا يُضَمُّ الذَّهَبُ إِلَى الْفِضَّةِ بِاعْتِبَارِ الْقِيمَةِ وَلٰكِنْ يُّضَمُّ بِالْاَجْزَآءِ حَتّٰى لَوْ كَانَ لَهٗ مِائَةُ دِرْهَمٍ وَخَمْسَةُ دَنَانِيْرَ قِيْمَتُهَا مِائَةُ دِرْهَمٍ يُضَمُّ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهُمَا لَا يُضَمُّ مَالَمْ يَكُنْ عَشَرَةَ مَثَاقِيْلَ ذَهَبًا

اور صاحبین فرماتے ہیں کہ سونے کو چاندی کی طرف قیمت کے اعتبار سے نہ ملایا جائے بلکہ اجزاء کے اعتبار سے ملایا جائے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے پاس سو درہم اور پانچ دینار ہوں اور پانچ دینار کی قیمت سو درہم ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ملا لیے جائیں۔ اور صاحبین کے نزدیک نہ ملائے جائیں جب تک کہ دس مثقال سونا نہ ہو

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الزُّرُوْعِ وَالثِّمَارِ

قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ مَا اَخْرَجَتْهُ الْاَرْضُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ قَلَّ اَوْكَثُرَ سَوَاءٌ سَقَاهَا سَيْحٌ اَوْ سَقَتْهُ السَّمَآءُ فِيْمَا لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ وَمَالَيْسَ لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ اِلَّا فِي الْحَطَبِ وَالْقَصَبِ وَالْحَشِيْشِ وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا يَجِبُ الْعُشْرُ اِلَّا فِيْمَا لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ اِذَا بَلَغَ الْخَارِجُ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَالْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا بِصَاعِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اسے جاری پانی یا بارش نے سیراب کیا اور اس کا پھل باقی رہتا ہو یا نہ رہتا ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے، سوائے لکڑی، بانس اور گھاس کے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ دسواں حصہ واجب نہیں ہے مگر اس چیز میں کہ جن کا پھل باقی رہتا ہو اور اس کی پیداوار پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ اور وسق نبی علیہ السلام کے مقررہ صاع کے اعتبار سے ساٹھ صاع ہیں۔

﴿زروع﴾ زروع جمع ہے زرع کی جس کے معنی ہیں کھیتی

﴿ثمار﴾ ثمار جمع ثمر کی ہے جس کے معنی ہیں پھل

﴿بصاع﴾ ہمارے یہاں نصف صاع پونے دو سیر کا ہے پکے وٹے کے حساب سے۔ ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہو گیا۔ ساٹھ صاع برابر ہو گئے دو سو دس (۲۱۰) سیر کے۔ یعنی ایک وسق میں دو سو دس (۲۱۰) سیر ہوتے ہیں جو صاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا اب آج کل کی چیزوں کو اس پر قیاس کریں گے۔ مسئلہ تو موجود ہے مگر اس کی ہیت بدل گئی ہے۔ جب ہیت بدل جائے تو قیاس کریں گے ورنہ یونہی قیاس نہیں کریں گے، یہ امام اعظم رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کا فقہ ہے

Marfat.com

وَلَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ عِنْدَهُمَا عُشْرٌ وَمَا سُقِيَ بِغَرْبٍ أَوْ سَانِيَةٍ أَوْ دَالِيَةٍ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ عَلَى الْقَوْلَيْنِ وَقَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ فِيمَا لَا يُوْسَقُ كَالزَّعْفَرَانِ وَالْقُطْنِ يَجِبُ فِيهِ الْعُشْرُ إِذَا بَلَغَتْ قِيمَتُهُ خَمْسَةَ أَوْ سُقٍ مِنْ أَدْنَى مَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْوَسَقِ مِنَ الْحُبُوْبِ وَ قَالَ مُحَمَّدٌ يَجِبُ فِيهِ الْعُشْرُ

اور صاحبین کے نزدیک سبزیوں میں دسواں حصہ نہیں ہے۔ اور جو بڑے ڈول، اونٹ یا رہٹ سے سیراب کیا گیا تو دونوں قولوں کے مطابق اس میں نصف عشر ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جو چیز وسق کے حساب سے نہیں بکتی جیسے زعفران اور روئی تو اس میں دسواں حصہ واجب ہے جب اس کی قیمت ایسے ادنیٰ پانچ اوسق کو پہنچ جائے جو کہ دانوں کے وسق سے ناپی جاتی ہو۔ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ اس میں دسواں حصہ واجب ہو جاتا ہے

حضروات سبزیاں، **غرب** بڑا ڈول، **سانیۃ** اونٹنی جس پر کنویں سے پانی لایا جائے، **اوسق** جمع وسق ساٹھ صاع کا ایک پیمانہ

﴿**قطن**﴾ روئی کی بھی اقسام ہیں کوئی اعلیٰ ہے کوئی ادنیٰ ہے۔

﴿**حبوب**﴾ دانے جیسے باجرہ وغیرہ

Marfat.com

اِذَا بَلَغَ الْخَارِجُ خَمْسَةَ اَعْدَادٍ مِنْ اَعْلٰی مَا یُقَدَّرُ بِہٖ نَوْعُہٗ فَاعْتُبِرَ فِی الْقُطْنِ خَمْسَۃُ اَحْمَالٍ وَ فِی الزَّعْفَرَانِ خَمْسَۃُ اَمْنَآءٍ وَ فِی الْعَسَلِ الْعُشْرُ اِذَا اُخِذَ مِنْ اَرْضِ الْعُشْرِ قَلَّ اَوْکَثُرَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ لَا شَیْءَ فِیْہِ حَتّٰی یَبْلُغَ عَشَرَۃَ اَزْقَاقٍ کُلُّ زِقٍّ تِسْعَۃُ اَمْنَآءٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا یَجِبُ حَتّٰی یَبْلُغَ خَمْسَۃَ اَفْرَاقٍ کُلُّ فَرَقٍ سِتَّۃٌ وَثَلٰثُوْنَ رِطْلًا بِالْعِرَاقِیِّ فَجُمْلَتُہٗ تِسْعُوْنَ مَنًّا وَلَیْسَ فِی الْخَارِجِ مِنْ اَرْضِ الْخِرَاجِ عُشْرٌ

جب اس کی پیداوار اس پانچ عدد اعلیٰ کو پہنچ جائے جس سے اس قسم کی چیزوں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پس روئی میں پانچ گانٹھوں اور زعفران میں پانچ من کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہد میں دسواں حصہ ہے تھوڑی ہو یا بہت ہو اور عشری زمین سے حاصل ہو۔ اور امام یوسف فرماتے ہیں کہ شہد میں کوئی زکوٰۃ نہیں یہاں تک دس پیپوں تک پہنچ جائے۔ ہر پیپہ نو (۹) من کا ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ پانچ افراق تک پہنچ جائے ہر فرق چھتیس (۳۶) عراقی رطل کا ہے۔ پس یہ سب ملا کر نوے (۹۰) من ہے اور خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے

Marfat.com

بَابُ مَنْ يَجُوْزُ دَفْعُ الصَّدَقَةِ اِلَيْهِ وَمَنْ لَّا يَجُوْزُ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ فَھٰذِہٖ ثَمَانِیَةُ اَصْنَافٍ قَدْ سَقَطَتْ مِنْھُمُ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُھُمْ لِاَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَغْنٰی عَنْھُمْ اَھْلَہٗ وَالْفَقِیْرُ مَنْ لَہٗ اَدْنٰی شَیْءٍ وَالْمِسْکِیْنُ مَنْ لَّا شَیْءَ لَہٗ وَقَدْ قِیْلَ عَلَی الْعَکْسِ

زکوۃ کس کو دینا جائز اور کس کو دینا جائز نہیں

اللہ تعالی نے فرمایا,, سوائے اس کے نہیں کہ زکوۃ فقیروں، مساکین، زکوۃ وصول کرنے والے مؤلفتہ القلوب، مکاتبین، قرضداروں، مجاہدین، اور مسافر کے لیے ہے۔ یہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ پس یہ آٹھ (۸) اقسام ہیں پس تحقیق ان میں سے مؤلفتہ القلوب نکل گیا اس لیے کہ اللہ تعالی نے اسلام کو عزت دے دی ہے اور اہل اسلام کو ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور فقیر وہ شخص ہے کہ جس کے پاس معمولی چیز ہو اور مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے۔

﴿دفع﴾ مصارف زکوۃ بیان کیے جائیں گے

﴿انما﴾ "انما" حصر کے لیے آتا ہے یہ اصطلاح نحوی ہے جب یہ آتا ہے تو مطلب ہوتا ہے کہ اس عبارت کا یہی معنی ہے

﴿صدقات﴾ یہاں صدقہ سے مراد زکوۃ ہے صدقات نافلہ مراد نہیں ہیں

﴿للفقراء والمساکین﴾ فقیر وہ ہے جو مقدار نصاب سے کم مال رکھتا ہو یا غیر نامی نصاب کے برابر مالدار ہو (نامی وغیر نامی کی

Marfat.com

تشریح گزر چکی ہے)اور یہ سامان غیر نامی مستغرق فی الحاجات یعنی کام میں لگاہوا ہو (عمدۃ الرعایہ) صاحب تفسیر اعظم نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فقیر وہ ہے جو اس لئے سوال نہ کرے کہ اس وقت کا کفاف معیشت (نان و نفقہ) رکھتا ہو یہی مذہب حضرت امام احمد کا ہے۔ مسکین وہ ہے جو کچھ بھی نہ رکھتا ہو (شرح قدوری وغیرہ) فقیر و مسکین کے امتیاز میں علمی طبقہ کے درمیان ایک لطیف بحث ہے جس کا مختصر ذکر دلچسپی سے خالی نہیں فقیر و مسکین دونوں لفظ بسلسلہ عطف و معطوف کلام قدس عزاسمہ میں بیان فرمائے گئے ہیں اس لئے مستحقین زکوٰۃ اور اس کے مصرف کے لئے یہ دو مختلف صفتیں ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دو مختلف شخصوں پر حاوی ہیں لیکن آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف کے نزدیک یہ دونوں ایک ہی مستحق کی صفتیں ہیں جن بزرگوں نے مسکین کی تعریف میں اس کا کچھ مالدار ہونا لکھا ہے ان کا استدلال اس آیہ کریمہ سے ہے جو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصے میں آتی ہے۔اما السفینة فکانت لمسکین یعملون فی البحر (کف۔۷۹)

"یعنی وہ مسکینوں کی کشتی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے" ان صاحبوں کی یہ دلیل ہے کہ کشتی کے مالک دولتمند تھے کیونکہ ان کی ملکیت میں کشتی اور اس کے ذریعے کام ثابت ہے ظاہر ہے کہ کشتی قیمتی چیز ہوتی ہے جس سے ان مساکین کا صاحب تمول ہونا ثابت ہوا۔ صاحب فتح القدیر اور دیگر فقہاء نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں صرف رحم کے طور پر انہیں مسکین فرمایا گیا ہے نہ کہ بحیثیت کشتی کے مالک ہونے کے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ کشتی والے بطور مزدور کام کرتے تھے اس صورت میں التباس رفع ہو جاتا ہے۔ حضرت امام نے مسکین کے فقیر سے زیادہ غریب ہونے پر یہ دلیل بھی فرمائی ہے کہ آیہ کفارۃ یمین میں ارشاد عالی ہے کہ " فکفارته اطعام عشرة مساكين (سورۃ مائدہ آیت ۸۹)

"یعنی اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے" اس تخصیص سے مسکین کو طعام کی زیادہ تر احتیاج اور اس کی بے بسی پر استدلال کیا جا سکتا ہے یعنی مسکین اتنا مفلوک الحال اور واجب الرحم ہے کہ وہ کھانے تک کا محتاج بتایا گیا ہے لہذا آیۂ سفینہ میں مسکین سے مراد مزدور ہے واللہ اعلم (شمنی)

﴿عاملین﴾ یعنی وہ لوگ جو مال زکوٰۃ وصول کرنے میں تعینات ہوں یعنی عملہ کارکنان۔

﴿مؤلفة قلوب﴾ مولفتہ کا مطلب ہے اپنی طرف مائل کرنا، ایسے لوگ ہیں جو ہیں تو کافر مگر ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہیں تو زکوٰۃ کے ذریعے ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے تاکہ وہ اسلام قبول کرلیں۔آج کے دور میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ وہ لوگ جن کی تالیف قلوب ضروری تھی یعنی مسلمان تو تھے لیکن ابھی نیتوں کے صاف نہ تھے۔

﴿رقاب﴾ رقب گردن کو کہتے ہیں یعنی مکاتب غلام کو آزادی کے لیے زکوٰۃ کا پیسہ اسے دیا جا سکتا ہے قیدیا غلامی سے غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں مطلب یہ کہ جو لونڈی، غلام اپنے آقا کے لئے کچھ رقم مقرر کر کے اپنے تئیں خرید لے یعنی اپنے مالک کی رضامندی سے اپنی قیمت کا متکفل (ضامن) ہوا ہو کہ اس قدر رقم ادا کر کے اپنے آپ کو آزاد کرائے گا۔ ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں اور صاحب

Marfat.com

نصاب لوگوں کو اس معین رقم کی ادائیگی میں مال زکوٰۃ سے مدد کرنے کا حکم ہے

﴿**غارمین**﴾ مفلس، قرضدار

﴿**فی سبیل اللہ**﴾ یہ محاورہ ہے یعنی جہاد میں دے سکتے ہو۔ مجاہد کو گھوڑا، تلوار مکاتب وغیرہ زکوٰۃ حاصل سے خرید کر دے دو اس میں وہ مجاہدین شامل ہیں یا وہ علماء جو فقر کی وجہ سے یا سواری وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے لشکر اسلام کے ساتھ نہ مل سکتے ہوں یا وہ علماء و طلبا جو دین کی تعلیم و تعلم میں مصروف رہتے ہیں صاحب اعظم التفاسیر نے لکھا ہے کہ پل، سرائے وغیرہ میں بھی صرف کرنا راہ خدا میں ہے اور صاحب غایۃ الاوطار نے بحوالہ بدائع اور شامی لکھا ہے کہ کل تقربات اور خیرات اور ہر وہ محتاج شخص جو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اور سبیل میں سعی کرے اس میں داخل ہے کیونکہ یہ اختلاف حکم میں نہیں بلکہ لفظاً اختلاف ہے کہ اگر کوئی فی سبیل اللہ وقف یا نذر یا وصیت کرے تو کیا مراد ہونی چاہیے پس بشرط احتیاج ان سب کو دینا جائز ہے خواہ وہ غازی ہو یا حاجی یا طالب علم اسی لئے شارح در مختار نے بحوالہ طحطاوی طالب علم کو فقیر کے ساتھ مقید کر کے اسے زکوٰۃ وغیرہ کے سوال کی اجازت و رخصت دینے کے لئے لکھا ہے خواہ وہ کسب پر بھی قادر ہو فقیر مولف کے نزدیک (خدائے تعالیٰ اسے معاف فرمائے) پل، سبیل، سڑک وغیرہ پر خرچ کرنا مصرف زکوٰۃ کے لئے صحیح نہیں کیونکہ ان میں تملیک نہیں ہے جیسا صاحب غایۃ الاوطار نے بحوالہ شامی درج کیا ہے۔ واللہ اعلم

﴿**ابن السبیل**﴾ وہ مسافر ہے جس کی ملک میں مال تو ہے لیکن اس کے ساتھ یا پاس نہ ہو۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ کا مال بقدر مناسب تقسیم کرنا چاہیے ان میں سے مولفۃ القلوب کے متعلق بہت بحث ہے صحابہ کرام اور علماء راسخین فی العلم نے اس مصرف کی شق کو ساقط قرار دیا ہے اس کی اصلیت یہ تھی کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ لوگ تین طرح پر تھے۔ ایک تو وہ کفار تھے جنھیں استمالت اور ایمان میں داخل ہونے پر استقامت کے طور پر مال دیا جاتا تھا دوسرے وہ کفار تھے جو ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھا ان کی ایذا و مضرت کو دور کرنے کے لئے انسداد ایسا کیا جاتا تھا۔ تیسرے قسم کے وہ چند ضعیف الاعتقاد رسمی مسلمان تھے جو ابھی برکات و فیوضات اسلام سے بہرہ ور نہ تھے ان کی مسلمانی ایسی تھی کہ "**ومن الناس من یعبداللہ علیٰ حرف فان اصابه خیرن اطمأن به وان اصابته فتنة انقلب علی وجهه**" (سورۃ الحج آیت ۱۱) اور کچھ آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں پھر اگر انھیں کوئی بھلائی پہنچ گئی تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ آکر پڑی منہ کے بل پلٹ گئے۔ یہ لوگ ضعیف الایمان تھے ان کے ثابت قدم رہنے اور حفظ ماتقدم کے طور پر غلبہ اسلام کے لئے انہیں مال دیا جاتا تھا جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کا بول بالا اور مجاہدانہ عزم پیدا ہو کر **الیوم اکملت لکم دینکم** سے تکمیل دین ہو چکی تو اس مصرف کیلئے اس مستحقین کو ساقط کر دیا گیا جس کا مفصل ذکر کتب احادیث اور فقہ میں موجود ہے (**عمدة الرعایه. فعلی ذلك انعقدالاجماع**) اب اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ (ہدایہ)

Marfat.com

وَالْعَامِلُ مَنْ يَّدْفَعُ اِلَيْهِ الْاِمَامُ بِقَدْرِ عَمَلِهٖ اَنْ عَمِلَ وَفِي الرِّقَابِ اَرَادَبِهٖ الْمُكَاتِبِيْنَ يُعَانُ فِيْ فَكِّ رِقَابِهِمْ وَالْغَارِمُ مَنْ لَزِمَهُ الدَّيْنُ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ وَابْنُ السَّبِيْلِ مَنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ فِيْ وَطَنِهٖ وَهُوَ فِيْ مَكَانٍ لَا شَيْءَ لَهٗ فِيْهِ فَهٰذِهٖ جِهَاتُ الزَّكٰوةِ وَلِلْمَالِكِ اَنْ يَّدْفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَلَهٗ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى صِنْفٍ وَاحِدٍ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّدْفَعُ الزَّكٰوةُ اِلٰى ذِمِّيٍّ وَلَا يُبْنٰى بِهَا مَسْجِدًا

اور عامل وہ شخص ہے کہ امام اس کو اس کے کام کے مطابق دے اگر کام کرے۔ اور گردن چھڑانے سے مراد مکاتبین ہیں کہ گردن چھڑانے میں ان کی مدد کی جائے۔ اور غارم وہ ہے کہ جس کے ذمہ قرض ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ شخص ہے جو غازیوں سے جدا ہو اور مسافر وہ ہے کہ جس کا مال اس کے وطن میں ہو اور وہ ایسی جگہ میں ہو جہاں اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ پس یہ مصارف زکوٰۃ ہیں اور مالک کو اختیار ہے کہ ان میں سے ہر اک کو زکوٰۃ دے یا ایک ہی قسم کو دے دے۔ اور ذمی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور مال زکوٰۃ سے مسجد نہ بنائی جائے۔

﴿یعان﴾ ینابیع سے ہے کہ فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا اور نہ لوگوں کے دروازے پر جاتا ہے

﴿فک رقابھم﴾ مکاتب وہ غلام ہے کہ جس کو مالک کہے کہ مجھے اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو جبکہ وہ غلام جن کو مالک ایسا نہ کہیں وہ مکاتب نہیں ہیں ﴿فی سبیل اللہ﴾ یعنی اسلحہ وغیرہ نہیں اس لیے وہ جہاد میں نہیں جا سکتا ﴿ولا یبنی بھا﴾ کن مقامات اور کن لوگوں پر مال زکوٰۃ نہیں لگتی :۔ مال زکوٰۃ سے مسجد کی تعمیر، میت کی تکفین، میت کے قرضے کی ادائیگی، غلام لیکر اس کو آزاد کرنا جائز نہیں (شرح وقایہ) البتہ مکاتب کی قیمت میں اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے یہی مطلب ارشاد گرامی وفی الرقاب کا ہے۔

﴿ذمی﴾ کافر کو زکوٰۃ دینا درست نہیں مسلمان مستحق کو ہی دینا چاہیے البتہ صدقات نافلہ، خیرات کافر و مشرک پر جائز ہے (طحطاوی)

Marfat.com

وَلَا يُكَفَّنُ بِهَا مَيِّتًا وَلَا يَقْضِیْ بِهَا دَيْنَ مَيِّتٍ وَلَا يَشْتَرِیْ بِهَا رَقَبَةً لِيُعْتِقَهٗ وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى غَنِيٍّ وَلَا يَدْفَعُ الْمُزَكِّیْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلٰى اَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَاِنْ عَلَا وَلَا اِلٰى وَلَدِهٖ وَ وَلَدِ وَلَدِهٖ وَ اِنْ سَفَلَ وَلَا اِلٰى اُمِّهٖ وَجَدَّاتِهٖ وَاِنْ عَلَا وَلَا اِلٰى امْرَأَتِهٖ وَلَا تَدْفَعُ الْمَرْأَةُ اِلٰى زَوْجِهَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا تَدْفَعُ اِلَيْهِ وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى مُكَاتَبِهٖ وَلَا اِلٰى مَمْلُوْكِهٖ وَلَا اِلٰى مَمْلُوْكِ غَنِيٍّ وَلَا اِلٰى وَلَدِ غَنِيٍّ اِذَا كَانَ صَغِيْرًا وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى صَغِيْرٍ فَقِيْرٍ لَا يَعْقِلُ اِلَّا اَنْ يَّدْفَعُ اِلٰى وَلِيِّهٖ

اور نہ اس سے میت کو کفن دیا جائے۔ اور نہ میت کا قرض ادا کیا جائے۔ اور نہ غلام کو آزاد کرنے کے لیے خرید اجائے اور مالدار کو زکوۃ نہ دی جائے۔ اور زکوۃ دینے والا اپنے باپ، دادا اور اگر ان سے اوپر بھی ہوں کو اپنے مال کی زکوۃ نہ دے اور نہ اپنے بیٹے، پوتے اور اگر چہ نیچے چلے جاؤ، کو نہ دے اپنی ماں اور بیوی کو بھی نہ دے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت اپنے شوہر کو زکوۃ نہ دے اور صاحبان فرماتے ہیں کہ عورت اپنے شوہر کو دے اور اپنے مکاتب اور غلام کو زکوۃ نہ دے اور زکوۃ نہ دے مالدار کے غلام اور مالدار کے بیٹے کو جبکہ وہ بچہ ہے۔ اور کمسن فقیر جو کہ عاقل نہ ہو اس کو زکوۃ نہ دی جائے مگر یہ کہ اس کے ولی کو دے

﴿غنی﴾ مالدار وہ ہے جو صاحب نصاب ہو

﴿علا﴾ یعنی پر دادا اور اس سے بھی اوپر ،زکوٰۃ دہندہ کی اصل وفروع میں جس پہ اس کی ذاتی منفعت پائی جاتی ہو زکوۃ نہیں لگتی اصل سے مراد ماں، دادا، نانا، نانی وغیرہ میں بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسے وغیرہ داخل ہیں سب میں علت امتناع وہی ذاتی منفعت ہے شوہر اپنی زوجہ کو نہ دے، یا زوجہ اپنے شوہر کو، مالک اپنے مملوک کو زکوۃ نہیں دے سکتا۔ واللہ اعلم۔ سوتیلے ماں باپ، خسر، ساس، بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، بھوپھی، خالہ، ماموں کو زکوۃ دینا جائز ہے (طحطاوی)

Marfat.com

وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ وَهُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَّاٰلُ عَبَّاسٍ وَّاٰلُ جَعْفَرٍ وَّاٰلُ عَقِيْلٍ وَّاٰلُ حَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ مَوَالِيْهِمْ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ اِذَا دَفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى رَجُلٍ بِظَنِّهٖ فَقِيْرًا ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ غَنِيٌّ اَوْ هَاشِمِيٌّ اَوْ كَافِرٌ اَوْ دَفَعَ فِىْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ اِلٰى فَقِيْرٍ ثُمَّ بَانَ اَنَّهٗ اِبْنُهٗ اَوْ اَبُوْهُ فَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ عَلَيْهِ اِعَادَةَ

اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہ دے اور وہ اولاد علی، اولاد عباس، اولاد جعفر، اولاد عقیل، اولاد حارث بن عبد المطلب اور ان کے غلام ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد فرماتے ہیں کہ جب کسی مرد کو فقیر جان کر زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ مالدار تھا یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا رات کے اندھیرے میں فقیر کو دی پھر پتہ چلا کہ وہ اس کا بیٹا یا باپ ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس پر زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔

﴿لایدفع﴾ سادات کرام کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ اور اس کی بحث :۔ بنی ہاشم اور ان کے خدمت گاروں کیلئے بھی متون اور کتب فقہ شریف اور احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ دینا منع ہے چونکہ فی زمانناہذا یہ مسئلہ بہت زیر بحث رہا ہے اس لئے اس پر کسی قدر وضاحت سے بحث کی جاتی ہے ہمارے نبی کریم ﷺ اولاد حضرت ہاشم سے ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ہاشم کی اولاد سے حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حارث وغیرہم تھے اس کے سوا جو اولاد ہاشم حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ جفاکار اور برسرپیکار رہی ان کو اس تقدس اور تعلق سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اولاد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت رسول ﷺ) کو سید اور اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہ کو (جو کہ غیر از بطن سیدہ خاتون جنت ہے) علوی کہا جاتا ہے ان کے علاوہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سگے چچا نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت حارث بن عبد المطلب تھے ان سب کی اولاد پر زکوٰۃ کا پیسہ ناجائز لکھا ہے (ہدایہ، مختصر، شرح وقایہ، در مختار، مسلم شریف، بخاری شریف) امتناع زکوٰۃ کا حکم تمام بنو ہاشم کے لئے ہے ان کی اولاد سے وہی لوگ تذللا

Marfat.com

خارج ہوئے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے جیسے ابولہب وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سیدہ خاتون جو حبالہ عقد اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب (ابن مطلب بن ہاشم) میں تھیں ان کی اولاد سے سلسلہ سیادت شروع ہوتا ہے اور اس میں تخصیص امتناع زکوۃ نہیں بلکہ اسی عمومیت کے تحت جو بنو ہاشم کے ساتھ مربوط ہے چونکہ انساب کا سلسلہ باپ کی طرف منتسب ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا نسب مبارک حدیث صحیحہ خاتون جنت کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے اس سلسلے سے منسلک جو سادات کہلاتے ہیں یہ تعلق ان کے متعلق کی جاتی ہے کہ انہیں زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح بخاری میں بروایت ادم بن ابی ایاس حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی نے زکوۃ کی آئی ہوئی کھجوروں میں سے ایک اٹھا کر منہ میں ڈال لی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا "کخ کخ لیطر حھا" "دور کر دور کر تا کہ پھینک دے اسے" اور فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے (بخاری باب مایذکر فی الصدقات للنبی ﷺ) دوسری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے راستے سے گزرتے ہوئے ایک کھجور پڑی دیکھی تو فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ زکوۃ کے مال سے ہوگی تو میں اسے کھا لیتا (مشکوۃ باب من لاتحل له الصدقة) عبد المطلب بن ربیعۃ سے روایت ہے کہ رحمتہ اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقہ یعنی زکوۃ لوگوں کی میل جو محمد ﷺ اور ان کی آل کے لئے حلال نہیں۔

Marfat.com

وَلَوْ دَفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى شَخْصٍ ثُمَّ ظَهَرَ اَنَّهٗ عَبْدُهٗ اَوْ مُكَاتَبُهٗ لَمْ يَجْزِفِىْ قَوْلِهِمْ جَمِيْعًا وَلَا يَجُوْزُ دَفْعُ الزَّكٰوةِ اِلٰى مَنْ يَّمْلِكُ نِصَابًا مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ وَيَجُوْزُ دَفْعُهَا اِلٰى مَنْ يَّمْلِكُ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاِنْكَانَ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا وَيُكْرَهُ نَقْلُ الزَّكٰوةِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ وَاِنَّمَا يُصْرَفُ صَدَقَةُ كُلِّ قَوْمٍ فِيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَّنْقُلَهَا الْاِنْسَانُ اِلٰى اَقْرَبَائِهِ الضُّعَفَاءِ اَوْ اِلٰى قَوْمٍ هُمْ اَحْوَجُ مِنْ اَهْلِ بَلَدِهٖ

اور اگر ایک شخص کو زکوۃ دی پھر ظاہر ہوا یہ کہ وہ اس کا غلام یا مکاتب ہے تو ان سب کے قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ اور اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں جو نصاب کا مالک ہو خواہ کوئی مال بھی ہو۔ اور جو نصاب سے کم کا مالک ہو تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگرچہ وہ تندرست اور کمانے والا ہو، اور زکوۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانا مکروہ ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ہر قوم کی زکوۃ انھی میں صرف کی جائے اگر زکوۃ والا ان میں سے ہو۔ مگر یہ کہ آدمی اپنے مفلس رشتہ داروں کے پاس زکوۃ لے جائے یا اس قوم کی طرف جو اس کے شہر والوں سے زیادہ محتاج ہوں

زکوۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ :۔ سونے چاندی برتن زیور سچا گوٹہ، ٹھپہ کناری سب پر زکوۃ واجب ہے

مسئلہ :۔ اگر آپ کے پاس مال نصاب مثلاً دو سو روپیہ رکھا تھا۔ اور سال پورا ہونے سے پہلے آپکو اور ایک سو روپیہ مل گیا۔ تو اب اس سو روپیہ کو حساب علیحدہ نہ رکھیں گے بلکہ یہ سو بھی پچھلے دو سو کے ساتھ ملکر نصاب میں آجائے گا خواہ اس پر پورا ایک سال گذرا ہو یا نہ۔

حکمت :۔ چونکہ سونا اور چاندی اصل خلقت کے اعتبار سے متعین ہو چکی ہیں۔ اس واسطے ان میں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو اہل وعیال پر خرچ کرنے کا قصد ہو یا نہ ہو۔ ان میں زکوۃ واجب ہو گی۔ بر خلاف اور مستثنیات کے کہ ان میں اگر نیت تجارت نہ ہو تو زکوۃ بھی نہیں

مسئلہ :۔ ٹھیکہ اور عاریت کی زمین کے حاصلات میں جبکہ وہ عشری (عشری اس زمین کو کہتے ہیں جو مسلمان بادشاہ نے کفار سے فتح کر کے مسلمانوں کو بانٹ دی ہو یا پہاڑی زمین جہاں پانی نہ پہنچے عشری کہلاتی ہے۔ ملاحظہ ہو خانیہ عالمگیری) ہو۔ زکوۃ واجب نہیں کیونکہ

Marfat.com

عشر کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھیکہ دار اور مستعیر ہے۔ مسئلہ :۔ زکوٰۃ کی شرائط میں یہ بھی کہ اس مال میں ملکیت تامہ ہو۔ اور تام ملک کے یہ معنی ہیں۔ کہ مال میں ملک و قبضہ دونوں موجود ہوں پھر جس مال میں ملکیت تو ہو پر قبضہ نہ ہو۔ مثلاً (مہر مؤجل) یا قبضہ بدوں ملک کے ہو جیسے مدیون کے مال دَین کی مقدار تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

تعارف :۔ زکوٰۃ کے حساب کے لیے قمری سال ہے نہ شمسی۔ اس کو سال ہلالی بھی کہتے ہیں اور بموجب علم ہیئت اس کے ۳۵۴ دن ، چھتیس گھڑی دس یوم یعنی بائیس وقفے ہوئے ہیں۔ (فتامل)

مسئلہ :۔ اگر آپ شروع اور آخر سال میں صاحب نصاب تھے لیکن درمیانی ایام میں مال گھٹتا گیا تو زکوٰۃ پورے سال کی واجب ہوگی۔

مسئلہ :۔ اگر وہ شخص جس پر زکوٰۃ واجب تھی مر گیا۔ تو علمائے احناف کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ زکوٰۃ بوجہ موت اس پر سے ساقط تصور ہوگی۔ لیکن اس کے ذمہ قیامت کا سخت مواخذہ باقی رہ گیا اور اگر یہ متوفی ادائیگی زکوٰۃ کی وصیت کر کے مرا ہے تو ورثاء کو چاہیے کہ میت کے ثلث مال سے زکوٰۃ ادا کر دیں بلکہ حضرت امام شافعی تو یہ فرماتے ہیں کہ نہ تو اس وقت وصیت کو دیکھا جائے۔ نہ ثلث مال کی تقدیر ضروری ہے بدوں وصیت (کممت کے) سارے مال سے اول زکوٰۃ نکالی جائے۔

مسئلہ :۔ مستحق کو بنام انعام، یا تقریب عید، بہ نیت زکوٰۃ رقم دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ :۔ اگر تمہارا کسی پر قرضہ چلا آتا ہے تو اب اس کو زکوٰۃ میں سے، مجرا نہیں کیا جاسکتا، یہ تو وہی مثال ہوگی "حلوائی کی دوکان اور لاجی کی فاتحہ" درست نہیں۔ البتہ فقہاء نے یہ حیلہ جائز قرار دیا ہے کہ آپ اس کو اپنے قرضہ کا مطالبہ کر کے وہ رقم واپس لے سکتے ہیں۔

مسئلہ :۔ آپکے پاس اس قدر چاندی ہے کہ (۳) تولہ زکوٰۃ کی چاندی نکلتی ہے اور فرض کریں کہ بازار میں (۳) تولہ چاندی کی قیمت دو (۲) روپیہ ہے آپ دو روپیہ کی رقم یعنی قیمت چاندی زکوٰۃ میں نہیں دے سکتے۔ کیونکہ دو روپیہ کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا نہیں یہ مسئلہ یاد رکھئے البتہ آپ دو روپیہ کا سونا، کپڑا یا کوئی اور چیز یا خود ۳ تولہ چاندی کر دے سکتے ہیں۔ جس سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی (شامی وغیرہ)

(رسالہ سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ مکمل ہوا)

Marfat.com

بَابُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ

صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِلنِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَ سِلَاحِهٖ وَ عَبِيْدِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَيُخْرِجُ ذٰلِكَ عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ اَوْلَادِهِ الصِّغَارِ وَعَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَلَا يُؤَدِّى عَنْ زَوْجَتِهٖ وَعَنْ اَوْلَادِهِ الْكِبَارِ وَاِنْ كَانُوْا فِىْ عِيَالِهٖ وَعَنْ عَبْدِهِ الْمَاذُوْنِ وَالْمُوْجِرَ وَعَبْدِهِ الْمُوْصٰى بِرَقَبَةٍ لَهٗ

صدقہ فطر

آزاد، مسلمان، بالغ، عاقل پر صدقہ فطر واجب ہے جبکہ نصاب کا مالک ہو۔ جو اس کے رہائشی گھر کپڑوں، سامان، گھوڑے، ہتھیار اور خدمت گار غلاموں سے زائد ہو۔ اور صدقہ فطر اپنی طرف سے اپنی کمسن اولاد اور اپنے خدمت گار غلاموں کی طرف سے ادا کرے گا۔ اپنی بیوی اور جوان اولاد کی طرف سے ادا نہ کرے۔ اگرچہ اس کے عیال میں شامل ہوں۔

﴿فطر﴾ فطر چھوٹی عید کو کہتے ہیں، اس موقع پر کچھ صدقہ کیا جاتا ہے ایک صدقہ معین ہے اور ایک غیر معین یہ صدقہ معین ہے جو کہ معین وقت پر مقرر مقدار میں دیا جاتا ہے۔ یہ صدقہ رمضان کے لیے ہوتا ہے تاکہ روزوں میں جو کمی ہے وہ اس سے پوری ہو جائے

﴿عیال﴾ فقہا فرماتے ہیں کہ جوان اولاد کی طرف سے بھی دے گا جبکہ وہ باروزگار نہ ہوں اور اس کی ذمہ داری ہوں

Marfat.com

وَ اِنْ كَانَ خِدْمَتُهٗ لِلْاٰخِرِ وَعَنْ عَبْدِ الْمَرْهُوْنِ اِنْ كَانَ لَهٗ وَفَآءٌ وَلَا يُخْرِجُ عَنْ مَكَاتِبِهٖ وَلَا عَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلتِّجَارَةِ وَالْعَبْدِ بَيْنَ الشَّرِيْكَيْنِ لَافِطْرَةَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمَا وَيُؤَدِّ ى الْمُسْلِمُ الْفِطْرَةَ عَنْ عَبْدِهِ الْكَافِرِوَ الْفِطْرَةُ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْصَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ قِيْمَتُهٗ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ وَالصَّاعُ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ خَمْسَةُ اَرْطَالٍ وَثُلُثُ رَطْلٍ بِالْحِجَازِيِّ وَوُجُوْبُ الْفِطْرَةِ يَتَعَلَّقُ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِىْ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ

اور نہ اپنے ماذون یا موجر کی طرف غلام کی طرف سے ادا کرے۔ اور نہ اپنے اس غلام کی طرف سے کہ جس کی گردن آزاد کرنے کے متعلق وصیت کی گئی ہو اگر ان کہ خدمت دوسرے کے لیے ہو۔ اور نہ اپنے اس غلام کی طرف سے جو مرھون ہو اگر اس کے پاس کافی مال ہو۔ اور صدقہ فطر اپنے مکاتب اور اپنے غلاموں کی طرف سے ادا نہ کرے جو تجارت کے لیے ہوں۔ ایک غلام جو دو شریکوں کا ہے تو ان دو میں سے کسی پر بھی اس کا صدقہ فطر نہیں ہے اور مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک صدقہ فطر گندم سے آدھا صاع یا کھجور سے ایک صاع یا جو یا میوے سے ایک صاع یا ان کی قیمت کے برابر ہے۔ اور صاع عراقی رطل کے اعتبار سے آٹھ رطل ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ پانچ رطل اور حجازی رطل کا تیسرا حصہ ہے۔ اور صدقہ فطر کا واجب ہونا یوم فطر کے دن صبح صادق کے نمودار ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَتَعَلَّقُ بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنْ اٰخِرِ يَوْمِ رَمَضَانَ وَمَنْ مَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْفِطْرَةُ عِنْدَنَا وَمَنْ اَسْلَمَ اَوْ وُلِدَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَمْ تَجِبُ الْفِطْرَةُ اِتِّفَاقًا وَالْمُسْتَحَبُّ لِلنَّاسِ اَنْ يُخْرِجُوا الْفِطْرَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ النَّاسُ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاِنْ قَدَّمُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ جَازَ عَنْهُمْ وَاِنْ اَخَّرُوْهَا مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ لَمْ تَسْقُطْ وَكَانَ عَلَيْهِمْ اِخْرَاجُهَا

اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے غروب آفتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس سے پہلے مر گیا تو ہمارے نزدیک اس پر فطرانہ واجب نہیں ہے اور جو صبح صادق کے بعد مسلمان ہوا یا پیدا ہوا تو بالاتفاق اس پر فطرانہ واجب نہیں ہے اور لوگوں کے لیے مستحب ہے یہ کہ فطر کے دن لوگوں کے عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے فطرانہ ادا کریں۔ پس اگر فطر کے دن سے پہلے فطرانہ دے دیا تو ان کی طرف سے جائز ہے اور اگر فطر کے دن سے موخر کرے تو صدقہ فطر ساقط نہیں ہو گا اور اس پر فطرانہ دینا لازم ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ الصَّوْمِ

اَلصَّوْمُ ضَرْبَانِ وَاجِبٌ وَّنَفْلٌ فَالْوَاجِبُ مِنْهُ ضَرْبَانِ اَحَدُهُمَا يَتَعَلَّقُ بِزَمَانٍ بِعَيْنِهٖ كَصَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالنَّذْرِ الْمُعَيَّنِ فَيَجُوْزُ صَوْمُهٗ بِنِيَّةٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاِنْ لَّمْ يَنْوِ حَتّٰى اَصْبَحَ فَنَوٰى اَجْزَتْهُ مَا بَيْنَ الصُّبْحِ وَبَيْنَ الزَّوَالِ وَالضَّرْبُ الثَّانِىْ مَا ثَبَتَ فِى الذِّمَّةِ كَقَضَآءِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالنَّذْرِ الَّذِىْ هُوَ غَيْرُ الْمُعَيَّنِ

روزہ کی کتاب

روزہ کی دو قسمیں ہیں واجب اور نفل۔ پس ان میں سے واجب کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک وقت معین سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے ماہ رمضان اور نذر معین کا روزہ ہے۔ پس رات ہی کو نیت کر لینے سے یہ روزہ جائز ہے۔ اور اگر صبح تک نیت نہیں کی تو صبح صادق اور زوال آفتاب کے درمیان نیت کر لینا جائز ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو ذمہ میں ثابت ہو جیسے قضا ماہ رمضان اور نذر غیر معین کا روزہ ہے۔

﴿صوم﴾ صوم کے معنی ہیں روزہ۔ صام۔ یصوم۔ صوما۔ صوم کا لغوی معنی امساک یعنی رک جانا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں عاقل، بالغ مسلمان کا روزے کی نیت سے صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا روزہ کہلاتا ہے۔

﴿واجب﴾ واجب بمعنی فرض کے ہے

﴿نذر المعین﴾ نذر معین کا روزہ بھی واجب ہے۔ کوئی نذر مانے کہ میں مقدمہ جیت جاؤں یا میرا بچہ تندرست ہو جائے یا اس طرح کئی اور باتیں تو میں تین دن، پانچ دن وغیرہ روزہ رکھوں گا۔

﴿قضاء﴾ کسی عذر کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے تو اب ان کی قضا لازم ہے۔ جان بوجھ کر توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے ﴿غیر المعین﴾ جس میں وقت متعین نہ ہو

Marfat.com

فَلَا يَجُوْزُ اِلَّا بِنِيَّةٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَ كَذٰلِكَ صَوْمُ الظِّهَارِ وَالْكَفَّارَاتِ وَالنَّفْلُ كُلُّهٗ يَجُوْزُ بِنِيَّةٍ مِّنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَيَنْبَغِيْ لِلنَّاسِ اَنْ يَّلْتَمِسُوا الْهِلَالَ فِيْ يَوْمِ التَّاسِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنْ رَأَوْهُ صَامُوْا وَ اِنْ غُمَّ الْهِلَالُ عَلَيْهِمْ اَكْمَلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامُوْا وَلَا يَصُوْمُ يَوْمَ الشَّكِّ اِلَّا تَطَوُّعًا وَمَنْ رَّاٰى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهٗ صَامَ

پس یہ جائز نہیں ہے مگر رات ہی کو نیت کر لینے سے۔ اور اسی طرح ظہار اور کفارے کے روزے ہیں۔ اور تمام نفلی روزے دن میں زوال سے پہلے نیت کر لینے سے جائز ہیں اور لوگوں کو چاہیے کہ شعبان کی انتیسویں (۲۹) کو چاند تلاش کریں پس اگر اسے دیکھ لیں تو روزہ رکھیں اور اگر ان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورا کر کے پھر روزہ رکھیں۔ اور شک کے دن روزہ نہ رکھیں مگر نفل کی نیت سے رکھیں۔ اور جس نے تنہا رمضان کا چاند دیکھا تو وہ روزہ رکھے

﴿من اللیل﴾ یعنی صبح صادق سے پہلے

﴿ظہار﴾ ظہار یعنی کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم میری ماں کی طرح ہو یا تمھاری پیٹھ میری ماں یا بہن کی طرح ہے تو اس پر ظہار کے روزے کفارہ کے طور پر رکھنے لازم ہیں

Marfat.com

وَإِنْ لَّمْ يَقْبَلِ الْإِمَامُ شَهَادَتَهٗ وَإِنْ أَفْطَرَ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَإِذَا كَانَ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ قَبِلَ الْإِمَامُ شَهَادَةَ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ رَجُلًا كَانَ أَوْ اِمْرَأَةً حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يَقْبَلِ الْإِمَامُ شَهَادَةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَمْعٌ كَثِيْرٌ يَقَعُ الْعِلْمُ بِخَبَرِهِمْ وَ وَقْتُ الصَّوْمِ مِنْ حِيْنِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِيْ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالصَّوْمُ هُوَ الْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ نَهَارًا مَعَ النِّيَّةِ

اگرچہ امام اس کی شہادت کو قبول نہ کرے اور اگر روزہ نہ رکھے تو ہمارے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔ اور اگر آسمان میں بادل و غبار ہو تو امام چاند دیکھنے کے متعلق شہادت قبول کرے ایک عادل کی چاہیے وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام ہو۔ اور اگر آسمان میں بادل و غبار نہ ہو تو امام شہادت قبول نہ کرے یہاں تک کہ ایک ایسی بڑی جماعت دیکھے کہ جن کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے۔ اور روزے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک ہے۔ اور روزہ دن کے وقت نیت کے ساتھ کھانے پینے اور صحبت کرنے سے رک جانے کا نام ہے۔

﴿عادل﴾ عادل جو مردود شہادت نہ ہو۔ یعنی زناکار، قاتل، قطاع الطریق یہ سب مردود شہادت ہیں جو سنت موکدہ کا پابند ہو۔ متبع شریعت ہو تو وہ عادل ہے۔

Marfat.com

فَإِنْ اَكَلَ الصَّآئِمُ اَوْ شَرِبَ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا لَمْ يُفْطِرُهُ فَإِنْ نَامَ فَاحْتَلِمَ اَوْ نَظَرَ
اِلٰى فَرْجِ امْرَأَةٍ بِشَهْوَةٍ فَاَنْزَلَ اَوِ ادَّهَنَ اَوِ احْتَجَمَ اَوِ اكْتَحَلَ اَوْ قَبَّلَ اَوْ اَصْبَحَ
جُنُبًا لَمْ يَفْطِرْهُ فَإِنْ اَنْزَلَ بِقُبْلَةٍ اَوْ لَمْسٍ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ دُوْنَ الْكَفَّارَةِ وَلَا بَأْسَ
بِالْمُلَامَسَةِ اَوْ بِالْقُبْلَةِ اِذَا اَمِنَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَيَكْرَهُ اِنْ لَّمْ يَاْمَنْ وَاِنْ ذَرَعَهُ الْقَئُ
مِلْأَ الْفَمِّ لَمْ يُفْطِرْ

اور اگر روزہ دار نے بھول کر کھالیا یا پی لیا یا مجامعت کرلی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اور اگر سونے میں احتلام ہو گیا یا عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت سے نظر کی پس انزال ہو گیا یا تیل لگایا یا سینگی لگائی یا سرمہ لگایا یا بوسہ لیا یا جنب کی حالت میں صبح کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اور اگر بوسہ یا چھونے سے انزال ہو تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔ چھونے اور بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ اپنے نفس پر اس کو اطمینان نہ ہو۔ اور مکروہ ہے اگر اطمینان ہو۔ اور اگر منہ بھر کر قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

Marfat.com

فَاِنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا مِلْأَ الْفَمِ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَمَنِ ابْتَلَعَ الْحَصَاةَ اَوِ الْحَدِيْدَ اَوِ النَّوَاةَ اَفْطَرَ وَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ دُوْنَ الْكَفَّارَةِ وَمَنْ جَامَعَ عَامِدًا فِیْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ اَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ مَا يُتَغَذّٰى بِهٖ اَوْ يُتَدَاوٰى بِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ وَالْكَفَّارَةُ مِثْلَ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَمَنْ جَامَعَ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ اَوِ الْبَهِيْمَةِ اَوْ قَبَّلَ اَوْ لَمَسَ زَوْجَتَهٗ فَاَنْزَلَ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

اور اگر جان بوجھ کر منہ بھر کرتے کی تو اس پر قضا لازم ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور اگر کوئی سنگریزہ یا لوہا یا کھجور کی گٹلی نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا لازم ہے اور کفارہ نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے جان بوجھ کر قُبل یا دُبر میں مجامعت کرلی یا کھالی یا پی لی وہ چیز جس سے غذا حاصل کی جاتی ہو یا جس سے دوائی کی جاتی ہو تو ظہار کے کفارہ کی مانند اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اور جس نے فرج کے سوا عورت کی کسی اور جگہ یا جانور سے مجامعت کی یا بیوی کو چھونے یا بوسہ لینے سے انزال ہو گیا تو اس پر قضا لازم ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

Marfat.com

وَلَيْسَ فِيْ اَفْسَادِ الصَّوْمِ فِيْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَّارَةٌ وَمَنِ احْتَقَنَ اَوِ اسْتَعَطَ اَوْاَقْطَرَ فِيْ اُذُنَيْهِ اَوْ دَاوٰى جَائِفَةً اَوْ اٰمَّةً بِدَوَآءٍ رَطْبٍ فَوَصَلَ الدَّوَآءُ اِلٰى جَوْفِهٖ اَوْ اِلٰى دِمَاغِهٖ اَفْطَرَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِنْ اَقْطَرَ فِيْ اِحْلِيْلِهٖ لَمْ يُفْطِرْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَّعِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ يُفْطِرُ وَمَنْ ذَاقَ شَيْئًا بِفَمِّهٖ اَوْ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُدْخِلْ لَمْ يُفْطِرْ

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ نہیں ہے۔اور جس نے حقنہ لیا یا ناک میں دوائی ڈالی یا کانوں میں قطرے ڈالے یا تر دوائی سے پیٹ یا سر کے زخم کا علاج کیا پس وہ دوائی پیٹ یا دماغ میں پہنچ گئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک روزہ ٹوٹ گیا۔اور اگر ذکر کے سوراخ میں دوائی ٹپکائی تو امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا۔اور امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جائے گا۔اور جس نے اپنے منہ یا زبان سے کچھ چکھا اور وہ چیز اندر داخل نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

﴿دواء﴾ اگر انجکشن لگایا اور دوائی دماغ یا پیٹ میں پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

﴿ذاق شیئا﴾ اگر کسی کا شوہر سخت مزاج ہے اور وہ ہانڈی کا نمک چکھ کر پھینک دیتی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

Marfat.com

وَيُكْرَهُ لَهٗ ذٰلِكَ وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَمْضُغَ لِصَبِيِّهَا الطَّعَامَ اِذَا كَانَ لَهَا بُدٌّ مِنْهُ وَ مَضْغُ الْعَلَكِ لَا يُفْطِرُ الصَّوْمَ وَلٰكِنْ يُكْرَهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا فِيْ رَمَضَانَ فَخَافَ اِنْ صَامَ زَادَ مَرَضُهٗ اَفْطَرَ وَقَضٰى وَاِنْ كَانَ مُسَافِرًا لَا يَضُرُّهُ الصَّوْمُ فَصَوْمُهٗ اَفْضَلُ وَاِنْ اَفْطَرَ الْمُسَافِرُ وَقَضٰى جَازَ وَاِنْ مَاتَ الْمَرِيْضُ وَ الْمُسَافِرُ وَ هُمَا عَلٰى حَالِهِمَا لَمْ يَلْزَمْهُمَا الْقَضَاءُ

اور یہ چکھنا اس کے لیے مکروہ ہے۔ اور عورت کے لیے مکروہ ہے کہ بلا ضرورت اپنے بچہ کے لیے کھانا چبا کر نرم کرلے۔ اور گوند کا چبانا روزہ نہیں توڑتا لیکن یہ مکروہ ہے۔ اور جو رمضان میں بیمار ہو اور ڈرتا ہو کہ اگر روزہ رکھے تو بیماری زیادہ ہو جائے گی۔ تو روزہ توڑ دے اور اس کی قضا کرے اور اگر ایسا مسافر ہے کہ روزہ اس کو ضرر نہیں پہنچاتا پس اس کا روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور اگر مسافر نے روزہ توڑ دیا اور اس کی قضا کرلی تو جائز ہے۔ اور اگر مریض اپنی حالت مرض اور مسافر اپنی حالت سفر میں مر جائیں تو ان دونوں پر قضا لازم نہیں ہے

Marfat.com

وَ اِنْ صَحَّ الْمَرِيْضُ اَوْ اَقَامَ الْمُسَافِرُ ثُمَّ مَاتَا لَزِمَهُمَا الْقَضَآءُ بِقَدْرِ الصِّحَّةِ وَ الْاِقَامَةِ وَ قَضَاءُ رَمَضَانَ اِنْ شَآءَ فَرَّقَهٗ وَ اِنْ شَآءَ تَتَابَعَهٗ فَاِنْ اَخَّرَ الصَّوْمَ حَتّٰى دَخَلَ رَمَضَانُ الثَّانِيْ صَامَ رَمَضَانَ الثَّانِيْ وَ قَضَى الْاَوَّلَ بَعْدَهٗ وَ لَا فِدْيَةَ عَلَيْهِ وَ الْحَامِلُ وَ الْمُرْضِعُ اِذَا خَافَتَا عَلٰى وَلَدِهِمَا اَوْ عَلٰى نَفْسِهِمَا اَفْطَرَتَا وَ قَضَتَا وَ لَا فِدْيَةَ عَلَيْهِمَا وَ الشَّيْخُ الْفَانِيْ الَّذِيْ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ يُفْطِرُ وَ يُطْعِمُ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا كَمَا يُطْعِمُ فِيْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ

اور اگر بیمار تندرست ہو گیا یا مسافر اقامت پذیر ہو گیا پھر مر گیا۔ تو صحت اور اقامت کے حساب سے ان پر قضاء لازم ہے۔ اور رمضان کی قضا اگر چاہے وقفے وقفے سے رکھے یا مسلسل رکھے پس اگر روزہ کو مؤخر کر دیا حتی کہ دوسرا رمضان آگیا تو دوسرے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد پہلے رمضان کی قضا کر لے۔ اور اس پر کچھ فدیہ نہیں ہے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو جب اپنے بچوں یا اپنی جانوں کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھیں اور قضا کریں اور ان دونوں پر فدیہ نہیں ہے۔ اور بہت بوڑھا آدمی جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو روزہ نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے جیسے ظہار کے کفارے میں کھلایا جاتا ہے۔

﴿فدیہ﴾ فدیہ وہ دے گا جس کو طبیب نے ساری عمر کے لیے روزے سے منع کر دیا ہو، جو تندرست ہو سکتا ہے اس پر قضا ہے

Marfat.com

وَمَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ قَضَآءُ رَمَضَانَ فَاَوْصٰى بِهٖ اَطْعَمَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ وَمَنْ دَخَلَ فِيْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ اَوْ فِيْ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ ثُمَّ اَفْسَدَهُمَا قَضَاهُمَا وَاِذَا بَلَغَ الصَّبِيُّ اَوْ اَسْلَمَ الْكَافِرُ فِيْ رَمَضَانَ بَعْدَ الزَّوَالِ اَمْسَكَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَصَامَا بَعْدَهٗ وَلَمْ يَقْضِيَا مَامَضٰى مِنْهُمَا وَمَنْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَمْ يَقْضِ الْيَوْمَ الَّذِيْ حَدَثَ فِيْهِ الْاِغْمَآءُ وَقَضٰى مَا بَعْدَهٗ وَاِذَا اَفَاقَ الْمَجْنُوْنُ فِيْ بَعْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ قَضٰى مَا مَضٰى مِنْهُ

اور جو شخص مر جائے اور اس پر رمضان کی قضا ہو پس اس نے قضا کی وصیت کی تو اس کی طرف سے اس کا ولی ہر دن ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو یا ایک صاع میوے کے برابر دے دے۔ اور جو شخص نفلی روزے یا نماز میں داخل ہوا پھر اسے توڑ دیا تو ان دونوں کی قضا کرے۔ اور جب رمضان میں زوال کے بعد بچہ بالغ ہو جائے یا کافر مسلمان ہو جائے تو باقی دن رکے رہیں۔ اور اس دن کے بعد روزہ رکھیں اور اس دن اور اس سے پہلے روزے کی قضا نہ کریں۔ اور جو ماہ رمضان میں بے ہوش ہو گیا تو جس دن بے ہوشی واقع ہوئی اس روزہ کی قضا نہ کرے اور اس کے بعد کے روزے کی قضا کرے۔ اور جب پاگل رمضان کے کچھ حصے میں تندرست ہو گیا تو گذر جانے والے روزوں کی قضا کرے۔

﴿طعم﴾ اس کو اسقاط بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

وَإِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ أَوْ نَفِسَتْ أَفْطَرَتْ وَقَضَتْ إِذَا طَهُرَتْ وَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهَا وَإِذَا قَامَ الْمُسَافِرُ وَطَهُرَتِ الْحَائِضُ فِي بَعْضِ النَّهَارِ أَمْسَكَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَمَنْ تَسَحَّرَ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ الْفَجْرَ لَمْ يَطْلُعْ أَوْ أَفْطَرَ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَرَبَتْ ثُمَّ تَبَيَّنَ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ أَوْ أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَغْرُبْ قَضٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَمَنْ رَّاٰى هِلَالَ الْفِطْرِ وَحْدَهُ لَمْ يُفْطِرْ وَإِذَا كَانَ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يَقْبَلِ الْإِمَامُ فِي هِلَالِ الْفِطْرِ إِلَّا شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يَقْبَلِ الْإِمَامُ إِلَّا شَهَادَةَ جَمْعٍ كَثِيرٍ يَقَعُ الْعِلْمُ بِخَبَرِهِمْ

اور جب عورت حائضہ یا نفاس والی ہو جائے تو روزہ توڑ دے اور قضا کرے اور اس پر فدیہ نہیں ہے۔ اور جب دن کے بعض حصہ میں مسافر اقامت گزین یا حائضہ پاک ہو جائے۔ تو باقی دن کھانے پینے سے رک جائیں۔ اور جس نے اس گمان میں سحری کی کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوئی یا ان گمان میں افطار کیا کہ سورج ڈوب گیا پھر ظاہر ہوا کہ بے شک صبح صادق طلوع ہو چکا ہے یا یہ کہ سورج غروب نہیں ہوا ہے تو اس دن کی قضا کرے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔ اور جس نے تنہا عید کا چاند دیکھا تو روزہ ترک نہ کرے اور جب آسمان میں بادل و غبار ہو تو امام عید کے چاند کے متعلق قبول نہ کرے مگر دو مردوں کی شہادت یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت۔ اور اگر آسمان میں ابر و غبار نہ ہو تو امام قبول نہ کرے مگر جمع غفیر کی شہادت کہ ان کی خبر سے یقینی علم واقع ہو جائے۔

Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اَلْاِعْتِكَافُ مُسْتَحَبٌّ وَهُوَ اللَّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ بِنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ وَيُحَرَّمُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ الْوَطْئُ وَ اللَّمْسُ وَ الْقُبْلَةُ وَاِنْ اَنْزَلَ بِالْقُبْلَةِ اَوِ اللَّمْسِ فَسَدَ اِعْتِكَافِهِ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ صَوْمٌ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِيِّ اَوِ الْجُمُعَةِ وَاِنْ خَرَجَ لِغَيْرِهِمَا تَفْسُدُ الْاِعْتِكَافُ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ وَ عِنْدَهُمَا لَا تَفْسُدُ اِلَّا اِذَا كَانَ اَكْثَرَ النَّهَارِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ

اعتکاف

اعتکاف مستحب ہے۔ مسجد میں روزے کی حالت مین اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنا اعتکاف ہے۔اور معتکف پر صحبت کرنا، چھونا اور چومنا حرام ہے۔ اور اگر چھونے یا چومنے کے ساتھ انزال ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور اس پر قضا لازم ہو جائیگی۔ اور مسجد سے نہ نکلے مگر انسانی ضرورت یا جمعہ کی نماز کے لیے نکل سکتا ہے اور اگر ان امور کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نکلا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہو گا جبکہ دن کے اکثر حصے میں مسجد سے باہر ہو تو فاسد ہو جائے گا

﴿**اعتکاف**﴾ اعتکاف کا معنی ہے ٹھہرنا، رکنا، قیام کرنا۔ اصطلاح معنی ہیں کہ نیت کے ساتھ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ایسی مسجد میں جہاں پانچ وقتوں کی نماز ہوتی ہو رک جانا یا قیام کرنا۔ یہ سنت اعتکاف ہے۔ اور نفلی اعتکاف ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک اور عصر سے مغرب تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ سکتا ہے ﴿**لحاجة الانسانی**﴾ حاجت انسانی یعنی چھوٹے یا بڑے پیشاب کیلیے یا فرض غسل کے لیے داڑھی مونڈھنے کے لیے مسجد سے نکلنا خلاف سنت ہے

﴿**الجمعة**﴾ یہ حاجت شرعی ہے

Marfat.com

وَلَابَاْسَ بِاَنْ يَّبِيْعَ اَوْ يَشْتَرِىْ فِى الْمَسْجِدِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّحْضُرَ السِّلْعَةَ وَلَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا بِخَيْرٍ وَيُكْرَهُ لَهُ الصُّمْتُ فَاِنْ جَامَعَ الْمُعْتَكِفُ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا عَامِدًا اَوْ نَاسِيًا بَطَلَ اِعْتِكَافُهُ وَمَنْ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ اِعْتِكَافَ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَزِمَتْهُ اِعْتِكَافُهَا بِلَيَالِيْهَا وَكَانَتْ مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَّمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ

اور مسجد میں سامان لائے بغیر خرید و فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ہمیشہ اچھی بات کہے۔ اور معتکف کے لیے خاموش رہنا مکروہ ہے۔ اور اگر معتکف نے رات یا دن کے وقت جان بوجھ کر یا بھول کر مجامعت کرلی تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا اور جس نے چند دنوں کا اعتکاف اپنے نفس پر واجب کرلیا تو اس پر ان دنوں کا اعتکاف مع ان کی راتوں کے واجب ہے۔ اور ان ایام کا اعتکاف لگاتار واجب ہے اگرچہ وہ لگاتار اعتکاف کی شرط نہ لگائے

﴿بخیر﴾ یعنی غیبت، جھوٹ، فحش کلامی سے بچے

﴿متتابعة﴾ یعنی مسلسل اعتکاف کرے گا یہ نہیں کرے گا کہ ایک دن اعتکاف کرے اور دوسرے دن گھر چلا جائے اور تیسرے دن پھر اعتکاف کرے۔

Marfat.com

كِتَابُ الْحَجّ

اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْاَحْرَارِ الْبَالِغِيْنَ الْعُقَلَاءِ الْاَصِحَّاءِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حج کا بیان

مسلمانوں میں سے آزاد بالغ و عاقل اور تندرست پر حج واجب ہے۔

﴿حج﴾ کالغوی معنی کسی معظم چیز کا ارادہ کرنا، قصد کرنا، چلنا۔ اصطلاح میں مخصوص دنوں میں، مخصوص لباس کے ساتھ، مخصوص ارکان کا مخصوص مقامات میں ادا کرنا حج ہے۔ مخصوص دن یعنی ایام حج، مخصوص لباس یعنی احرام، مخصوص ارکان یعنی قیام مزدلفہ، منی، عرفات وغیرہ بیت اللہ شریف کا حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور یہ ہر اس عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس اس قدر سرمایہ ہو کہ وہ حج کے سفر کے اخراجات برداشت کر سکے نیز اپنے گھر والوں کے لئے اتنی رقم چھوڑ جائے جو اس کی واپسی تک ان کے اخراجات پورے کر سکے اور پھر حج پر جانے والے کو حج کے ضروری احکام اور بنیادی باتوں کے متعلق علم ہو۔

﴿واجب﴾ واجبات حج کا بیان درجہ ذیل ہیں

(۱) احرام باندھنا کر میقات سے گزرنا (انڈیا و پاکستان والوں کے لئے یلملم مقام میقات ہے)

(۲) طواف قدوم۔ یعنی مکہ مکرمہ میں داخلے کے بعد سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا مسنون ہے۔

(۳) سعی کرنا یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا (۴) سعی کی ابتداء کوہ صفا سے کرنا

(۵) غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا اور یہاں پر ظہر و عصر کی نماز یکجا کر کے پڑھنا

(۶) مزدلفہ میں قیام اور یہاں پر مغرب و عشاء کی نماز یکجا ادا کرنا

(۷) رمی جمار یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنا (۸) قربانی کرنا

(۹) حلق یا تقصیر کرنا یعنی سر منڈوانا یا بال کتروانا

(۱۰) طواف وداع یعنی مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت آخری بار طواف کرنا

(۱۱) ترتیب یعنی مندرجہ بالا واجبات کی ادائیگی میں ترتیب قائم کرنا

﴿علی الاحرار﴾ یعنی آزاد پر حج واجب ہے غلام، نابالغ اور مجنون نکل گئے

Marfat.com

اِذَا قَدَرُوْا عَلَى الزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ فَاضِلًا عَنْ مَّسْكَنِهٖ كَالْخَادِمِ وَ اَثَاثِ الْبَيْتِ وَثِيَابِهٖ وَمَالَا بُدَّمِنْهُ وَعَنْ نَفَقَةِ عَيَالِهٖ اِلٰى حِيْنَ عَوْدِهٖ وَ كَانَ الطَّرِيْقُ اٰمِنًا وَيُعْتَبَرُ لِلْمَرْاَةِ اَنْ يَّكُوْنَ لَهَا مَحْرَمٌ تَحِجُّ بِهٖ اَوْ زَوْجٌ وَلَا يَجُوْزُ لَهَا اَنْ تُحِجَّ بِغَيْرِهِمَا اِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا فَصَاعِدًا

جبکہ وہ اس خرچہ اور سواری کی طاقت رکھتے ہوں جو ان کے گھر سے زاید ہوں جیسے خادم، گھر کا سامان، کپڑے اور وہ چیز جو از حد ضروری ہے۔ اور ان کے لوٹنے تک ان کے عیال کے نفقہ سے بھی زاید ہو لے۔ اور راستہ پر امن ہو۔ اور عورت کے لیے محرم کا ہونا معتبر ہے کہ جس کے ساتھ حج کرے یا شوہر کا ہونا معتبر ہے۔ اور عورت کے لیے ان دونوں کے بغیر حج کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن اور رات یا زیادہ کا سفر ہو۔

﴿محرم﴾ محرم یعنی جس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ بھائی، چچا، ماموں،

Marfat.com

وَالْمَوَاقِيْتُ الَّتِيْ لَايَجُوْزُ اَنْ يَّتَجَاوَزَهَا الْاِنْسَانُ اِلَّا مُحْرِمًا خَمْسَةُ مَوَاضِعَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُوالْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتُ عِرْقٍ وَلِاَهْلِ الشَّامِ جُحْفَةُ وَلِاَهْلِ النَّجْدِ قَرْنٌ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ عَلٰى هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ جَازَ وَمَنْ كَانَ مَنْزِلُهٗ دَاخِلَ الْمِيْقَاتِ فَوَقْتُهُ الْحِلُّ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْحَرَمِ وَمَنْ كَانَ بِمَكَّةَ فَمِيْقَاتُهٗ فِي الْحَجِّ الْحَرَمُ وَفِي الْعُمْرَةِ الْحِلُّ

اور وہ مقامات کہ جن سے انسان کا بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے پانچ ہیں۔ اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ ہے اور اہل عراق کے لیے ذات عرق ہے اور اہل شام کے لیے جحفہ ہے اور اہل نجد کے لیے قرن ہے اور اہل یمن کے لیے یلملم ہے اگر ان مواقیت سے پہلے احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔ اور جس شخص کا گھر ان مواقیت کے اندر ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ وہ حل ہے جو اس کے اور حرم کے درمیان واقع ہے۔ اور جو شخص مکہ میں ہو تو اس کا میقات حج میں حرم اور عمرہ میں حل ہے۔

﴿یلملم﴾ یلملم کے مقام سے حج تمتع کی نیت کرے یعنی حج تمتع میں عمرہ و حج دونوں شامل ہوتے ہیں۔ مگر صرف عمرہ کا احرام باندھ کر اس کی نیت کرے اور حج کی نیت نہ کرے ورنہ حج قران ہو جائے گا تمتع نہیں رہے گا۔ اہل ہند کے لیے یلملم ہے یہ مقام عدن میں واقع ہے آج کل کا زمانہ تو ہوائی جہازوں کا ہے جس کی وجہ مواقیت کا پتہ لگانا مشکل ہے اس لیے اگر کراچی سے یا جہاں ہے وہیں سے احرام باندھ لے تو جائز ہے

﴿حل﴾ حل سے حرم کی زمین شروع ہو جاتی ہے اس مقام پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احرام باندھا تھا۔ وہاں پر مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی واقع ہے

Marfat.com

وَاِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ تَوَضَّاَ اَوِ اغْتَسَلَ وَالْغُسْلُ اَفْضَلُ وَيَلْبِسُ ثَوْبَيْنِ جَدِيْدَيْنِ اَوْ غَسِيْلَيْنِ اِزَارًا وَّ رِدَاءً وَيَمَسُّ الطِّيْبَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ فَاِنْ كَانَ مُفْرِدًا بِالْحَجِّ يَنْوِيْ بِتَلْبِيَةِ الْحَجِّ وَصِفَةُ التَّلْبِيَةِ اَنْ يَّقُوْلَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وضو یا غسل کرے اور غسل افضل ہے پھر دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنے، ان میں ایک تہبند اور ایک چادر ہے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو لگائے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور نماز کے بعد کہے اے اللہ جل جلالہ بے شک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس اس کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔ اگر حج افراد کرنے والا ہو تو تلبیہ کے ساتھ حج کی نیت کرے۔ اور تلبیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کہے **لبیک اللھم لبیک** الخ کی صفت یہ کہنا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ جل جلالہ میں تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ہر قسم کی تعریف اور ہر قسم کا انعام تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

﴿احرام﴾ یہ دو سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے ایک چادر سے تہبند کا کام لیا جاتا ہے یعنی لنگی باندھ لی جاتی ہے جبکہ دوسری چادر جسم کے باقی حصے پر لپیٹ لی جاتی ہے اور سر و چہرہ کو برہنہ رکھا جاتا ہے۔

﴿تلبیہ﴾ یہ تلبیہ اس وقت تک کہے گا کہ جب تک کعبۃ اللہ کو دیکھ نہ لے۔ یہ تلبیہ مقام میقات سے شروع کرے گا اور مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف پر نظر پڑنے تک اسے جاری رکھے گا

Marfat.com

وَيَنبَغِي اَنْ لَّا يَحُطَّ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَاِنْ زَادَ فِيهَا جَازَ فَاِذَا لَبّٰى فَقَدْ اَحْرَمَ فَلْيَتَّقِ مَا نَهَى اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الرَّفَثِ وَالْفُسُوقِ وَ الْجِدَالِ وَلَا يَقْتُلُ صَيْدًا وَلَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ وَلَا يَدُلُّ عَلَيْهِ وَلَا يَلْبَسُ قَمِيصًا وَّلَا سَرَاوِيلَ وَلَا عِمَامَةً وَلَا قَلَنْسُوَةً وَّلَا قَبَاءً وَّلَا خُفَّيْنِ اِلَّآ اَنْ لَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَيَقْطَعُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يُغَطِّيْ رَأْسَهٗ وَلَا وَجْهَهٗ وَلَا يَمُسُّ طِيبًا وَلَا يَحْلِقُ رَأْسَهٗ وَلَا شَعْرَ بَدَنِهٖ

اور ان کلمات میں سے کچھ بھی کم نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر ان میں زیادہ کرے تو جائز ہے پس جب تلبیہ پڑھ لیا تو محرم ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جن امور سے منع فرمایا ہے ان سے بچے یعنی بے ہودہ بات، گناہ اور لڑائی۔ اور جانور شکار نہ کرے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ اس کے متعلق بتلائے اور قمیص و پاجامہ نہ پہنے۔ اور پگڑی نہ باندھے اور نہ ٹوپی پہنے اور چغہ نہ پہنے اور موزے نہ پہنے مگر یہ کہ جوتے نہ پائے تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔ اور سر و چہرہ نہ ڈھانپے۔ اور خوشبو نہ ملے اور اپنے سر اور بدن کے کسی بال کو نہ مونڈھے

﴿ مانهى الله تعالى﴾ احرام باندھنے کے بعد درج ذیل امور سے مکمل باز رہیں

(۱) جنسی و بے ہودہ گفتگو اور مباشرت سے پرہیز کرے۔

(۲) لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ اور سخت کلامی نہ کرے

(۳) کسی بھی قسم کا شکار نہ کرے اور نہ ہی شکاری کی امداد کرے یہاں تک کہ مکھی، مچھر اور جوں کو بھی نہ مارے البتہ موذی اور ضرر پہنچانے والے جیسے سانپ، بچھو، چوہے اور کتے وغیرہ پر وار کر سکتا ہے۔

(۴) دستانے، جرابے یا موزے نہ پہنے اور جوتے بھی ایسے پہنے جن سے پاؤں کی پشت یعنی اوپر والا حصہ برہنہ ہو

(۵) ناخن اور بال وغیرہ نہ کاٹے، کنگھی وغیرہ کرنے سے بھی پرہیز کرے

Marfat.com

(۶) خوشبو یا تیل وغیرہ نہ لگائے (۷) زیر ناف اور زیر بغل بال کاٹنے سے پرہیز کرے

(۸) صابن وغیرہ کے ساتھ سر یا داڑھی کو نہ دھوئے (۹) سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے البتہ خواتین پہن سکتی ہیں (۹) حرم شریف کے درختوں پودوں اور گھاس وغیرہ کو کاٹنے سے پرہیز کرے اور حرم شریف کے پرندوں کو بھی نہ ڈرائے نہ بھگائے

﴿ صیدا ﴾ کسی بھی قسم کا شکار نہ کرے اور نہ ہی شکاری کی امداد کرے یہاں تک کہ مکھی، مچھر اور جوں کو بھی نہ مارے البتہ موذی اور ضرر پہنچانے والے جیسے سانپ، بچھو، چوہے اور کتے وغیرہ پر وار کر سکتا ہے۔

﴿ ولا یلبس ﴾ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے البتہ خواتین پہن سکتی ہیں

Marfat.com

وَلَا يُقَلِّمُ اَظْفَارَهُ وَلَا يَقُصُّ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ وَلَا يَلْبِسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ وَلَا بِزَعْفَرَانٍ وَلَا بِعُصْفُرٍ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ غَسِيْلًا لَايَنْفُضُ وَلَا بَأْسَ بِاَنْ يَغْتَسِلَ وَ يَدْخُلَ فِي الْحَمَّامِ وَ يَسْتَظِلَّ بِالْبَيْتِ وَالْمِحْمِلِ وَيَشُدَّ فِيْ وَسْطِهِ الْهِمْيَانَ وَلَا يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَلَا لِحْيَتَهٗ بِالْخِطْمِيِّ وَيُكْثِرُ مِنَ التَّلْبِيَةِ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ وَكُلَّمَا عَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رُكْبَانًا وَبِالْاَسْحَارِ

اور ناخن نہ کاٹے اور داڑھی و مونچھیں نہ تراشے۔ اور ورس، زعفران اور عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے مگر یہ کہ دھلے ہوئے ہوں اور بو نہ ہو۔ اور غسل کرنے، حمام میں داخل ہونے، گھر اور کجاوہ کا سایہ لینے اور کمر کے درمیان میں ھمیانی باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اپنے سر اور داڑھی کو گل خیرو کے ساتھ نہ دھوئے۔ اور نماز کے بعد اور جب بھی اونچی جگہ پڑ چڑھے یا میدان میں اترے یا سواروں سے ملے اور صبح کے وقت کثرت سے تلبیہ پڑھے۔

﴿ھمیان﴾ یہ چمڑے کی تھیلی ہوتی ہے

﴿خطمی﴾ ہم اسے گل خیرو کہتے ہیں۔ اس سے پانی میں خوشبو اور لیس پیدا ہو جاتی ہے

Marfat.com

فَاِذَا دَخَلَ فِیْ مَکَّۃَ اِبْتَدَءَ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاِذَا عَایَنَ الْبَیْتَ کَبَّرَ وَھَلَّلَ ثُمَّ اِبْتَدَءَ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَاسْتَقْبَلَہٗ وَ کَبَّرَ وَھَلَّلَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاسْتَلَمَہٗ وَ قَبَّلَہٗ اِنِ اسْتَطَاعَ مِنْ غَیْرِاَنْ یُّؤْذِیَ مُسْلِمًا ثُمَّ اَخَذَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ مِمَّا یَلِی الْبَابَ وَقَدِ اضْطَبَعَ بِرِدَائِہٖ قَبْلَ ذٰلِکَ وَ الْاِضْطِبَاعُ اَنْ یَّجْعَلَ رِدَائَہٗ تَحْتَ اِبِطِہِ الْاَیْمَنِ فَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ وَّجَعَلَ طَوَافَہٗ مِنْ وَّرَآءِ الْحَطِیْمِ

اور جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو مسجد حرام سے شروع کرے پس جب اللہ تعالیٰ کے گھر کو دیکھے تو تکبیر و تہلیل کہے پھر حجر اسود سے شروع کرے پس اس کی جانب منہ کر کے تکبیر و تہلیل کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور اگر کسی مسلمان کو تکلیف دیئے بغیر ممکن ہو تو حجر اسود کو چھوئے اور چومے۔ پھر اپنی دائیں جانب سے شروع کرے جہاں دروازہ ہے۔ اور طواف سے پہلے اپنی چادر کا اضطباع کرے۔ اور چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لپیٹنا اضطباع کہلاتا ہے۔ پس خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کرے۔ اور حطیم کے باہر سے طواف کرے

﴿ھلل﴾ تہلیل یعنی لاالہ الااللہ کہے

﴿طواف﴾ طواف کی نیت :۔ اے اللہ میں خاص تیری رضا کے لئے بیت اللہ شریف کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرما اور اسے میری طرف سے قبول فرما

طواف کا طریقہ :۔ طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرے اگر ممکن ہو تو اسے بوسہ دے اگر ہجوم زیادہ ہو تو بوسہ دینے کی بجائے استلام کرے یعنی دور سے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چوم لے اور یہ کلمہ مبارکہ پڑھے۔

بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا للہ واللہ اکبر وللہ لحمد ط

طواف کے درمیان یہ کلمہ مبارکہ اور دیگر دعائیں پڑھتا رہے اور جب رکن یمانی کے سامنے پہنچے تو وہاں سے حجر اسود تک یہ دعا پڑھتا رہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ط وادخلنا الجنۃ مع الابرار ط یا عزیز یا غفار

Marfat.com

اور جب دوسرے چکر میں حجر اسود کے سامنے پہنچے تو اسی طرح بسم اللہ پڑھ کر استلام کرے اور جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو وہی دعا پڑھتا رہے اس طرح سات چکر پورے کرے لیکن ایک بات کا خیال رکھے کہ ابتدائی تین چکروں میں دائیں بازو کو برہنہ کر کے چادر بائیں کندھے پر اوڑھ کر اپنی طاقت کے مطابق اکڑ کر چلے باقی چار چکر اپنی عام چال کے مطابق پورے کرے اور اس تمام طواف کے دوران ذکر الٰہی درود شریف اور دعائیں پڑھتا رہے طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ملتزم یعنی حجر اسود اور باب الکعبہ کے درمیان دیوار کے ساتھ لپٹ کر دعائیں مانگے اور مقام زمزم پر آکر خوب آب زمزم پیئے یہاں تک کہ سیر ہو جائے پھر سعی کرے۔

Marfat.com

وَ يَرْمُلُ فِی الْاَشْوَاطِ الثَّلٰثَةِ الْاُوَلِ وَیَمْشِیْ فِیْمَابَقِیَ عَلٰی هَیْئَتِهٖ وَیَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّبِهٖ اِنِ اسْتَطَاعَ وَیَخْتِمُ بِاسْتِلَامِ الْحَجَرِ ثُمَّ یَاْتِیْ مَقَامَ اِبْرَاهِیْمَ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ اَوْحَیْثُ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهٰذَ الطَّوَافُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ وَلَیْسَ بِوَاجِبٍ وَلَیْسَ عَلٰی اَهْلِ مَكَّةَ طَوَافُ الْقُدُوْمِ ثُمَّ یَخْرُجُ اِلَی الصَّفَا فَیَصْعَدُ عَلَیْهَا وَیَسْتَقْبِلُ الْبَیْتَ وَیُكَبِّرُ وَیُهَلِّلُ وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَیَدْعُو اللّٰهُ تَعَالٰی لِحَاجَتِهٖ

اور پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور باقی چکروں میں اپنے طریقے سے چلے۔ اور اگر طاقت رکھتا ہے تو حجر کا استلام کرے جتنی مرتبہ بھی اس کے پاس سے گذرے۔ اور طواف کو استلام حجر کے ساتھ ختم کرے۔ پھر مقام ابراہیم پر یا جس جگہ میں موقع ملے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور یہ طواف، طواف قدوم ہے اور یہ سنت ہے اور واجب نہیں ہے اور اہل مکہ پر طواف قدوم نہیں ہے پھر صفا کی طرف جائے اور اس پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرے اور تکبیر و تہلیل کہے۔ اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

﴿مقام ابراهیم﴾ جہاں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے قدموں کے نشانات ہیں یعنی مقام ابراہیم کے محاذ میں جہاں بھی جگہ مل جائے

﴿طوافِ قدوم﴾ یعنی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا مسنون ہے۔

﴿الی الصفا﴾ سعی کی نیت :۔ اے اللہ میں خالص تیری رضا کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں تو اسے مجھ پر آسان فرما اور تو اسے میری طرف سے قبول فرما۔

Marfat.com

وَيَنحَطُّ نَحوَ الْمَرْوَةِ وَيَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى بَطْنِ الْوَادِىْ يَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعْيًا ثُمَّ يَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ حَتّٰى يَأْتِى الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا وَهٰذَا شَوْطٌ وَاحِدٌ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَبْدَءُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ حَرَامًا وَّيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهٗ وَيُصَلِّىْ بَعْدَ كُلِّ سَبْعَةِ اَشْوَاطٍ رَكْعَتَيْنِ

پھر مروہ کی جانب جائے۔ اور اپنی چال سے چلے پس جب وادی کے وسط میں پہنچے تو دو سبز نشانوں کے درمیان تیز دوڑے پھر اپنی چال سے چلے یہاں تک مروہ پہنچ جائے۔ پس اس پر چڑھے اور وہی کام کرے جو اس نے صفا پر کیا۔ اور یہ ایک چکر ہے۔ پس اس قسم کے سات چکر لگائے۔ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔ پھر حالت احرام میں مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے اور جب بھی اس کا جی چاہے خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور ہر سات چکروں کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

﴿المروۃ﴾ سعی کا طریقہ :۔ سعی کی ابتداء کوہ صفا سے کرنا چاہیے اور کوہ صفا کے پتھروں پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے اور نیت کر کے دعائیں کرتا ہوا اپنی عام مناسب چال سے کوہ مروہ کی طرف روانہ ہو جائے جب سبز بتیوں والے نشان پر پہنچے تو یہاں سے دوڑنا شروع کر دے اور سبز بتیوں کے دوسرے نشان تک دوڑتا چلا جائے اور اس کے بعد پھر اپنی مناسب رفتار سے چلتے ہوئے کوہ مروہ پر آئے تو یہ ایک چکر پورا ہو جائے گا چنانچہ کوہ مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے اور مروہ سے صفا کی طرف دوسرے چکر کے لئے روانہ ہو جائے پھر سبز بتیوں کے نشان سے دوسرے نشان تک دوڑتا ہوا جائے اور بعد ازاں اپنی عام رفتار سے چلتا ہوا کوہ صفا پر آئے تو یہ دوسرا چکر پورا ہو جائے گا اسی طرح سات چکر پورے کرے گویا صفا سے شروع کرے گا اور مروہ پر ختم کرے گا اس عرصے میں اپنے ماں، باپ، پیر استاد، رشتہ داروں دوستوں اولاد اور تمام امت کے لئے دعائیں مانگتا رہے سعی سے فراغت حاصل کر کے حلق کروائے یعنی سر منڈوائے یا تقصیر کرے یعنی بال کتروائے عورت کے لئے ایک یا دو بال کاٹنے کافی ہیں حجامت بنوانے کے بعد احرام کھول لے اور اپنے کپڑے پہن لے اور اس طرح حج تمتع کرنے والے کا عمرہ پورا ہو گیا اور اس پر احرام کے تمام پابندیاں بھی ختم ہو گئیں اب یہ میقات سے باہر نہیں جائے گا اپنے کپڑوں میں یہ آٹھ ذوالحجہ تک طواف بیت اللہ قرآن کریم کی تلاوت، نوافل، ذکر الٰہی درود شریف اور دیگر عبادات و دعاؤں میں مشغول رہے کیونکہ یہ موقع بڑا غنیمت ہے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

Marfat.com

فَإِذَا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ يَخْطُبُ الْإِمَامُ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا الْخُرُوْجَ إِلَى مِنًا وَالصَّلٰوةَ بِعَرَفَاتٍ وَالْوُقُوْفَ بِعَرَفَةَ وَالْإِفَاضَةَ فَإِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ بِمَكَّةَ خَرَجَ إِلَى مِنًا فَأَقَامَ بِهَا حَتّٰى يُصَلِّي الْفَجْرَ مِنْ يَوْمِ الْعَرَفَةِ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ إِلَى عَرَفَاتٍ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَيُقِيْمُ بِهَا

پس جب یوم ترویہ سے ایک دن پہلے ہو تو امام دو خطبہ پڑھے جن میں لوگوں کو منیٰ کی طرف نکلنا، عرفات میں نماز پڑھنا، وقوف عرفات، اور طواف افاضہ کرنا سکھلائے۔ پس جب یوم ترویہ کو مکہ میں صبح کی نماز پڑھ لے تو منیٰ کی طرف نکلے پس وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ عرفہ کے دن کی نماز فجر سیاہی میں پڑھے پھر طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی طرف متوجہ ہو پس وہاں ٹھہرے

﴿یوم الترویۃ﴾ یہ حج کا پہلا دن اور آٹھ ذوالحجہ ہے اس روز فجر کے بعد احرام باندھ کر بیت اللہ شریف آئے دو رکعت نفل ادا کرے اگر طواف کرے تو بہتر ہے نہ کرے تب بھی اختیار رکھتا ہے اور پھر تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک الخ کہتا ہوا منی کی طرف چل پڑے یہاں پر مسجد خیف میں پانچ نمازیں ادا کرے یعنی ظہر، عصر، مغرب و عشاء اور نو ذوالحجہ کی نماز فجر۔

﴿یوم العرفہ﴾ نو ذوالحجہ کو جب سورج بلند ہو جائے تو منی سے میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائے اور مسجد نمرہ میں پہنچ کر خطبہ سنے جسے خطبہ حج کہا جاتا ہے اور اس کی بعد ظہر و عصر کی نمازیں یکجا باجماعت ادا کرے جسے جمع بین الصلوتین کہتے ہیں اور پھر میدان عرفات یا جبل رحمت پر وقوف کرے یعنی غروب آفتاب تک یہاں پر ٹھہرے غروب آفتاب تک دعاؤں ذکر الٰہی اور استغفار میں مشغول رہے یاد رہے کہ تلبیۃ میدان عرفات میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے اور یہاں پر خطبہ حج کا سننا ظہر و عصر کی یکجا نمازیں پڑھنا اور غروب آفتاب تک ٹھہرنا حج کا مرکزی اور اہم ترین رکن ہے

﴿افاضۃ﴾ یعنی عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانا۔

Marfat.com

وَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَيَبْدَءُ الْإِمَامُ بِالْخُطْبَةِ فَيَخْطُبُ بِالنَّاسِ خُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهِمَا الْوُقُوفَ وَالصَّلٰوةَ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ وَرَمْيَ الْجِمَارِ وَالنَّحْرِ وَالْحَلْقَ وَطَوَافَ الزِّيَارَةِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ بِاَذَانٍ وَاِقَامَتَيْنِ وَمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ فِي رَحْلِهٖ وَحْدَهٗ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا فِي وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ

اور جب عرفہ کے دن سورج ڈھل جائے تو امام ظہر کے وقت لوگوں کو ظہر و عصر کی نماز پڑھائے اور امام خطبہ سے شروع کرے۔ پس نماز سے پہلے لوگوں کو دو خطبے دے جس میں عرفہ ومزدلفہ میں وقوف کرنا اور نماز پڑھنا، پتھر مارنا، قربانی کرنا، سر منڈانا، اور طواف زیارت کرنا سکھائے۔ پھر ظہر کے وقت ان کو ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ اور جس نے اپنی جگہ پر تنہا نماز ظہر پڑھی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر و عصر میں سے ہر ایک کو اپنے وقت میں پڑھے

﴿المزدلفة﴾ مزدلفہ کی روانگی :۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو جائے گا اور نماز مغرب نہ یہاں پڑھے گا نہ ہی راستے میں بلکہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں یکجا ادا کرے گا اور رات کا کچھ حصہ عبادت کر کے سو جائے گا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد یہاں سے کھجور کے گٹھلی کی مانند چھوٹی چھوٹی ستر (۷۰) کنکریاں جمع کرے گا جن کے ساتھ رمی جمار کرے گا اور جب سفیدی اچھی طرح پھیل جائے تو طلوع آفتاب سے چند منٹ قبل دس ذوالحجہ کو مزدلفہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

﴿اقامیتن﴾ ایک اقامت ظہر کی نماز کے لیے اور دوسری عصر کی نماز کے لیے

Marfat.com

عِنْدَهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا الْمُنْفَرِدُ اَيْضًا ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمَوْقِفِ فَيَقِفُ بِقُرْبِ الْجَبَلِ وَعَرَفَاتُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنُ عُرَنَةَ وَيَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّقِفَ بِعَرَفَةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَدْعُو اللّٰهَ وَيُعَلِّمَ النَّاسَ الْمَنَاسِكَ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّغْتَسِلَ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةٍ وَيَجْتَهِدَ فِي الدُّعَآءِ فَاِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهٗ عَلٰى هَيْئَتِهِمْ حَتّٰى يَأْتُوا الْمُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُوْنَ وَيَبِيْتُوْنَ فِيْهَا

اور صاحبین کے نزدیک تنہا پڑھنے والا بھی ان دو نمازوں کی جمع کرے پھر موقف کی طرف متوجہ ہو پس جبل رحمت کے قریب ٹھہرے۔ اور سوائے بطن عرفہ کے تمام عرفات موقف ہے۔ اور امام کو عرفہ میں اپنی سواری پر وقوف کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور لوگوں کو مناسک حج سکھائے۔ اور عرفہ میں وقوف سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ اور خوب دعا کرے۔ پس جب غروب ہو جائے تو امام اور اس کے ہمراہ لوگ بھی اپنی اپنی چال پر روانہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں آجائیں۔ پس وہاں اتریں اور رات بسر کریں۔

﴿موقف﴾ یعنی عرفات وہ مقام جہاں ٹھہرا جائے اور حضور ﷺ نے اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا

Marfat.com

وَالْمُسْتَحَبُّ اَنْ يَّنزِلُوْا بِقُرْبِ الْجَبَلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْمِيْقَدَةُ يُقَالُ لَهٗ قُزَحُ وَيُصَلِّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِىْ بِاِقَامَتَيْنِ وَمَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ فِى الطَّرِيْقِ لَمْ يَجُزْ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَّمُحَمَّدٍ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يُجْزِيْهِ وَقَدْ اَسَآءَ فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَّوْمِ النَّحْرِ صَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ وَقَفَ الْاِمَامُ وَوَقَفَ النَّاسُ مَعَهٗ فَدَعَا

اور پہاڑ کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے کہ جس پر میقدہ ہے اور اسے قزح کہا جاتا ہے اور ہمارے نزدیک امام لوگوں کو مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھائے اور امام شافعی کے نزدیک دو اقامتوں کے ساتھ۔ اور جس نے راستے میں مغرب کی نماز پڑھی تو امام ابو حنیفہ وامام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اس کے لیے جائز ہے البتہ وہ گناہگار ہے۔ پس جب عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو ستاروں کی چمک میں صبح کی نماز پڑھائے پھر امام اور لوگ ٹھہریں اور دعا کریں۔

﴿المیقدۃ﴾ یہ جبل قزح پر ایک مقام ہے جس میں ایام جاہلیت میں لوگ آگ جلایا کرتے تھے (اللباب فی شرح الکتاب)

﴿قزح﴾ یہ پہاڑ اونچا ہے اس لیے قزح کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قزح مرتفع کے معنی میں ہے۔ (اللباب)

Marfat.com

وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنِ مُحَسِّرٍ ثُمَّ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَاْتُوْا مِنٰى وَيَبْتَدِءُ بِجَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ بِسَبْعِ حِصَاتٍ مِثْلَ حِصَى الْخَذْفِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حِصَاةٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَّةَ مَعَ اَوَّلِ حِصَاةٍ ثُمَّ يَذْبَحُ اِنْ وَجَدَ ثُمَّ يَحْلِقُ اَوْ يَقْصِرُ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ وَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ

اور سوائے بطن محسّر کے تمام مزدلفہ موقف ہے۔ پس جب سورج طلوع ہو تو امام اور لوگ روانہ ہو جائیں یہاں تک کہ منیٰ میں آجائیں اور جمرہ عقبہ سے ابتداء کرے۔ پس وادی کے وسط سے چھوٹی کنکریوں کی مانند سات کنکریاں اس کو مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے قریب نہ ٹھہرے اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ بند کر دے۔ پھر قربانی کرے اگر پائے۔ پھر سر منڈوائے یا بال کتروائے اور سر منڈوانا افضل ہے۔ تحقیق اب ہر چیز اس کے لیے حلال ہو گئی مگر عورتوں کے قریب جانا۔

﴿**حصیات**﴾ کنکری مارنے کے ساتھ ''بسم اللہ اللہ اکبر'' پڑھتا جائے گا

﴿**رمئی جمار**﴾ منیٰ میں پہنچ کر اسی دن یعنی دس ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ یعنی پہلے شیطان کو سات کنکریاں مارے گا باقی دونوں شیطانوں کو اس دن کنکریاں نہ مارے بلکہ اگلے دن یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو پہلے، دوسرے اور تیسرے تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں روزانہ مارے گا اور ہر ایک کنکری مارتے وقت یہ پڑھے گا۔ بسم اللہ اللہ اکبر لاحول ولاقوۃ الا باللہ ط بہتر یہ ہے کہ رمئی جمار زوال آفتاب کے بعد کرے۔

﴿**یذبح**﴾ دس ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ یعنی صرف پہلے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد حسب توفیق قربانی کرے گا اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ ﴿**حلق**﴾ قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حلق کروائے یعنی سر منڈوائے یا تقصیر کروائے یعنی بال کتروائے اور احرام کھول کر اپنے کپڑے پہن لے اس طرح احرام کی تمام پابندیاں سوائے بیوی کے ساتھ مباشرت ختم ہو جاتی ہیں

Marfat.com

ثُمَّ يَأْتِیْ مَکَّةَ مِنْ یَوْمِهٖ ذٰلِكَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ فَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ طَوَافَ الزِّیَارَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَاِنْ کَانَ قَدَّمَ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِیْبَ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لَمْ یَرْمُلْ فِیْ هٰذَا الطَّوَافِ وَلَا سَعْیَ عَلَیْهِ اَیْضًا وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ قَدَّمَ السَّعْیَ یَرْمُلُ فِیْ هٰذَا الطَّوَافِ وَیَسْعٰی مَا بَعْدَهٗ عَلٰی مَا قَدَّمْنَا وَ قَدْحَلَّ لَهُ النِّسَآءُ وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْمَفْرُوْضُ فِی الْحَجِّ

پھر اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن مکہ مکرمہ آئے۔ پس اللہ کے گھر کا سات چکر طواف زیارت کرے۔ پس اگر طواف قدوم کے بعد صفاومروہ کے درمیان سعی کی تھی تو طواف زیارت کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر نہ چلے۔ اور اس پر سعی بھی نہیں ہے۔ اور اگر پہلے سعی نہیں کی تھی تو اس طواف میں اکڑ کے چلے اور اس طریقہ پر سعی بھی کرے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ اور تحقیق اب اس کے لیے عورتیں حلال ہوگئیں۔ اور یہی طواف حج میں فرض ہے

﴿طواف زیارت﴾ حلق یا تقصیر کروانے کے بعد اپنے کپڑوں میں بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور طواف کے ساتوں چکر اسی طرح پوری کرے جس طرح ابتداء میں بتایا جا چکا ہے طواف کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے محاذ میں ادا کرے اور ملتزم پر آکر دعا کرے اور پھر خوب سیر ہو کر آب زمزم پیئے اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور اسی دن واپس منیٰ آئے یہاں پر دو تین دن قیام کرے اور ہر روز زوال آفتاب کے بعد رمی جمار کرے جس کا ذکر کیا جا چکا ہے منیٰ میں دو یا تین دن گزارنے کے بعد یہ واپس بیت اللہ شریف آئے اور طواف وداع کرے اب یہ حلال ہے یعنی میقات سے باہر جا سکتا ہے یہ حج تمتع کا طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ اگر حج کے دوران حاجی صاحب سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے مثلاً احرام کے دوران سلے ہوئے کپڑے پہن لئے، سر کو ڈھانپ لیا، بال کٹوائے، ناخن کاٹے، خوشبو کا استعمال کیا یا حرم شریف کے درخت، پودے یا گھاس کاٹی یا پرندوں کا شکار کیا تو اس جرم کے بدلے میں اسے ایک جانور کی قربانی کرنا پڑے گی اور اس قربانی کا گوشت وہ خود استعمال نہیں کرے گا۔

Marfat.com

وَالْفَرَائِضُ فِی الْحَجِّ ثَلٰثَةٌ طَوَافُ الزِّيَارَةِ وَالْاِحْرَامُ وَالْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ وَيُكْرَهُ تَاخِيْرُهُ عَنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ فَاِنْ اَخَّرَهُ عَنْهَا لَزِمَهُ دَمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَا شَیْءَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَعُوْدُ اِلٰی مِنٰی فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِیْ مِنْ اَيَّامِ النَّحْرِ رَمَی الْجِمَارَ الثَّلٰثَ يُبْدَءُ بِالَّتِیْ يَلِی الْمَسْجِدَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَيَقِفُ عِنْدَهَا فَيَدْعُوْا ثُمَّ الَّتِیْ تَلِيْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا وَيَدْعُوْا

اور حج کے تین فرائض ہیں۔ طواف زیارت احرام اور عرفہ میں ٹھہرنا۔ اور طواف زیارت کو ان ایام سے موخر کرنا مکروہ ہے۔ پس اگر اسے ان ایام سے موخر کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک اس پر کچھ بھی لازم نہیں پھر منیٰ لوٹ جائے اور اس میں قیام کرے پس جب قربانی کے دوسرے دن سورج ڈھل جائے تو تینوں جمرات کو کنکریاں مارے ۔ اور اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد خیف کے ساتھ ہے۔ پس اس سے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے پاس رکے اور دعا کرے۔ پھر اس کے برابر والے جمرہ کو پہلے کی مانند کنکریاں مارے اور اس کے پاس ٹھہر کر دعا کرے۔ پھر اس کے برابر والے جمرہ کو پہلے کی مانند کنکریاں مارے۔ اور اس کے پاس ٹھہر کر دعا کرے

﴿**الفرائض فی الحج**﴾(۱) نیت کرنا (۲) احرام باندھنا (۳) عرفات کا وقوف کرنا (۴) طواف زیارت کرنا (۵) ترتیب کا قائم رکھنا، یعنی ان فرائض کو اپنے اپنے مقررہ وقت پر ترتیب کے مطابق ادا کرنا۔

﴿**دم**﴾ دم یعنی حرم کی زمین پر جانور قربان کرنا۔

Marfat.com

ثُمَّ يَرْمِیْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ كَذٰلِكَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُيَرْمِی الْجِمَارَ الثَّلٰثَ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ كَذٰلِكَ فَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرَ اِلٰی مَكَّةَ وَلَا شَیْئَ عَلَيْهِ وَاِنْ اَرَادَ اَنْ يُقِيْمَ بِمِنٰی رَمَی الْجِمَارَ الثَّلٰثَ فِی الْيَوْمِ الرَّابِعِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ كَذٰلِكَ (فَاِنْ قَدَّمَ الرَّمْیَ) فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ قَبْلَ الزَّوَالِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَايَجُوْزُ وَيُكْرَهُ اَنْ يُقَدِّمَ الْاِنْسَانُ ثِقْلَهُ اِلٰی مَكَّةَ وَيُقِيْمَ بِمِنٰی حَتّٰی يَرْمِیْ

پھر پہلے دونوں کی طرح جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے۔ پس جب اگلا دن ہو تو سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ پس جب مکہ جلدی جانے کا ارادہ کرے تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔ پس جب منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو چوتھے دن، سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ اور اگر اس دن زوال سے پہلے اور طلوع فجر کے بعد رمی کی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں۔ اور مکہ کی جانب اپنا سامان پہلے بھیج دینا اور خود منیٰ میں کنکریوں کے مارنے تک ٹھہرنا مکروہ ہے۔

﴿فان قدم الرمی﴾ اگر یوم نحر کے چوتھے روز یعنی تیرہویں تاریخ میں رمی زوالِ شمس سے پہلے کرے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یہی مروی ہے، صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔

Marfat.com

فَاِذَا نَفَرَ اِلٰی مَکَّۃَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَکَّۃَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لَا یَرْمُلُ فِیْھَا وَلَا یَسْعٰی وَھٰذَا طَوَافُ الصَّدْرِ وَھُوَ وَاجِبٌ عِنْدَنَا اِلَّا عَلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ ثُمَّ یَعُوْدَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَدْخُلِ الْمُحْرِمُ مَکَّۃَ وَتَوَجَّہَ اِلٰی عَرَفَاتٍ وَوَقَفَ بِھَا عَلٰی مَاقَدَّمْنَاہُ فَقَدْ سَقَطَ عَنْہُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ لِتَرْکِہٖ وَمَنْ اَدْرَکَ الْوُقُوْفَ بِعَرَفَۃَ مَا بَیْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ یَّوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ اَدْرَکَ الْحَجَّ

پس جب مکہ مکرمہ کی جانب آئے تو محصب کی گھاٹی میں اترے پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور سات چکر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرے۔ اور اس میں اکڑ کر نہ چلے اور نہ سعی کرے۔ اور یہ طواف، طواف صدر ہے جو ہمارے نزدیک واجب ہے مگر اہل مکہ پر واجب نہیں ہے۔ پھر حاجی اپنے گھر والوں کی طرف واپس چلا جائے۔ اور اگر محرم مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہو اور عرفات چلا جائے تو وہاں اس طرح ٹھہرے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے پس تحقیق اس سے طواف قدوم ساقط ہو گیا۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے اس پر کچھ بھی لازم نہیں آتا ہے۔ اور جس نے عرفہ کے دن زوال سورج سے قربانی کے دن طلوع فجر تک وقوف عرفہ پا لیا۔ پس اس نے حج کو پالیا۔

﴿محصب﴾ کی مسجد میں حضور نے نماز پڑھی تھی

﴿طواف الصدر﴾ مکہ معظّمہ سے رخصتی کے وقت بلا رمل و سعی سات چکر طواف کرے جس کو طواف صدر یا طواف وداع کہتے ہیں،

Marfat.com

وَمَنْ فَاتَهُ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنِ اجْتَازَ بِعَرَفَةَ وَهُوَ نَائِمٌ اَوْ مُغْمٰى عَلَيْهِ اَوْ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّهَا عَرَفَةُ اَجْزَاَهُ ذٰلِكَ عَنِ الْوُقُوْفِ وَالْمَرْاَةُ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ كَالرَّجُلِ غَيْرَ اَنَّهَا تَلْبِسُ الْقَمِيْصَ وَلَا تَكْشِفُ رَاْسَهَا وَتَكْشِفُ وَجْهَهَا وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَّةِ وَلَا تَرْمُلُ فِي الطَّوَافِ وَلَا تَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ وَلَا تَحْلِقُ رَاْسَهَا وَلٰكِنْ تُقَصِّرُ وَلَا تَنْزِعُ الْمُخِيْطُ

اور جس سے رات کا وقوف عرفہ فوت ہو گیا پس تحقیق اس سے حج فوت ہو گیا اور جو شخص سونے یا بے ہوشی کی حالت میں یا وہ نہیں جانتا کہ یہ عرفہ ہے عرفہ سے گذر جائے تو اس کو یہ وقوف عرفہ سے کافی ہے۔ اور عورت ان تمام احکام میں مرد کی طرح ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ قمیص پہنے اور اپنا سر نہ کھولے اور اپنا چہرہ کھلا رکھے اور تلبیہ میں اپنی آواز بلند نہ کرے اور طواف میں اکڑ کر نہ چلے اور دو سبز نشانوں کے درمیان نہ دوڑے اور نہ سر منڈوائے بلکہ بال کتروائے اور سلے ہوئے کپڑے نہ اتارے۔

Marfat.com

بَابُ الْقِرَانُ

اَلْقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ وَالْاِفْرَادِ عِنْدَنَا وَصِفَةُ الْقِرَانِ اَنْ يُّهِلَّ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ مَعًا مِنَ الْمِيقَاتِ وَاَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَالِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ اِبْتَدَءَ بِالطَّوَافِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلٰثَةِ الْاُوْلِ مِنْهَا وَيَمْشِيْ فِيْمَا بَقِيَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ وَيَسْعٰى بَعْدَهَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَهٰذِهٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَعْدَ السَّعْيِ طَوَافَ الْقُدُوْمِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِلْحَجِّ كَمَا بَيَّنَّا فِي الْمُفْرِدِ

حج قران

ہمارے نزدیک تمتع اور افراد سے قران افضل ہے۔ اور قران کی تعریف یہ ہے کہ میقات سے عمرہ وحج کے لیے اکٹھا احرام باندھے اور دو رکعت نماز پڑھے اور نماز کے بعد کہے اے اللہ! میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں وہ دونوں میرے لیے آسان فرما اور ان کو میری طرف سے قبول فرما۔ پس جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو عمرہ سے ابتداء کرے پس سات چکر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرے۔ پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور باقی میں اپنی چال پر چلے اور اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پس یہ عمرہ کے افعال ہیں۔ پھر سعی کے بعد طواف یعنی سات چکروں میں طواف قدوم کرے اور صفا و مروہ کے درمیان حج کے لئے سعی کرے جیسا کہ ہم نے حج مفرد میں بیان کیا۔

Marfat.com

فَاِذَا رَمَی الْجِمَارَ یَوْمَ النَّحْرِ ذَبَحَ شَاۃً اَوْ بَقَرَۃً اَوْ بُدْنَۃً اَوْ سُبْعَ بَقَرَۃٍ فَھٰذَا دَمُ الْقِرَانِ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ مَا یَذْبَحُ صَامَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ اٰخِرُھَا یَوْمُ عَرَفَۃَ فَاِنْ فَاتَہُ الصَّوْمُ حَتّٰی مَضٰی یَوْمَ النَّحْرِ لَمْ یُجْزِہٖ اِلَّا الدَّمَ ثُمَّ یَصُوْمُ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاِنْ صَامَھَا بِمَکَّۃَ بَعْدَ فَرَاغِہٖ مِنَ الْحَجِّ جَازَ وَاِنْ لَّمْ یَدْخُلِ الْقَارِنُ بِمَکَّۃَ وَتَوَجَّہَ اِلٰی عَرَفَاتٍ فَقَدْ صَارَ رَافِضًا لِعُمْرَتِہٖ بِالْوُقُوْفِ وَقَدْ سَقَطَ عَنْہُ دَمُ الْقِرَانِ وَ عَلَیْہِ دَمٌ لِرَفْضِ الْعُمْرَۃِ وَعَلَیْہِ قَضَآءُھَا

اور جب قربانی کے دن جمرات کو کنکریاں مار چکے تو بکری یا گائے یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ذبح کرے پس یہ قران کا دم ہے۔ اور اگر اس کے پاس ذبح کا جانور نہ ہو تو حج کے ایام میں تین روزے رکھے جن میں آخری روزہ عرفہ کے دن کا ہو۔ پس اگر اس سے روزہ رہ گیا یہاں تک کہ قربانی کا دن گذر گیا تو اس کے لیے دم کے علاوہ کچھ جائز نہیں پھر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹنے کے بعد سات دن روزہ رکھے۔ اور اگر حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں یہ روزے رکھے تو جائز ہے۔ اور اگر قارن مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوا اور عرفات کی متوجہ ہوا تو بلا شبہ عرفات میں وقوف کرنے سے تارک عمرہ ہو گیا۔ اور بے شک دم قران اس سے ساقط اور باطل ہو گیا۔ اور اس پر ترک عمرہ کی وجہ سے دم لازم ہے نیز اس پر عمرہ کی قضا بھی لازم ہے

﴿**بدنہ**﴾ یہاں بدنہ عام ہے اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے

Marfat.com

بَابُ التَّمَتُّعِ

اَلتَّمَتُّعُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَفْرَادِ عِنْدَنَا وَالْمُتَمَتِّعُ عَلٰى وَجْهَيْنِ مُتَمَتِّعٌ يَسُوْقُ الْهَدْىَ وَمُتَمَتِّعٌ لَا يَسُوْقُ الْهَدْىَ وَ صِفَةُ التَّمَتُّعِ اَنْ يَّبْدِءَ مِنَ الْمِيْقَاتِ فَيُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ وَ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوْفُ لَهَا سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَرْمِلُ فِى الثَّلٰثَةِ الْاُوَلِ مِنْهَا وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَيَحْلِقُ اَوْ يَقْصُرَ وَ الْحَلْقُ اَفْضَلُ فَقَدْ حَلَّ مِنَ الْعُمْرَةِ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَّةَ اِذَا اَبْتَدَءَ بِالطَّوَافِ

حج تمتع

ہمارے نزدیک تمتع ، افراد سے افضل ہے۔ اور حج تمتع کرنے والے کی دو اقسام ہیں۔ ایک متمتع وہ جو قربانی کا جانور ساتھ لے جائے۔ اور ایک وہ جو قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جائے۔ اور تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے شروع کرے پس عمرہ کے لیے احرام باندھے اور مکہ معظّمہ میں داخل ہوکر عمرہ کا سات چکر طواف کرے۔ اور ان میں سے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر سر منڈوائے یا بال ترشوائے۔ اور سر منڈوانا افضل ہے۔ پس وہ عمرہ سے فارغ ہو گیا اور جب طواف کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کرے۔ پس وہ عمرہ سے فارغ ہو گیا اور جب طواف شروع کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کردے۔

﴿ تمتع ﴾ اس میں عمرہ اور حج دونوں ہوتے ہیں جب عمرہ کر لیتے ہیں تو احرام کھول لیتے ہیں مگر میقات سے باہر نہیں نکلے اور پھر آٹھ (۸) ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھتے ہیں

﴿ حل ﴾ یعنی احرام میں جو کام حرام تھے اب حلال ہو جائیں گے۔

Marfat.com

فَيُقِيمُ بِمَكَّةَ حَلاَ لاً فَإِذَا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَفْعَلُ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ الْمُفْرِدُ وَ عَلَيْهِ دَمُ التَّمَتُّعِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَمَتِّعُ أَنْ يَّسُوْقَ الْهَدْيَ أَحْرَمَ وَسَاقَ الْهَدْيَ فَإِنْ كَانَتْ بُدْنَةً قَلَّدَهَا بِمَزَادَةٍ أَوْ نَعْلٍ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَشْعَرَ الْبُدْنَةَ عِنْدَ أَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَهُوَ أَنْ يَّشُقَّ سَنَامَهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ (وَلاَ يُشْعِرُ) عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ

پس مکہ مکرمہ میں حلال ہو کر ٹھہرا رہے۔ جب یوم ترویہ ہو تو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھے اور وہی کچھ کرے جو مفرد حج کرنے والے کرتے ہیں۔ اور اس پر دم تمتع ہے اور اگر قربانی کا جانور نہ پائے تو حج کے ایام میں تین روزے اور جب گھر لوٹ آئے تو سات روزے رکھے۔ پس جب تمتع میں قربانی کا جانور لے جانے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے اور قربانی کا جانور لے جائے اور اگر اونٹ ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی گردن میں پرانا مشکیزہ یا جوتے کا پٹہ ڈالا جائے۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اونٹ کو اشعار کرے۔ اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کی دائیں یا بائیں جانب زخم لگائے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اشعار نہ کرے۔

﴿ **ولا یشعر** ﴾ امام صاحب نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس کو مکروہ اس لئے کہا ہے کہ اس کو ہر شخص خوب نہیں کر پاتا عموماً ایسا ہوتا ہے کہ گوشت اور ہڈی کو صدمہ پہنچ جاتا ہے ہاں اگر کوئی اچھی طرح اشعار جانتا ہو اور گوشت اور ہڈی کو صدمہ پہنچائے بغیر اشعار کر سکتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسا اشعار مستحب ہے (طحطاوی)

Marfat.com

فَاِذَا دَخَلَ بِمَكَّةَ طَافَ وَسَعٰى وَلَمْ يَتَحَلَّلْ حَتّٰى يُحْرِمَ بِالْحَجِّ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ قَبْلَهُ جَازَ وَعَلَيْهِ دَمُ التَّمَتُّعِ فَاِذَا حَلَقَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَدْ حَلَّ مِنَ الْاِحْرَامَيْنِ وَلَيْسَ لِاَهْلِ مَكَّةَ تَمَتُّعٌ وَلَا قِرَانٌ وَاِنَّمَا لَهُمُ الْاِفْرَادُ خَاصَّةً فَاِذَا عَادَ الْمُتَمَتِّعُ اِلٰى اَهْلِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْعُمْرَةِ وَلَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ بَطَلَ تَمَتُّعُهُ وَمَنْ اَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْوَاطٍ

اور جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف اور سعی کرے۔اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ یوم ترویہ حج کا احرام باندھے ،اور اگر یوم ترویہ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے اور اس پر دم تمتع لازم ہے پس جب قربانی کے دن سر منڈوائے تو دونوں احراموں سے فارغ ہو گیا۔اہل مکہ لیے حج تمتع اور قران نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ ان کے لیے صرف حج افراد ہے اور جب متمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر لوٹ آئے اور وہ قربانی کا جانور نہیں لے کر گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا۔اور جس نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پس چار چکروں سے کم خانہ کعبہ کا طواف کیا

﴿اشھر الحج﴾ یعنی شوال ،ذی قعد اور ذی الحج کی ستر ھویں تاریخ تک۔

﴿قبل﴾ یعنی ۳۰ رمضان المبارک کو عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر چار چکروں سے کم طواف کیا اور حج کے مہینے شروع ہو گئے۔

Marfat.com

ثُمَّ دَخَلَتْ اَشْهُرُ الْحَجِّ فَتَمَّمَهَا وَاَحْرَمَ بِالْحَجِّ كَانَ مُتَمَتِّعًا وَاِنْ طَافَ لِعُمْرَتِهٖ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ فَصَاعِدًا ثُمَّ دَخَلَ اَشْهُرُ الْحَجِّ ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهٖ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مُتَمَتِّعًا وَاَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَ ذُوالْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ بِالْحَجِّ عَلَيْهَا جَازَ اِحْرَامُهٗ وَانْعَقَدَ حَجًّا وَاِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ اغْتَسَلَتْ وَاَحْرَمَتْ وَصَنَعَتْ كَمَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرَ وَاِنْ حَاضَتْ بَعْدَ الْوُقُوْفِ وَبَعْدَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ انْصَرَفَتْ مِنْ مَكَّةَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا لِتَرْكِ طَوَافِ الصَّدْرِ

پھر حج کے مہینے شروع ہو گئے تو طواف پورا کرے اور حج کا احرام باندھ لے تو متمتع ہو گیا۔ اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے چار چکر یا زیادہ عمرہ کا طواف کیا۔ پھر حج کے مہینے شروع ہو گئے اور اسی سال حج کیا تو متمتع نہ ہوا۔ اور حج کے مہینے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ پس اگر ان مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھا تو اس کا احرام جائز ہے اور حج ثابت ہو گیا اور جب عورت احرام کے نزدیک حائضہ ہو جائے تو غسل کر کے احرام باندھ لے اور وہی کرے جو حج کرنے والا کرتا ہے مگر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی اور اگر وقوف اور طواف زیارت کے بعد حائضہ ہوئی تو مکہ مکرمہ سے لوٹ جائے اور طواف صدر ترک کرنے پر اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْجَنَايَاتِ فِی الْاِحْرَامِ

وَاِذَا تَطَیَّبَ الْمُحْرِمُ فَعَلَیْہِ الْکَفَّارَۃُ وَاِنْ تَطَیَّبَ عُضْوًا کَامِلًا فَمَا زَادَ فَعَلَیْہِ دَمٌ وَاِنْ تَطَیَّبَ اَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ فَعَلَیْہِ صَدَقَۃٌ وَاِنْ لَبِسَ ثَوْبًا مَخِیْطًا اَوْ غَطّٰی رَأْسَہٗ یَوْمًا کَامِلًا فَعَلَیْہِ دَمٌ وَاِنْ کَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ صَدَقَۃٌ وَاِنْ حَلَقَ اَقَلَّ مِنَ الرُّبُعِ فَعَلَیْہِ صَدَقَۃٌ وَاِنْ حَلَقَ مَوْضَعَ الْمَحَاجِمِ فَعَلَیْہِ دَمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَا عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ

احرام کی حالت میں حرام کاموں کے بیان میں

جب احرام باندھنے والا خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔ اور اگر پورے عضو یا زیادہ حصہ پر خوشبو لگائی تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک عضو سے کم پر خوشبو لگائی تو اس پر صدقہ لازم ہے۔ اور اگر مکمل ایک دن سلا ہوا کپڑا پہنایا سر کو ڈھانپ رکھا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک دن سے کم ہو تو اس پر صدقہ ہے اور اگر چوتھائی سے کم سر کو منڈوائے تو اس پر صدقہ لازم ہے اور اگر پچھنے لگوانے کی جگہ کو مونڈ لیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اس پر صدقہ لازم ہے

﴿**جنایات**﴾ جنایات وہ چیزیں جو نہیں کرنی چاہیں تھیں ان کے بدلے میں کیا کرنا ہے یعنی جو کام ممنوع ہیں حج کے دوران ان کے کرنے سے کیا لازم آتا ہے ہمارے اساتذہ نے جنایات کا معنی جرم کیا ہے اس کا مادہ جنو ہے ﴿**عضوا کاملا**﴾ جیسے پورے بازو، یا چہرے پر لگا دی ﴿**دم**﴾ یعنی جانور کی قربانی کرنا لازم ہے ﴿**مخیطا**﴾ مخیط کا اطلاق تین کپڑوں پر ہوتا ہے۔ یعنی قمیص پاجامہ اور قباء پر پس اگر محرم سلا ہوا کپڑا دن بھر پہنا جس طرح پہننے کی عادت ہے۔ تو جرم ادا کرے گا۔ یعنی دم دے گا۔

Marfat.com

وَإنْ قَصَّ اَظَافِيْرَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ فَعَلَيْهِ دَمٌ إنْ قَصَّ يَدًا اَوْ رِجْلاً فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإنْ قَصَّ اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَظَافِيْرَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَإنْ قَصَّ خَمْسَةَ اَظَافِيْرَ مُتَفَرِّقَةٍ مِّنَ الْيَدَيْنِ اَوِ الرِّجْلَيْنِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ وَعِنْدَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ دَمٌ وَإنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ اَوْ حَلَقَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَ إنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ مِنَ الْمَخِيْطِ مِنْ عُذْرٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ إنْ شَاءَ ذَبَحَ شَاةً

اور اگر ہاتھوں اور پیروں کے ناخن کاٹے تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس پر بھی دم لازم ہے۔ اور اگر پانچ سے کم ناخن کاٹے تو اس پر صدقہ لازم ہے اور اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے متفرق طور پر پانچ ناخن کاٹے تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر صدقہ ہے اور امام محمد کے نزدیک اس پر دم ہے۔ اور اگر بغیر کسی عذر کے خوشبو لگائی یا کپڑا پہنا یا سر منڈایا پس اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خوشبو لگائی یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو ایک بکری ذبح کرے

﴿وان قص اظافیر﴾ اگر دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے ایک ہی مجلس میں تو ایک خون واجب ہے۔ اگر مجلس متعدد ہو تو خون بھی متعدد واجب ہونگے۔ اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے تب بھی پورا ایک خون واجب ہوگا۔

Marfat.com

وَاِنْ شَآءَ تَصَدَّقَ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ بِثَلٰثَةِ اَصْوُعٍ مِنَ الطَّعَامِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ وَاِنْ شَآءَ صَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ قَبَّلَ اَوْ لَمَسَ بِشَهْوَةٍ فَاَنْزَلَ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ جَامَعَ فِيْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ فَسَدَ حَجُّهٗ وَ عَلَيْهِ شَاةٌ وَيَمْضِيْ فِي الْحَجِّ كَمَا يَمْضِيْ مَنْ لَّمْ يَفْسُدْ حَجُّهٗ وَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ فِي الْعَامِ الْقَابِلِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُّفَارِقَ امْرَاَتَهٗ اِذَا حَجَّ بِهَا فِي الْقَضَآءِ

اور اگر چاہے تو چھ مسکینوں پر تین صاع کھانے سے صدقہ کرے اس طرح کہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع ہو۔ اور اگر چاہے تو تین روزے رکھے۔ پس اگر بوسہ لیا یا شہوت سے چھو لیا اور انزال ہو گیا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور جس نے وقوف عرفہ سے پہلے دونوں میں سے کسی ایک راستے میں مجامعت کر لی تو اس کا حج باطل ہو گیا اور اس پر بکری ہے اور حج ادا کرے جیسا کہ وہ ادا کرتا ہے جس نے اپنا حج فاسد نہ کیا ہو۔ اور آنے والے سال میں اس پر قضا لازم ہے۔ اور اس پر اپنی بیوی کو جدا کرنا لازم نہیں جبکہ اس کے ساتھ قضا حج کرے

﴿یمضی فی الحج﴾ حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ بعد جماع دونوں ایک بکری ذبح کریں اور افعال حج بجا لائیں اور آئندہ سال اس حج کی قضا کریں۔

﴿ولیس علیه﴾ دوسرے سال قضاء حج میں زوجین کا ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا ضروری نہیں کیونکہ ترک جماع کے لئے قضاء کی مشقت ہی کافی ہے (غایۃ الاوطار)

Marfat.com

وَمَنْ جَامَعَ امْرَأَتَهُ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ لَمْ يَفْسُدْ حَجُّهُ وَعَلَيْهِ بُدْنَةٌ عِنْدَنَا وَاِنْ جَامَعَ بَعْدَ الْحَلْقِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ جَامَعَ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ اَفْسَدَهَا وَمَضٰى عَلَيْهَا وَقَضَاهَا وَعَلَيْهِ شَاةٌ عِنْدَنَا وَاِنْ وَطِئَ بَعْدَ مَا طَافَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَلَا تَفْسُدُ عُمْرَتُهُ وَلَا يَلْزَمُ قَضَاءُ هَا وَمَنْ جَامَعَ نَاسِيًا كَانَ كَمَنْ جَامَعَ عَامِدًا عِنْدَنَا

اور جس نے وقوف عرفہ کے بعد اپنی بیوی سے مجامعت کی تو اس کا حج فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے نزدیک اس پر اونٹ ہے اور اگر سر منڈانے کے بعد مجامعت کرلی تو اس پر بکری ہے۔ اور جس نے طواف عمرہ کے چار چکروں سے پہلے مجامعت کرلی تو عمرہ فاسد ہو گیا اور اسے پورا کرے اور اس کی قضا کرے۔ اور ہمارے نزدیک اس پر بکری ہے اور اگر چار چکر طواف کرنے کے بعد مجامعت کی تو اس پر بکری ہے اور اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوتا ہے اور عمرہ کی قضا لازم نہیں ہے اور جس نے بھول کر جماع کیا تو ہمارے نزدیک وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے جان بوجھ کر جماع کیا۔

﴿لم یفسد﴾ لیکن امام شافی کے نزدیک قبل از رمی جماع کرنے سے بھی حج فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن احناف کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے من وقف بعرفۃ فقد تم حجہ۔ (در مختار)

Marfat.com

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ جِمَاعُ النَّاسِيْ غَيْرُ مُفْسِدٍ وَكَذَا الْخِلَافُ فِيْ جِمَاعِ النَّائِمَةِ وَالْمُكْرَهَةِ فِيْ حَقِّ فَسَادِ الْاِحْرَامِ لَا فِيْ حَقِّ الْاِثْمِ وَيَسْتَوِيْ فِيْهِ حَالَةُ النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ وَالطَّوْعِ وَالْاِكْرَاهِ وَالْبَالِغُ وَغَيْرُ الْبَالِغِ وَالْعَاقِلُ وَغَيْرُ الْعَاقِلِ وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الْقُدُوْمِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ كَانَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَاِنْ كَانَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ بُدْنَةٌ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُّعِيْدَ الطَّوَافَ مَادَامَ بِمَكَّةَ وَلَا ذَبْحَ عَلَيْهِ

اور امام شافعی نے فرمایا کہ بھول کر جماع کرنا غیر مفسد ہے۔ اور اسی طرح سوئی ہوئی عورت اور زبردستی کے جماع میں اختلاف ہے۔ یہ اختلاف احرام فاسد ہونے کے حق میں ہے نہ کہ گناہ کے حق میں۔ اور اس میں حالت نیند و بیداری، رضا و جبر، بالغ ہونا و نابالغ ہونا، عاقل و غیر عاقل ہونا سب برابر ہیں۔ اور جس نے بے وضو طواف قدوم ادا کیا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر جنبی ہو تو اس پر بکری ہے۔ اور جس نے بغیر وضو کے طواف زیارت کیا تو اس پر بکری ہے۔ اور اگر جنبی ہے تو اس پر بدنہ ہے اور جب تک مکہ مکرمہ میں ہے تو طواف کو لوٹانا افضل ہے۔ اور اس پر ذبح نہیں ہے

﴿طواف القدوم محدثا﴾ یعنی کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے وقت پہلا طواف بے وضو کیا تو صدقہ واجب ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الصَّدْرِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَإِنْ طَافَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ تَرَكَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثَلٰثَةَ اَشْوَاطٍ فَمَا دُوْنَهَا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ تَرَكَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ بَقِيَ مُحْرِمًا اَبَدًا حَتّٰى يَطُوْفَهَا وَمَنْ تَرَكَ طَوَافَ الصَّدْرِ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ تَرَكَ ثَلٰثَةَ اَشْوَاطٍ مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمَنْ تَرَكَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَحَجَّةٌ تَامٌّ

اور جس نے طواف صدر بغیر وضو کے ادا کیا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر جنب کی حالت میں ادا کیا تو اس پر بکری ہے اور جو طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے کم چھوڑ دے تو اس پر دم ہے۔ اور جو چار چکر چھوڑ دے تو ہمیشہ محرم رہے گا یہاں تک کہ طواف زیارت کر لے۔ اور جس نے طواف صدر یا اس کے چار چکر چھوڑے تو اس پر بکری ہے اور جس نے طواف صدر کے تین چکر چھوڑے تو اس پر صدقہ ہے۔ اور جو صفا و مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دے تو اس پر ایک بکری ہے۔ اور اس کا حج مکمل ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ قَبْلَ الْاِمَامِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ تَرَكَ الْوُقُوْفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ تَرَكَ رَمْيَ الْجِمَارِ فِي الْاَيَّامِ كُلِّهَا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ تَرَكَ رَمْيَ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ تَرَكَ رَمْيَ اِحْدَى الْجِمَارِ الثَّلٰثِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ تَرَكَ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ اَخَّرَ الْحَلْقَ حَتّٰى مَضَتْ اَيَّامُ النَّحْرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ اَنْ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ حَتّٰى مَضَتْ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ

اور جو امام سے پہلے عرفات سے نکل آیا تو اس پر ایک بکری ہے۔ اور جس نے وقوف مزدلفہ چھوڑا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور جس نے جمرات کو کنکریاں مارنا تمام دنوں میں چھوڑا تو اس پر دم ہے اور جس نے ایک دن کی رمی کو چھوڑا تو اس پر بھی دم ہے۔ اور جس نے تین جمرات میں سے کسی ایک کی رمی کو چھوڑا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی چھوڑ دی تو اس پر دم ہے۔ اور جس نے سر منڈانے میں دیر کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر طواف زیارت میں دیر کی یہاں تک کہ ایام تشریق گذر گئے۔

﴿وقوف﴾ ہمارے نزدیک مزدلفہ میں ٹھہرنا ضروری ہے عشاء سے صبح صادق تک۔ جبکہ نجدی کہتے ہیں مزدلفہ میں دو رکعت پڑھے اور کنکریاں لے کر وہاں سے چل پڑے۔

Marfat.com

وَاِذَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ الصَّيْدَ اَوْ دَلَّ عَلَيْهِ مَنْ قَتَلَهٗ فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ سَوَآءٌ فِیْ ذٰلِكَ الْعَامِدُ وَالنَّاسِیْ وَالْمُبْتَدِئُ وَالْعَائِدُ وَالْجَزَآءُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ اَنْ یُّقَوَّمَ الصَّیْدَ فِی الْمَکَانِ الَّذِیْ قَتَلَهٗ فِیْهِ اَوْ فِیْ اَقْرَبِ الْمَوَاضِعِ مِنْهُ وَاِنْ کَانَ فِیْ بَرِّیَّةٍ یُّقَوِّمُهٗ ذَوَا عَدْلٍ ثُمَّ هُوَ مُخَیَّرٌ فِی الْقِیْمَةِ اِنْ شَآءَ ابْتَاعَ بِهَا هَدْیًا فَیَذْبَحُهَا فِی الْحَرَمِ اِنْ بَلَغَتْ هَدْیًا

اور جب محرم نے شکار مارا یا جس نے شکار مارا اس کو شکار کے متعلق بتایا تو اس پر جزاء لازم ہے اور اس میں ارادہ سے اور بھول کر کرنے والا، شروع کرنے والا اور دوبارہ کرنے والا سب برابر ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک جزا یہ ہے کہ جس جگہ شکار مارا ہے یا اس کے قریبی مقامات میں شکار کی قیمت لگائی جائے۔ اور اگر صحرا میں ہو تو دو عادل اشخاص اس کی قیمت لگائیں۔ پھر وہ قیمت میں اختیار رکھتا ہے کہ اگر قیمت قربانی کے جانور تک پہنچ جائے تو جانور خرید کر اسے حرم میں ذبح کرے۔

﴿جزا﴾ جزا یعنی بدلہ

Marfat.com

وَاِنْ شَآءَ اِشْتَرٰی بِهَا طَعَامًا فَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلَی الْمَسَاكِیْنِ عَلٰی كُلِّ مِسْكِیْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ وَاِنْ شَآءَ صَامَ عَنْ كُلِّ نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ یَوْمًا وَّ عَنْ كُلِّ صَاعٍ مِّنْ شَعِیْرٍ یَوْمًا فَاِنْ فَضَلَ مِنَ الطَّعَامِ اَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَهُوَ مُخَیَّرٌ اِنْ شَآءَ تَصَدَّقَ بِهٖ وَاِنْ شَآءَ صَامَ عَنْهُ یَوْمًا كَامِلًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَ الشَّافِعِیُّ یَجِبُ فِی الصَّیْدِ النَّظِیْرُ فِیْمَا لَهٗ نَظِیْرٌ

اور اگر چاہے تو کھانا خرید کر مسکینوں پر اس طرح صدقہ کرے کہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع گندم سے یا ایک صاع کھجور یا جو سے ہو۔ اور اگر چاہے تو ہر نصف صاع گندم اور ہر صاع جو کے عوض ایک روزہ رکھے۔ اور اگر نصف صاع گندم سے کم کھانا بچ جائے۔ تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو صدقہ کر دے اور اگر چاہے اس کے عوض مکمل ایک دن روزہ رکھے۔ اور امام محمد اور امام شافعی نے فرمایا کہ جس شکار میں اس کی مثل ہو تو اس کی مثل واجب ہے

Marfat.com

فَفِی الظَّبیِ شَاۃٌ وَفِی الضَّبُعِ شَاۃٌ وَفِی الْاَرْنَبِ عَنَاقٌ وَّفِی قَتْلِ النُّعَامَۃِ بُدْنَۃٌ وَفِی الْیَرْبُوْعِ جَفْرَۃٌ وَمَنْ جَرَحَ صَیْدًا اَوْنَتَفَ شَعْرَہٗ اَوْ قَطَعَ عُضْوًا مِّنْہُ ضَمِنَ مَانَقَصَ مِّنْہُ فَاِنْ نَتَفَ رِیْشَ طَائِرٍ اَوْ قَطَعَ قَوَائِمَ صَیْدٍ فَخَرَجَ مِنْ حَیِّزِ الْاِمْتِنَاعِ فَعَلَیْہِ قِیْمَتُہٗ کَامِلَۃً وَمَنْ کَسَرَ بَیْضَ صَیْدٍ فَعَلَیْہِ قِیْمَتُہٗ کَامِلَۃً فَاِنْ خَرَجَ مِنَ الْبَیْضَۃِ فَرْخٌ مَیِّتٌ فَعَلَیْہِ قِیْمَتُہٗ حَیًّا وَلَیْسَ فِیْ قَتْلِ الْغُرَابِ وَالْحِدَاَۃِ وَالذِّئْبِ وَالْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَۃِ وَ الْکَلْبِ الْعَقُوْرِ جَزَآءٌ

پس ہرن اور لگر بگڑ میں ایک ایک بکری ہے اور خرگوش مین بکری کا ششماہی بچہ ہے۔اور شتر مرغ کو مارنے پر اونٹ ہے اور جنگلی چوہے میں بکری کا چارماہی بچہ ہے۔اور جس نے شکار کو زخمی کیا یا اس کے بالوں کو اکھیڑا یا اس کا کوئی عضو کاٹا تو اس کا ضامن ہے جو اس سے قیمت کم ہوئی اور اگر پرندے کے پر نوچے یا شکار کے پاؤں کاٹے پس وہ اپنے آپ کو بچانے سے رہ گیا اس پر اس کی پوری قیمت ہے ۔اور جس نے شکار کے انڈے توڑ دیئے تو اس پر اس کی پوری قیمت ہے اور اگر انڈے سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اس پر زندہ بچہ کی قیمت ہے۔اور کوے ، چیل ، بھیڑیئے ، سانپ ، بچھو ، چوہے اور کاٹنے والے کتے کو مارنے پر جزا نہیں ہے۔

﴿یربوع﴾ جنگلی یا صحرائی چوہا سفید ہوتا ہے

Marfat.com

وَلَيسَ فِى قَتلِ البَعُوضَةِ وَالبُرغُوثِ وَالنَّملِ وَ القِرَادِ شَیءٌ وَمَن قَتلَ القُمَّلَةَ يَتَصَدَّقُ بِمَاشَآءَ وَمَن قَتلَ جَرَادَةً تَصَدَّقَ بِمَا شَآءَ وَتَمرَةٌ خَیرٌ مِّن جَرَادَةٍ وَمَن قَتلَ مَا لَا يُوكَلُ لَحمُهٗ مِنَ الصَّيدِ كَالسِّبَاعِ وَنَحوِهَا فَعَلَيهِ الجَزَآءُ وَلَا يَتَجَاوَزُ بِقِيمَتِهَا شَاةً وَاِن صَالَ سَبُعٌ عَلٰى مُحرِمٍ فَقَتَلَهٗ فَلَا شَیءَ عَلَيهِ وَاِن صَالَ عَلَيهِ الجَمَلُ فَقَتَلَهٗ ضَمِنَ لِصَاحِبِهٖ وَاِنِ اضطُرَّ المُحرِمُ اِلٰى اَكلِ لَحمِ الصَّيدِ فَقَتَلَهٗ فَعَلَيهِ الجَزَآءُ

اور مچھر۔ پسو، چیونٹی اور چیچڑی کو مارنے پر کچھ چیز نہیں ہے۔ اور جس نے جوں یا ٹڈی کو مارا تو جو چاہے صدقہ کرے اور اور ٹڈی کے عوض کھجور بہتر ہے۔ اور جس نے شکار میں اس کو مارا کہ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے درندے وغیرہ تو اس پر جزا ہے جو بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر درندہ محرم پر حملہ کردے اور وہ اسے ماردے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اونٹ نے اس پر حملہ کیا اور محرم نے اسے ماردیا تو اس کے مالک کے لیے ضامن ہوگا۔ اگر محرم شکار کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے تو اسے شکار کرے۔ پس اس پر جزا ہے۔

Marfat.com

وَلَابَاْسَ بِاَنْ يَذْبَحَ الْمُحْرِمُ الشَّاةَ وَالْبَقَرَةَ وَالْبَعِيْرَةَ وَالدَّجَاجَةَ وَالْبَطَّ الْكَسْكَرِيَّ وَمَنْ قَتَلَ حَمَامَةً مُّسَرْوَلًا اَوْ ظَبْيًا مُّسْتَاْنِسًا فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ وَاِنْ ذَبَحَ الْمُحْرِمُ صَيْدًا فَذَبِيْحَتُهُ مَيْتَةٌ لَا يَحِلُّ اَكْلُهَا عِنْدَنَا وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّاْكُلَ الْمُحْرِمُ لَحْمَ صَيْدًا اِصْطَادَهُ حَلَالٌ وَذَبَحَهُ اِذَا لَمْ يَدُلَّ الْمُحْرِمُ عَلَيْهِ وَلَااَمَرَهُ بِصَيْدِهٖ وَفِيْ صَيْدِ الْحَرَمِ اِذَا ذَبَحَهُ الْحَلَالُ فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ وَاِنْ قَطَعَ حَشِيْشَ الْحَرَمِ حَلَالًا كَانَ اَوْ حَرَامًا اَوْ شَجَرَةً الَّتِيْ لَيْسَتْ بِمَمْلُوْكَةٍ

اور کوئی حرج نہیں کہ محرم، بکری، گائے، اونٹ، مرغی اور بطخ کسکری کو ذبح کرے۔ اور جس نے مسرول کبوتر یا سدھائے ہوئے ہرن کو مارا تو اس پر جزا ہے۔ اور اگر محرم شکار کو ذبح کرے تو اس کا ذبح کیا ہوا مردار ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور غیر محرم کے شکار اور ذبح کیے ہوئے کا گوشت کھانے میں محرم پر کوئی حرج نہیں جبکہ محرم نے شکار کے متعلق بتلایا بھی نہ ہوا ورنہ شکار کا حکم دیا ہو۔ جب غیر محرم نے حرم میں موجود شکار کو ذبح کیا تو اس پر جزا ہے۔ محرم ہو یا غیر محرم اگر حرم کی گھاس کاٹی یا وہ درخت کاٹے جو کسی کی ملکیت نہیں

﴿مسرول﴾ کبوتر وہ جس کی ٹانگوں پر پر ہوں

﴿الحرم﴾ مکہ مکرمہ کی زمین کو حرم کہتے ہیں

Marfat.com

وَلَا مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ فَعَلَيْهِ قِيمَتُهُ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلَهُ الْقَارِنُ مِمَّا ذَكَرْنَا اَنَّ فِيهِ عَلَى الْمُفْرِدِ دَمًا فَعَلَى الْقَارِنِ دَمَانِ دَمٌ لِحَجَّتِهِ وَدَمٌ لِعُمْرَتِهِ اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ الْمِيقَاتَ مِنْ غَيْرِ اِحْرَامٍ ثُمَّ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ فَاِنَّهُ يَلْزَمُهُ دَمٌ وَاحِدٌ وَ اِذَا اشْتَرَكَ مُحْرِمَانِ فِي قَتْلِ صَيْدٍ وَّاحِدٍ فَعَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا جَزَآءٌ كَامِلٌ وَاِذَا اشْتَرَكَ حَلَالَانِ فِي قَتْلِ صَيْدِ الْحَرَمِ فَعَلَيْهِمَا جَزَآءٌ وَّاحِدٌ وَ اِذَا بَاعَ الْمُحْرِمُ صَيْدًا اَوِ ابْتَاعَهُ فَالْبَيْعُ بَاطِلٌ

نہ وہ درخت جنہیں لوگ اگاتے ہوں۔ تو اس پر اس کی قیمت ہے۔ ہر وہ کام جسے ہم نے بیان کیا ہے اگر حج افراد کرنے والا وہ کام کرے تو ایک دم ہے اگر قارن وہی کام کرے تو دو دم ہیں۔ ایک دم حج کے لیے اور ایک عمرہ کے لیے ہے مگر یہ کہ وہ بغیر احرام میقات سے آگے بڑھ جائے پھر عمرہ وحج کا احرام باندھے تو اس پر ایک دم لازم ہے اور جب دو احرام باندھنے والے ایک شکار کو مارنے میں شریک ہو جائیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر پوری جزا ہے اور اگر دو غیر محرم حرم کے شکار کو مارنے میں شریک ہوں تو ان دونوں پر ایک جزا ہے۔ اور جب محرم شکار بیچے یا اس کو خریدے۔ تو یہ خرید و فروخت باطل ہے۔

﴿قارن﴾ کیونکہ وہ دو احرام، حج و عمر، کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس لیے دو دم ہیں یہ ہمارے نزدیک ہے۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ ایک ہی احرام کا محرم سمجھتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک ایک دم واجب ہوتا ہے

﴿ان یتجاوز المیقات﴾ اس کی ایک وجہ ہے کہ ایام حج میں ہمارے نزدیک عمرہ نہیں ہوتا۔ وہی حج تمتع کا پہلا عمرہ ہے۔ اب جبکہ عمرہ نہیں تو ہم عمرہ کا احرام نہیں باندھ سکتے۔ تو اس لیے حج قران کا احرام باندھنا ہوگا۔ اکثر لوگ ایام حج میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لیتے ہیں اور پھر احرام کھول لیتے ہیں۔ یہ احناف کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو دم لازمی ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْاِحْصَارِ

اِذَا اُحْصِرَ الْمُحْرِمُ بِعَدُوٍّ اَوْ اَصَابَهُ مَرَضٌ يَّمْنَعُ مِنَ الْمَضِيِّ جَازَلَهُ التَّحَلُّلَ وَقَالَ الشَّافِعِیؒ لَايَكُوْنَ الْاِحْصَارُ اِلَّا مِنْ عَدُوٍّ وَقِيلَ لَهُ اُبْعَثْ شَاةً تَذْبَحُ فِي الْحَرَمِ وَوَاعَدَ مَنْ يَّحْمِلُهَا يَوْمًا بِعَيْنِهٖ يَذْبَحُهَا فِيْهِ ثُمَّ يَتَحَلَّلَ فَاِنْكَانَ قَارِنًا بَعَثَ بِدَمَيْنِ وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ دَمِ الْاِحْصَارِ اِلَّافِي الْحَرَمِ

عمرہ وحج سے رک جانے کے بیان میں

اور جب محرم حج سے رک جائے کسی دشمن کی وجہ سے یا اس کو ایسی بیماری لگ جائے جو جانے سے روک دے تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہے۔ اور امام شافعی نے فرمایا سوائے دشمن کے کسی اور وجہ سے احصار واقع نہیں ہوتا اور ایسے شخص کے لیے کہا گیا ہے کہ ایک بکری بھیجے جو حرم میں ذبح کی جائے۔ اور بکری لے جانے والے سے مقرر شدہ دن کا وعدہ لے لے کہ جس میں وہ بکری ذبح کرے۔ پھر وہ حلال ہو جائے گا۔ اور اگر قارن ہے تو دو دم بھیجے اور سوائے زمین حرم کے کسی اور جگہ احصار کا دم ذبح کرنا جائز نہیں ہے

﴿الاحصار﴾ عامل لوگ اپنے معمول کے گرد دائرہ لگا دیتے ہیں کہ یہ ان کا احصار ہے اس سے باہر نہیں آتا۔ احصار حصر سے ہے جس کا معنی ہیں رکجانا ﴿قیل﴾ مگر یہاں پر ضعف کے لئے نہیں ہے قول ضعیف کے لیے آتا ہے۔ کیونکہ پتہ نہیں کہ کس نے کیا ہے ﴿واعد﴾ مثلا لے جانے والا کہے کہ میں چوتھے دن پہنچو گا اور اسی دن بکری ذبح کروں گا تو اب یہ چوتھے دن احرام کھول کر حلال ہو جائے گا مگر یہاں یہ معنی مراد نہیں ہے بلکہ یہاں اس کو معنی ہے کہ اس سے کہا جائیگا کہ ھدی یا دم احصار بھیج دو حرم شریف میں تاکہ وہاں ذبح کر دیا جائے معین کردہ دن میں اور یہ یہاں احرام کھول کر گھر کو واپس روانہ ہو جائے۔

Marfat.com

وَيَجُوْزُ ذَبْحُهٗ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٌ لَا يَجُوْزُ الذَّبْحُ لِلْمُحْصِرِ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَجُوْزُ لِلْمُحْصِرِ بِالْعُمْرَةِ اَنْ يَّذْبَحَ مَتٰى شَآءَ وَالْمُحْصَرُ بِالْحَجِّ اِذَا تَحَلَّلَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَ عُمْرَةٌ وَعَلَى الْمُحْصَرِ بِالْعُمْرَةِ الْقَضَآءُ وَعَلَى الْقَارِنِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَتَانِ وَاِذَا بَعَثَ الْمُحْصَرُ هَدْيًا وَّ وَاعَدَهُمْ اَنْ يَّذْبَحُوْا فِيْ يَوْمٍ بِعَيْنِهٖ ثُمَّ زَالَ الْاِحْصَارُ فَاِنْ قَدَرَ عَلٰى اِدْرَاكِ الْهَدْيِ وَالْحَجِّ لَمْ يَجُزْ لَهُ التَّحَلُّلُ

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے اس کا ذبح کرنا جائز ہے اور امام ابو یوسف و محمد فرماتے ہیں کہ حج سے رک جانے والے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے مگر قربانی کے دن۔ اور عمرہ سے رک جانے والے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے جب بھی وہ چاہے اور حج سے رک جانے والا جب احرام کھول دے تو اس پر ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔ اور عمرہ سے رک جانے والے پر قضا ہے اور قارن پر ایک حج اور دو عمرے ہیں اور جب حج سے رک جانے والا جانور بھیج دے اور ان سے مقررہ دن میں ذبح کرنے کا وعدہ لے لے۔ پھر رکاوٹ دور ہو گئی پس اگر وہ ہدی اور حج کو پانے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کیلیے احرام کھولنا جائز نہیں

Marfat.com

وَلَزِمَهُ الْمُضِيُّ وَإِنْ قَدَرَ عَلٰى إِدْرَاكِ الْهَدْيِ دُوْنَ الْحَجِّ جَازَلَهُ التَّحَلُّلُ وَإِنْ قَدَرَ عَلٰى إِدْرَاكِ الْحَجِّ دُوْنَ الْهَدْيِ جَازَلَهُ التَّحَلُّلُ اِسْتِحْسَانًا وَمَنْ أُحْصِرَ بِمَكَّةَ وَهُوَ مَمْنُوْعٌ مِّنَ الْوُقُوْفِ وَطَوَافِ الزِّيَارَةِ كَانَ مُحْصَرًا وَإِنْ قَدَرَ عَلٰى أَحَدِهِمَا دُوْنَ الْآخِرِ فَلَيْسَ بِمُحْصَرٍ

بلکہ جانا ضروری ہے اور اگر ہدی کو پانے کی قدرت رکھتا ہے بغیر حج کے تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہے اور اگر بغیر ہدی حج کو پانے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کے لیے استحسانا احرام کھولنا جائز ہے۔ اور جو مکہ معظّمہ میں محصور ہو گیا اور وقوف وطواف زیارت سے روک دیا گیا تو وہ محصر ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر قدرت رکھتا ہو تو وہ محصر نہیں ہے۔

﴿استحسانا﴾ اس لیے کہ احرام تو حج کے لیے باندھا ہے اب جبکہ صرف ہدی کو پا سکتا ہے اور حج کو نہیں تو احرام کھول سکتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْفَوَاتِ

وَمَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَفَاتَهُ الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَّوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَعَلَيْهِ اَنْ يَّطُوْفَ وَيَسْعٰى وَيَتَحَلَّلَ وَيَقْضِى الْحَجَّ مِنْ قَابِلٍ وَلَا دَمَ عَلَيْهِ وَالْعُمْرَةَ لَاتَفُوْتُ وَهِىَ جَائِزَةٌ فِىْ جَمِيْعِ السَّنَةِ اِلَّا فِىْ خَمْسَةِ اَيَّامٍ يُكْرَهُ فِعْلُهَا فِيْهَا يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَهِىَ الْاِحْرَامُ وَالطَّوَافُ وَالسَّعْىُ وَالْحَلْقُ

فوت شدہ حج کے بیان میں

اور جس نے حج کا احرام باندھا اور اس سے وقوف عرفہ رہ گیا یہاں تک کہ قربانی کے دن صبح صادق طلوع ہو گئی تو بلا شبہ اس کا حج رہ گیا۔ اور اس پر طواف و سعی کر کے احرام کھول دینا لازم ہے۔ اور آنے والے سال میں حج کی قضا کرے اور اس پر دم لازم نہیں ہے۔ اور عمرہ فوت نہیں ہوتا اور عمرہ سال بھر جائز ہے۔ سوائے پانچ دنوں کے کہ جن میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور وہ ایام عرفہ کا دن ، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہیں۔ اور عمرہ سنت ہے۔ احرام ، طواف ، سعی اور سر کا منڈانا عمرہ ہے۔

﴿فوات﴾ فوات جمع ہے فوت کی۔ جس کے معنی ہیں گذرا ہوا

Marfat.com

بَابُ الْهَدْيِ

اَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنْ ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ يَجْزِئُ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا اِلَّا الضَّانِ فَاِنَّ الْجَزْعَ مِنْهُ يُجْزِئُ فِيْهِ وَلَايَجُوْزُ فِي الْهَدْيِ مَقْطُوْعُ الْاُذُنِ اَوْاَكْثَرُهَا وَلَا مَقْطُوْعُ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَلَا مَقْطُوْعُ الذَّنَبِ وَلَا ذَاهِبَةُ الْعَيْنِ وَلَا الْعَجْفَاءُ وَلَا الْعَرْجَاءُ الَّتِيْ لَاتَمْشِيْ اِلَى الْمَنْسَكِ وَالشَّاةُ جَائِزَةٌ فِيْ كُلِّ دَمٍ

قربانی کے جانور کے بیان میں

قربانی کا کم سے کم درجہ بکری ہے۔اور قربانی کی تین اقسام ہیں۔اونٹ ،گائے اور بکری کی قربانی،ان سب میں گائے میں ثنی دوسالہ کو کہتے ہیں مگر اونٹ میں ثنی پانچ سالہ کو کہتے۔یا زیادہ عمر کا جانور کافی ہے مگر دنبہ کہ جس میں چھ مہینے کا بچہ بھی کافی ہے۔اور قربانی میں پورا یا اکثر کان کٹا، ہاتھ ،پاؤں اور دم کٹا ، اندھا ، کانا ، نحیف اور لنگڑا جو مذبح تک نہ جاسکے جائز نہیں ہے۔اور بکری ہر دم میں جائز ہے

﴿ھدی﴾ حج کے موسم میں جانا اور عرفات، مزدلفہ سے ہوتے ہوئے منیٰ میں جاکر جانور قربان کرنا۔اصطلاح شرعی میں اسے ہدی کہتے ہیں ﴿ضان﴾ چھ ماہیہ دنبہ جو کہ دیکھے میں ایک سالہ نظر آتا ہو تو اس کی قربانی کافی ہے

Marfat.com

اِلَّا فِیْ مَوْضِعَیْنَ فِیْ مَنْ طَافَ طَوَافَ الزِّیَارَةِ جُنُبًا وَمَنْ جَامَعَ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ فَاِنَّ فِیْ هٰذَیْنِ الْمَوْضِعَیْنِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا بَدَنَةٌ وَالْبُدْنَةُ وَالْبَقَرَةُ یَجُوْزُ کُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَنْ سَبْعَةِ اَنْفُسٍ اِذَا کَانَ کُلٌّ وَاحِدٍ مِّنَ الشُّرَکَآءِ یُرِیْدُ الْقُرْبَةَ فَاِنْ اَرَادَ اَحَدُهُمْ بِنَصِیْبِهٖ لَحْمًا لَمْ یَجُزْ لِلْبَاقِیْنَ عَنِ الْقُرْبَةِ وَیَجُوْزُ الْاَکْلُ لِلْمَالِكِ مِنَ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ وَلَا یَجُوْزُ الْاَکْلُ مِنْ بَقِیَّةِ الْهَدَایَا لِلْمَالِكِ وَلَا لِلْغَنِیِّ

مگر دو جگہوں پر جائز نہیں ۔ ایک جس نے جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا اور جس نے وقوف عرفہ کے بعد مجامعت کر لی پس بے شک ان دونوں جگہوں پر جائز نہیں مگر اونٹ ۔ اونٹ اور گائے میں سے ہر ایک ان سات اشخاص کی طرف سے جائز ہے جن میں سے ہر ایک قرب الٰہی کی نیت سے شریک ہو ۔ اور اگر ان میں سے ایک نے اپنے حصے کے گوشت کا ارادہ کیا تو باقیوں کی جانب سے از روئے ثواب کے جائز نہیں ہے اور مالک کے لیے نفلی، تمتع اور قران کی قربانی میں سے کھانا جائز ہے اور مالک اور مالدار کے لیے باقی قربانیوں سے کھانا جائز نہیں ہے ۔

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمَتْعَةِ وَالْقِرَانِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَجُوْزُ ذَبْحُ بَقِيَّةِ الْهَدَايَا فِيْ اَيِّ وَقْتٍ شَآءَ وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ دَمِ الْهَدْيِ اِلَّا فِي الْحَرَمِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِهَا عَلٰى مَسَاكِيْنِ الْحَرَمِ وَ غَيْرِهِمْ وَلَا يَجِبُ التَّعْرِيْفُ بِقَلَادَةٍ بِالْهَدْيِ وَالْاَفْضَلُ فِي الْبُدْنَةِ النَّحْرُ وَفِى الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ الذَّبْحُ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يَتَوَلَّى الْاِنْسَانُ بِنَفْسِهٖ اِذَا كَانَ يُحْسِنُ ذٰلِكَ وَيَتَصَدَّقُ بِجَلَالِهَا وَخِطَامِهَا وَلَا يُعْطِيْ اُجْرَةَ الْجَزَّارِ مِنْهَا

اور نفلی، تمتع اور قران کی قربانی کو ذبح کرنا جائز نہیں مگر قربانی کے دن۔ اور باقی قربانیوں کو ذبح کرنا جائز ہے جس وقت بھی چاہے۔ اور دم کی قربانی کو ذبح کرنا جائز نہیں مگر حرم میں اور ان کا گوشت وغیرہ حرم کے مسکینوں اور دوسرے مسکینوں پر صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور قربانی کے جانور کو پٹہ کے ساتھ نشان لگانا واجب نہیں ہے اور بہتر ہے اونٹ میں نحر کرنا اور گائے، بھیڑ، بکری میں ذبح کرنا، اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے جبکہ اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو۔ اور اس کی جھول اور رسی صدقہ کردے اور ان سے قصاب کی مزدوری ادا نہ کرے۔

﴿التعریف﴾ بعض علماء نے تعریف کا معنی قربانی کے جانور کو عرفات لے جانا کر دیا ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ سَاقَ بُدْنَةً فَاضْطُرَّ اِلٰى رُكُوْبِهَا وَاِنِ اسْتَغْنٰى عَنْ ذٰلِكَ لَمْ يَرْكَبْهَا وَاِنْ كَانَ لَهَا لَبَنٌ لَمْ يَحْلِبْهَا وَلٰكِنْ يَنْضَحُ ضَرْعَهَا بِالْمَآءِ الْبَارِدِ حَتّٰى يَنْقَطِعُ اللَّبَنُ وَمَنْ سَاقَ هَدْيًا فَعَطِبَ فَاِنْ كَانَ تَطَوُّعًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ وَاِنْ كَانَ وَاجِبًا فَعَلَيْهِ اَنْ يُّقِيْمَ غَيْرَهٗ مُقَامَهٗ وَكَذٰلِكَ لَوْ اَصَابَهٗ عَيْبٌ كَثِيْرٌ اَقَامَ غَيْرَهٗ مُقَامَهٗ وَصَنَعَ بِالْمَعِيْبِ مَاشَآءَ وَاِنْ عَطِبَتِ الْبُدْنَةُ فِي الطَّرِيْقِ فَاِنْ كَانَ تَطَوُّعًا نَحَرَهَا

اور جو اونٹ لے گیا پس اس پر سواری ہونے پر مجبور ہو گیا تو اس پر سوار ہو جائے اور اگر مجبور نہ ہو تو اس پر سوار نہ ہو۔ اور اگر اس کا دودھ ہو تو نہ دوہے بلکہ اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی ڈالے یہاں تک کہ اس کا دودھ خشک ہو جائے۔ اور جو قربانی کا جانور لے گیا پس وہ مر گیا۔ اگر نفلی ہے تو اس پر اس کا بدل نہیں ہے اور اگر قربانی واجب ہے تو پہلی کے بدلے میں دوسری لانا اس پر لازم ہے۔ اسی طرح اگر قربانی کے جانور میں بہت سے عیوب پیدا ہو گئے۔ تو اس کہ جگہ دوسرا لائے۔ اور عیب دار کا جو چاہے کرے۔ اور اگر اونٹ راستے میں مر گیا۔ اگر نفلی ہے تو اس کو نحر کر لے

Marfat.com

وَصَبغَ نَعْلَهَا بِدَمِهَا وَضَرَبَ بِهَا صَفْحَةَ سَنَامِهَا وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا هُوَ وَلَا غَيْرُهُ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَاِنْكَانَتْ وَاجِبَةً اَقَامَ غَيْرَهَا مُقَامَهَا وَصَنَعَ بِهَا مَاشَآءَ وَيُقَلِّدُ هَدْىَ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ وَلَا يُقَلِّدُ دَمَ الْاِحْصَارِ وَلَا دَمِ الْجَنَايَاتِ

اور اس کے نعل کو اس کے خون سے رنگ لے اور اس خون کو اس کے کوہان کو مارے۔ اور وہ اور نہ کوئی دوسرا مالداروں میں سے اس کا گوشت کھائے۔ اور اگر واجب ہے تو اس کے بدلے دوسرا لائے اور پہلے کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اور نفلی، تمتع اور قران کی قربانی کی گردنوں میں پٹہ ڈالے صرف دم احصار اور دم جنایات کو پٹہ نہ ڈالے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِاُسْتَاذِيْنَا وَلِمَشَآئِخِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

مرتبہ :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

ماخذ و مراجع

۱۔ قرآن مجید ترجمہ کنز ایمان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۔ تفسیر خازن، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۳۔ تفسیر عزیزی، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور

۴۔ انجیل برنابا (مطبوعہ مصر) صہ ۶۰، ۶۱

۵۔ صحیح بخاری شریف، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی

۶۔ صحیح مسلم شریف، نور محمد اصح المطابع دہلی

۷۔ ترمذی شریف، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۸۔ سنن دارمی، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی

۹۔ مشکوۃ شریف، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور

۱۰۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۱۱۔ الزجاج المصابیح، مطبوعہ حیدرآباد دکن

۱۲۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف،

۱۳۔ مصفی و مسوی شرح موطاء، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی

۱۴۔ شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مجتبائی دہلی

۱۵۔ کشف الغمہ عن جمیع الامتہ، مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر

۱۶۔ ہدایہ شریف، مطبع مجتبائی دہلی

۱۷۔ غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار، مطبوعہ مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ

۱۸۔ شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

۱۹۔ مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبوعہ نول کشور لکھنو

۲۰۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح، مطبوعہ مصر

۲۱۔ عبد الحلیم علی الدرر شرح الغرر، مطبوعہ مصر

۲۲۔ المبسوط، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

۲۳۔ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۲۴۔ فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۵۔ شرح معانی الاثار المعروف بالطحاوی، مطبوعہ مطبع الاسلامیہ لاہور

۲۶۔ کتاب الآثار، مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنو

۲۷۔ فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۸۔ فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۹۔ بدائع الصنائع، دار الفکر بیروت

۳۰۔ توضیح العقائد یعنی رکن الدین، مطبوعہ اللہ والے کی دوکان لاہور

۳۱۔ انوار ساطعہ، مطبوعہ مطبع نعیمی مرادآباد بھارت

۳۲۔ عقائد الاسلام، مطبوعہ انصاری دہلی

۳۳۔ ارشاد الطالبین، مطبوعہ فیض عام دہلی

۳۴۔ فضائل الذکر، مطبوعہ ناشران قرآن کمپنی

۳۵۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ نامی پریس لکھنو، نئی دار الاشاعت مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

۳۶۔ فضائل صدقات، ناشر ادارہ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی

۳۷۔ فضائل صبر و شکر، ادارہ دینیات

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com